اسلام کا معاشرتی نظام

ادیب شہیر حضرت مولانا

الحاج محمد ادریس رضوی ایم۔اے

رابطہ

Mohammad. Idris Razavi

Sunni Jama Masjid Patri Pool Kalyan

421306 Maharashtra

ناشر

غوث الوریٰ اکیڈمی

زیر اہتمام: الجامعۃ الرضویہ کلیان تھانہ مہاراشٹر

☆نام کتاب: اسلام کا معاشرتی نظام

☆مصنف: ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا الحاج محمد ادریس رَضوی (ایم۔اے)

☆صفحات: 128

☆سنہ اشاعت: اکتوبر ۲۰۱۸ء

☆ناشر: غوث الوریٰ اکیڈمی، زیر اہتمام الجامعۃ الرضویہ،کلیان، تھانہ، مہاراشٹر

☆تعداد: 1100

☆قیمت: Rs. 70

ملنے کے پتے:

☆سنّی جامع مسجد، پتری پُل ،کلیان (مہاراشٹر) mob:9869781566

☆مولانا محمد مسعود رضا قادری، الجامعۃ الرضویہ، بیل بازار کلیان۔ 09322329875

☆زہری کتاب گھر،کلیان 9870330192

☆مولانا محمد کاشف شادؔ مصباحی، دار العلوم رضائے مصطفیٰ (گل برگہ) 09620372464

☆ڈاکٹر محمد توصیف رضا، رضا کیلنک، مدلمن، در بھنگہ۔ 09576829764

☆حافظ وقاری محمد قمر رضا، رضا منزل، مدلمن، در بھنگہ۔ 7275238675

☆اپنی باتیں .... محمد ادریس رَضوی 6

☆معاشرتی میزان کا سرسری جائزہ 10

☆معاشرے کی میزان پر نگاہ رکھنے کا حکم 15

☆والدین سے متعلق اسلام کا معاشرتی نظام 17

☆۲۰۱۴ء میں اسّی ہزار والدین کا قتل 25

☆پانی سر سے اونچا ہوتا جارہا ہے 27

☆بوڑھوں کے لئے اولڈ ایج ہوم اور بچوں کے لئے چلڈرن ہوم 29

☆بیس برسوں میں اسلام یوروپ کا سب سے بڑا مذہب ہوگا 30

☆پرہیز گاری کیا ہے؟ 33

☆مرد وعورت کی پہلی مثال 35

☆ایک دیہاتی کہانی 39

☆مرد وعورت کی دوسری مثال 41

☆جنسی عیاشی کا نیا راستہ اور طریقہ 43

☆عجیب وغریب رپورٹ 46

☆لڑکوں اور لڑکیوں کی دوستی کا عجیب وغریب قرینہ 48

☆ماڈل اور مفتی کا مباحثہ 50

☆تحریکِ حیا 51

☆اَینے کلاؤس'' (Anne Kiaus) کی ایمانی حرارت 54

☆بیک وقت 1100 نفوس کا قبولِ اسلام 57

☆ہالینڈ کے اسلام مخالف فلم ڈسٹری بیوٹر کا قبول اسلام 58

☆مرد پر عورت کے، عورتوں پر مرد کے حقوق 59

☆مساوی حقوق کا مطلب؟ 62

☆ایک دوسرے پر سے اعتبار ختم ہوتا جارہا ہے 67

☆ زنا سے بچنے کی تنبیہ 70
☆ اولاد کے قتل کی ممانعت 73
☆ عورتوں کے متعلق فرمان رسول ﷺ 74
☆ صرف عورت ہی نہیں مرد بھی برے ہیں 77
☆ علما سے دُوری کیوں؟ 78
☆ ائمہ مساجد اور ان کی تنخواہیں 81
☆ ''کون ہیں یہ ٹوپی والے جو اسلام کو بدنام کر رہے ہیں'' 83
☆ عورتوں کے متعلق ایک حدیث کی تشریح 85
☆ عورت کی فضیلت 88
☆ مردوں اور عورتوں کو تاکیدی حکم 91
☆ ناپسندیدہ لباس 96
☆ بغیر آستین کی پوشاک ممنوع 98
☆ خواتین کی بدلتی پوشاکوں کی وجہ سے ہی آبروریزی کے معاملے بڑھ رہے ہیں 99
☆ اسلامی لباس میں رہنا بھی تبلیغ ہے 101
☆ حجاب ترقی کی راہ میں رُکاوٹ نہیں ہے 103
☆ مسلمانوں میں اخلاقی انحطاط 107
☆ امانت داری و خیانت کیا ہے؟ 109
☆ جو نہیں کرتے وہ نہ کہو 113
☆ وعدہ شکنی پر وعید 114
☆ زندگی کے میدان میں ہار جیت کیا ہے؟ 115
☆ پہلے فریقین کے نام 116
☆ توکل کی ڈگری کے لئے 117
☆ اپنے اندر عفو و درگزر کی خو پیدا کیجئے 120

☆ توبۃ النصوح کیسے اور کس لئے؟ 121
☆ توبہ اس لئے؟ 124
☆ دوسرے فریقین کے نام 125

محمد ادریس رضوی

اپنی باتیں

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

معاشرے کی بگڑتی ہوئی تصوریں....الٹی اور جھوٹی صدائیں....زیب وزینت کی نمائشیں....راہ چھوڑتے ہوئے قدم....مٹتے ہوئے حسنِ سلوک....حالتِ نزع میں گھری ہوئی تہذیب....اخلاق کے ٹوٹے ہوئے بام ودر....آسمان پر چڑھتے ہوئے کبر ونخوت، مکر وریا کاری، فریب کاری، جھوٹ وغیبت....اسلام کے معاشرتی نظام سے نابلد نوجوان لڑکے ولڑکیاں، مرد وعورت کے ذریعے سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پامالی وغیرہ کو دیکھ کر اِس کتاب کا خاکہ بنایا اور بہت حد تک لکھ بھی لیا تھا...لیکن اس کتاب سے پہلے راقم کی تصنیف ''عالمی برادری کا وحشت ناک معاشرہ'' جنوری ۲۰۱۴ء میں منظر عام پر آئی۔

کتاب پڑھ کر مہاراشٹر، کرناٹک، یوپی، بہار، کشمیر وغیرہ سے قارئین نے فون کئے کہ کتاب بہت عمدہ ہے اور آج کے معاشرے کو ایسی کتاب کی ضرورت ہے....ان باتوں سے راقم کی حوصلہ افزائی ہوئی....اس کے بعد جنوری ۲۰۱۵ء ''مطالعۂ معاشرت'' شائع ہوئی، قارئین نے اس کتاب کو بھی پسند کیا اور سراہا....اس کے دسمبر ۲۰۱۶ء میں ''کتابوں کی کہانی کتاب کی زبانی'' شائع ہونے والی تھی جو کچھ وجوہ کی بنا پر شائع نہ ہوسکی، اب قارئین تک پہنچ رہی ہے....یہ کتاب بھی معاشرے سے متعلق ہی ہے...لیکن اندازِ تحریر الگ ہے.....کتاب میں تین ابواب ہیں....پہلا باب ''کتابوں کے ظاہری وباطنی اثرات'' (اصل میں کتاب کا نام ''کتابوں کے صُوری و معنوی اثرات'') تھا، دوسرا باب ''طنز کی وادیاں'' تیسرا باب ''مزاح کی پھول جھڑیاں'' ہیں۔

یہ کتاب ادبی انداز میں معاشرے کا نقشہ قارئین کے سامنے رکھتی ہے....کتاب کہیں پر قارئین کو سوچنے سمجھنے پر مجبور کرتی ہے....کہیں پر فکر وتدبر سے کام کرنے اور کام لینے کی دعوت دیتی ہے....کہیں پر ہنسنے اور مسکرانے پر ابھارتی ہے۔

ان کتابوں کے بعد اب قارئین کی نگاہوں کے سامنے کتاب ''اسلام کا معاشرتی نظام'' پیش کیا جارہا ہے....امید قوی ہے کہ یہ کتاب بھی قارئین کو پسند آئے گی...اسلام نے جو معاشرے کا نظام پیش کیا وہ بے مثال اور لاجواب ہے....اگر آپ کا دل زندہ ہے تو اسلام کا معاشرتی نظام ضرور آپ کے دل پر اثر پیدا کرے گا....اور جب اثر پیدا کرے تو ٹوٹے، پھوٹے اور اجڑے ہوئے نظامِ معاشرت کو الوداع کہہ کر آپ اسلام کے نظامِ معاشرت کو اپنائیں....دکھا دیکھی پُن کے مترادف آپ کے عمل سے دوسرے بھی اثر لیں گے..ملازمت کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ایک غیر مسلم پتری پُل (کلیان) کی بلڈنگوں کے ایک فلیٹ میں رہتے تھے، موصوف مدھوبنی (بہار) کے تھے....ان کو معلوم ہوا کہ مسجد کے امام بھی دربھنگہ (بہار) کے رہنے والے ہیں تو صرف اس غرض سے ملنے آئے کہ آپ کس گاؤں کے ہیں؟

گفتگو کے دوران کہا کہ میرا سسرال فلاں گاؤں میں ہے....اس گاؤں میں مسلمان زیادہ ہیں....موصوف کہنے لگے کہ ہمارے سسرال والوں کے پڑوسی زیادہ تر مسلمان ہیں....میری بیوی کی سہیلیاں زیادہ مسلم لڑکیاں تھی....ان لڑکیوں کے ساتھ اس کا اٹھنا بیٹھنا، اسکول جانا اور گھومنا تھا....آج بھی جب میری بیوی اذان کی آواز سنتی ہے تو سر پر کپڑے رکھ لیتی ہے....مَیں پوچھتا ہوں کہ مسجد سے اذان ہوتی ہے تو تم سر پر کپڑے کیوں رکھتی ہو؟....وہ کہتی ہے کہ اللہ کا نام لیا جاتا ہے اس وقت ننگے سر نہیں رہنا چاہئے....موصوف نے خود ہی کہا کہ مسلمان لڑکیوں کی صحبت اور ان کے رنگ ڈھنگ کے اثر کو ابھی تک میری بیوی سنبھالے ہوئی ہے۔

لیکن آج کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی تہذیب کو چھوڑے ہوئے ہیں....اپنی تہذیب سے بیگانگی کا اظہار کر کے اسلامی نظامِ زندگی کے تعلق سے گونگے اور بہرے بنے ہوئے ہیں....ہماری حالت کو دیکھ کر شاعر نے کہا۔

گونگوں بہروں کو سمجھانا پڑتا ہے
اس بستی میں شور مچانا پڑتا ہے

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ شور مچانے پر بھی گونگے اور بہرے لوگ بیدار نہیں ہو رہے ہیں....ان شور مچانے والوں کی صف میں راقم اس نیت سے شامل ہوا ہے کہ راقم کی کتاب پڑھ کر دس بیس گونگوں اور بہروں کے کان اور اس کی زبان کھل گئی تو محنت وصول ہے۔

اسلام کا معنی۔خدا کے حکم پر آمادہ ہونا اور گردن جھکانا ہے،لیکن آج بیشتر مسلمانوں نے خدا کے حکم پر آمادہ ہونا اور گردن جھکانا بھول گئے،خدا کے خوف سے بے پرواہ ہو گئے،مسلمانوں کو جو کرنا چاہیئے وہ نہیں کرتے اور جو نہیں کرنا چاہیئے وہ ہی کرتے ہیں،جس پر یقین رکھنا چاہیئے اس پر نہیں رکھتے اور جس پر نہیں رکھنا چاہیئے اس پر رکھتے ہیں،خبر پڑھ لیا یا سن لیا کہ فلاں سنہ میں قیامت آنے والی ہے تو بے چین ہو گئے،اور قیامت میں کیا ہونے والا ہے،اس کی کوئی فکر نہیں ہے۔

مسلمان مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوا،لیکن بیشتر مسلمانوں نے نہ اسلام کو سمجھا،نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں،نہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے تقاضوں کی طرف توجہ دیتے ہیں،ہماری بے دینی اور بے راہ روی سورج کی کرنوں کی طرح عیاں ہیں،اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام سے نافرمانی اور انحراف کی ناجائز کھیتیاں لہلہا رہی ہیں،اور اسی پر مسلمانوں کی توجہ زیادہ ہے،ایسی کھیتی کے نتیجے میں مسلمانوں کے دل مردہ ہو گئے اور عقل پر پردے پڑ چکے ہیں۔

اسلام نے اپنی کشت عمل میں مسلمانوں کے معاشرتی زندگی کے لئے چمکتا دمکتا،حسین وجمیل،استوار و پائیدار،منور و تاباں جو چیزیں عطا کیں اور ان کے کرنے اور پھیلانے کے احکام جاری کئے،وہ یہ ہیں:اخلاقِ پاکیزہ اپناؤ....اوصافِ حمیدہ سے لیس ہو جاؤ.....احباب واقربا سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ.....بڑوں کا ادب اور مہمانوں کی تواضع کرو....اولوالعزمی کے ساتھ زندگی گزارو....ایمان داری سیکھو....امانت داری پر عمل کرو....خود میں بردباری،صبر وتحمل اور برداشت کا مادہ پیدا کرو....بیخوفی کے زینہ سے نہ اُترو....بلند ہمتی کے زینہ پر چڑھو....بدی سے دوری اختیا کرو....برائیوں سے پرہیز کرو....بدگمانی سے احتراز کرو....تدبیر سے اپنی تقدیر کو سنوارو.....

تقدیر پر ایمان رکھو....تائید الٰہی پر یقین کرو....تساہلی سے پرہیز کرو۔

والدین کی خدمت....اقربا کی دلجوئی....رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ....ہمسایہ کی خبر گیری.....غربا پروری....فقرا ومساکین کی دستگیری....یتیموں اور بیواؤں کی مدد....عفو ودرگزر....اور راست گفتاری کے سبق پر عمل کرو،لیکن افسوس یہ ہے کہ بیشتر مسلمانوں نے سب کچھ بھلا دیا....اب یہ صرف کالے کوؤں کی طرح دولت کی تاک میں لگے رہتے ہیں....جائز کی تھوڑی کمائی سے خوش نہیں بلکہ ناجائز کی کمائی کی طرف دوڑتے ہیں کہ بہت ملے اور ہم دونوں ہاتھوں سے بٹوریں...لیکن یاد رکھئے کہ ناجائز کی کمائی ناجائز راستے پر ہی لے جاتی ہے....مَیں نے ''عالمی برادری کا وحشت ناک معاشرہ'' میں تحریر کیا تھا کہ خواتین حج وعمرہ کے بعد کس طرح سے سنیما دیکھتیں اور ٹوکنے پر کیا جواب دیتی ہیں....اب جو خبر ملی ہے اس نے راقم کو انگشت بدنداں کر دیا....آج کل کچھ لوگوں نے حج وعمرہ کو تفریح کا ذریعہ بنا دیا ہے کہ نوجوان طبقہ حج وعمرہ کے بعد طوائف خانوں اور مجرا گھروں میں جانے سے ذرا بھی نہیں ہچکچاتے...اسی طرح سے بعض خواتین کو شکایت کرتے ہوئے سنا گیا کہ میرا شوہر حاجی ہے مگر دوسری عورتوں کے ساتھ رات گزارتا ہے...غیر ضروری تفریح کے بجائے حج وعمرہ کو ترجیح دینا اچھی بات ہے لیکن حج وعمرہ سے واپس آنے کے بعد کسی لڑکی یا عورت کے عشق میں مبتلا ہو کر اس کے ساتھ ناجائز تعلقات پیدا کر لینا شیطانی فعل ہے....ایسا کیوں کرتے ہیں؟....کس ضمیر سے کرتے ہیں؟....کیوں کرتے ہیں؟....جو ہوا،جو ہوتا ہے اُس پر دیکھنے والوں کو،دنیا والوں کو،سننے والوں کو افسوس ہوتا ہے لیکن ظالموں کو کوئی افسوس نہیں ہوتا ہے....اس قسم کے بے شمار کھیل ہمارے معاشرے میں ہوتے ہیں....تمام کلمہ گو کو غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ایسے کھیلوں سے ہمارا معاشرہ کیسے پاک ہوگا؟؟؟

معاشرتی میزان کا سرسری جائزہ

ہمارے معاشرے میں امین وشریف.... پاک طینت.... پرہیزگار ومتقی...غربا پرور....نیک نیت....صابر وقانع....حلم وبردبار....عادل وہمدرد.....عصمت وعفت کے نگہبان....خوش اخلاق ....راست گفتار....طاعت وخدمت گزار لوگوں کی کمی نہیں ہے....ایسے لوگوں سے ہمارا اسلامی معاشرتی نظام زندہ وتابندہ ہے....مگر اسی کے ساتھ خائن وبدمعاش.....جرائم پیشہ....بدچلن وبد قماش....آوارہ گرد....بیہودہ....بے راہ رَو....چور اُچکے....شہواتِ نفسانی میں مبتلا...انتشار وتوہمات وغیرہم برائیوں میں گھیرے ہوئے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے....احسان فراموشی اور بے مروتی کے ساتھ...افلاس وغربت....پسماندگی...زبوں حالی....ناداری کے ہمراہ عریانیت کا قہر بھی آسمان کو چھو رہا ہے....بے حیائی وبے شرمی کی بیماریاں لڑکوں ولڑکیوں دونوں میں لگ چکی ہیں...لڑکیوں سے شرم وحیا کی دولت اُڑتی اور لڑکوں میں شہوات کی گندگی بڑھتی جارہی ہے.... موسمِ برسات میں آئی ہوئی دریا میں طغیانی کی مانند ہر موسم اور ہر رُت میں ان لڑکے لڑکیوں کے جذبات میں سیلاب کا سماں بندھا ہوا رہتا ہے......اسی روگ نے ان کے اعتدال کے توازن کو بگاڑ کر رکھ دیا....ان کے اندر سے اخلاق کو غائب اور شریعت وَاسلامی تاریخ کی واقفیت سے نابلد کردیا ہے اب ایسے لوگ اسلامی معاشرتی نظام کو بالائے طاق رکھ کر من مانا کام کرتے اور خوش ہوتے ہیں....جس کے پیشِ منظر میں معاشرتی خرابی کی وبا پھیلتی اور ہمارے معاشرے کو بدنام کرتی ہے، اور ایسا کرنے والوں کو ذلت ورسوائی ہوتی اور کبھی نہ کبھی قید وبند کی صعوبتیں اور سزائیں بھگتنی پڑتی ہیں۔

ہم لوگ دنیا کی سیر کرتے اور مختلف اقسام کی چیزوں کو دیکھتے ہیں....ان میں سے کسی کو دیکھ کر دل شاد ہوتا اور کسی کو دیکھ کر دل اُداس ہوجاتا ہے....ہمارے معاشرے کو دیکھنے والوں کا بھی یہی حال ہے کہ دیکھنے والے کہیں پر خوش ہوکر سبحان اللہ کہتے اور کہیں پر نعوذ باللہ پڑھتے....کہیں پر توبہ توبہ کرتے....کہیں پر لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کا ورد کرتے ہیں....معاشرے کے

تجزیہ کار کہتے ہیں کہ ہمارے معاشرہ کا دریا آدمیوں سے آباد ہے....لیکن اس کو بغور دیکھو تو یہ آدمیوں کا نہیں....بلکہ زہریلے سانپوں کا اڈہ معلوم ہوتا ہے....اس تعلق سے شاعر نے کہا ہے۔

یوں دیکھئے تو بہت خوشنما دکھائی دیتا ہے
جو سوچئے تو بشر کس قدر ہے زہریلا
وہ کس طرح سے اُسے راہِ خیر پر لائے؟
کہ باپ سوچ رہا ہے پسر ہے زہریلا

فرق یہ ہے کہ سانپ ہمہ وقت زہریلا ہے اور آدمی وقت وقت سے زہریلا بنتا....خونخوار درندہ بنتا....شہوت پرست کتا بنتا....مکار لومڑی بنتا....کالا کوّا اور سفید بگلا بن کر اپنا رنگ دکھاتا ہے۔

اس میں ایک طبقہ نودولتیے نوجوانوں کا ہے....اس طبقہ کے کردار اور گفتگو کی کھلی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے کہتے ہیں کہ اس طبقہ کے رہنما نہ عالم ہے نہ مولوی، نہ مفتی، نہ متقی، نہ پیر، نہ ان کے والدین ہیں بلکہ اس طبقہ کی رہنمائی اس کی دولت کرتی ہے....اور وہ دولت بیشتر اوقات میں سیلاب کی لہر کی رَو بنی رہتی ہے....اس رَو میں وہ طبقہ عالموں کو بھی بہاتا ہے اور مولویوں کو بھی....مفتیوں کو بھی، متقیوں کو بھی، پیروں کو بھی اور اپنے والدین کو بھی....اس طبقہ کے کردار اور گفتگو کی کھلی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ اس طبقہ میں ہر طرح کی برائیاں موجود ہیں وہ برائیاں اپنے وقتوں پر ظاہر ہوتی ہیں ان کی برائیاں شاخ در شاخ ہوتی ہیں، دوسرا طبقہ منچلے عاشقوں کا ہے وہ حسن پر فدا ہوکر ان راہوں کو بھی اپنا لیتے ہیں جو اس کی جان، عزت وآبرو اور خاندان کے لئے رسوائی کا سبب ہوتی ہیں، مثال کے طور پر ذیل کی رپورٹ پڑھیے:

بار گرل کو خوش رکھنے کے لئے نقب زنی کرنے والا نوجوان گرفتار

ملزم نے زیورات کی ایک دکان سے ۱۱ لاکھ روپئے سونے کے بسکٹ اور نقدی چرائی تھی

اس کا کہنا ہے کہ اگر اس کے پاس پیسے نہیں ہوں گے تو اس کی معشوقہ اسے چھوڑ کر چلی جائے گی۔

''ممبئی، مالونی (سوربھ وکتانیہ) یہاں ایک نوجوان کو سلسلہ وار نقب زنی کے معاملے میں پولس نے گرفتار کرلیا ہے، ملزم کی گرفتاری اس وقت ہوئی جب اس نے کھار میں ایک زیورات کی دکان سے ۱۱/لاکھ روپے کے سونے کے بسکٹ اور نقدی چرائی تھی لیکن اس کی تصویری سی ٹی وی کیمرے کی فوٹیج میں آنے کے بعد پولس کو اُسے گرفتار کرنے میں کامیابی ملی۔اس کے علاوہ اس نے نقب زنی کے ۵/وارداتیں بھی کی ہیں، اس نے اعتراف کیا کہ وہ اس لئے بار بار چوری کرتا تھا کہ اس کے پاس پیسہ رہے کیوں کہ اس کے پاس پیسے نہیں ہوں گے، اس کی معشوقہ اسے چھوڑ کر چلی جائے گی۔

اس تعلق سے کھار پولس اسٹیشن کے انسپکٹر سکھ لال واپرے نے بتایا کہ ملزم کا نام (ملزم کا نام یہاں حذف کردیا گیا ہے لیکن ہے وہ مسلمان) ہے اور اسے مالونی سے گرفتار کیا گیا تھا، اس کے قبضے سے مسروقہ سامان ضبط کرلیا گیا ہے،...... اسکے ساتھی کو بھی حراست میں لیا گیا ہے جو اس کی قیمتی اشیا فروخت کرنے میں مدد کرتا تھا، ملزم......نے اعتراف کیا ہے کہ وہ اپنی معشوقہ کے لئے چوری کرتا تھا جو ایک بار گرل ہے، اس نے بتایا کہ اس کی معشوقہ اس سے صرف اسی وقت تک تعلقات رکھے گی جب تک اس کے پاس پیسہ ہوگا اور اگر پیسہ ختم ہوگیا تو وہ اس کی کوئی بھی فون کال ریسیو نہیں کرے گی، اس لئے اس نے اس مسئلے کے حل کے لئے بڑا ہاتھ مارنے کا فیصلہ کیا لیکن زیورات کی دکان میں نقب زنی کے بعد سی ٹی وی کیمرے کے ذریعہ اس کی شناخت ہوگئی اور اسے گرفتار کرلیا گیا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ چند مہینے قبل اس نے دینا بینک میں چوری کی کوشش کی تھی، وہ کسی طرح بینک میں داخل ہوا اور ساری رات وہیں گزاری، اس نے ایک ملازم کے ڈیسک پر رکھی ہوئی چاکلیٹ کھالی اور صبح تک سوتا رہا، صبح میں جب گارڈ نے بینک کا دروازہ

کھولا تو کاغذات اور دیگر چیزیں اِدھر اُدھر بکھرے دیکھ کر اسے کچھ شک ہوا جس کے بعد اس نے بینک کو تالا لگادیا اور پولس کو اطلاع دی، پولس نے بینک میں پہنچ کر اس کو گرفتار کرلیا، اس معاملے میں اسے عدالت سے ضمانت مل گئی تھی، اس کے بعد بھی وہ چوری کرتا رہا۔

پولس نے بتایا کہ ملزم......بہت اچھا الیکٹریشین ہے اور اپنا کام بہت اچھے سے کرتا ہے اسی لئے مقامی افراد اس پر کافی بھروسہ کرتے تھے، پولس نے بتایا کہ جہاں اسے نقب زنی کی واردات کرنی ہوتی تھی، اس علاقے میں جاکر وہ اسے بہت اچھی طرح دیکھ لیتا تھا، وہ اپنے پاس سگریٹ جلانے کا لائٹر بھی رکھتا تھا جو ریوالور کی شکل کا تھا، پولس کا کہنا ہے کہ وہ اسے لوگوں کو ڈرانے کے لئے استعمال کرتا ہوگا''۔(۱)

اِس طویل رپورٹ کے خلاصہ کا آئینہ جب سامنے ہوتا ہے تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ ناجائز وحرام کام اور پیشہ سے منسلک ایک زن کے بدن تک رسائی حاصل کرنے کے لئے مسلم معاشرے کا ایک نوجوان وہ سب کچھ کر گزرا جس کی اجازت نہ اسلام دیتا ہے، نہ اخلاق، نہ قانون، نہ سماج، ایک عورت کو ناجائز راہ سے استعمال کرنے کے لئے نوجوان کو متعدد ناجائز راہوں سے گزرنا پڑا، اور آخر میں ہتھکڑی پہننی پڑی، اسی طریقے سے وہ بار گرل صرف پیسے کے لئے ناجائز پیشہ سے منسلک ہوئی، پھر مزید دولت کے لئے ناجائز طور سے اپنے کو کسی غیر مرد کے سپرد کیا، اس کے پاس پیسہ نہ ہونے کی صورت میں اپنے قول وقرار سے منہ پھیر لینے کی روش یہ کہتی ہے کہ میں صرف اور صرف اسی کی رہوں گی جس کے پاس پیسے ہیں، بیٹی کو کمانے والی مشین سمجھنے والے والدین کا تغافل، اس میں دولت کی ہوس اور خواہش، دولت کی چمک دمک دکھانے کی تمنا بھی اس ناجائز کام میں شامل ہوتی ہے۔

اخبارات میں ایسی خبریں روز شائع ہوتیں اور جہاں ایسی خبریں جنم لیتی ہیں لوگ اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، معاشرے کی دھوپ چھاؤں پر نگاہ رکھنے والے کہتے ہیں کہ جس طرح

سے مذہب وعقیدے پر شدت سے قائم رہنے والے مختلف مذہب وفرقے کے لوگ ایک اسٹیج پر جمع نہیں ہوسکتے ہیں کہ ایک جو بولتا ہے وہ دوسرا پسند نہیں کرتا، دوسرا جو کہتا ہے تیسرا گوارہ نہیں کرتا، تیسرا جو بیان دیتا ہے چوتھا اسے حلق میں نہیں اُتارتا.... اسی طرح سے نوجوانوں کی مختلف ٹولیاں اور طبقے ہیں جو ایک جگہ اکٹھا نہیں ہوتے ہیں کہ ایک طبقہ جو کہتا ہے دوسرا پسند نہیں کرتا۔

نوجوانوں کی طرح بوڑھے اوراس کے نیچے والے بھی دودھ کے دھلے ہوئے نہیں ہیں.... ان میں بھی ہزاروں فتور بھرے ہوئے ہیں.... ان کی زندگی سائنس اور میڈیا کے ڈور کے ساتھ گزرتی ہے..... ان میں خود دینداری کی بو نہیں ہوتی ہے...... وہ اپنی اولاد کو دین سے، دینداری سے، دینداروں کی صحبت سے.... پرہیزگاروں اور پرہیزگاری سے اس طرح بچاتے ہیں جس طرح دولت منداپنی دولت کو چوروں اور ڈاکوؤں سے بچاتے ہیں.... وہی اولاد جب ان کو جھڑکتی، برا کہتی، ٹھوکریں لگاتی، ان سے جدائی اختیا کرتی ہے جب ان کو دیندار اور دین داری یاد آتی ہے.. لیکن ایسے لوگ جو شروع سے بگڑے ہوتے ہیں تو یکا یک مکمل دیندار نہیں بن سکتے، اولاد کے ہاتھوں سے ستائے ہوئے حج کا ارادہ کرتے ہیں، حج کے سفر پر جاتے ہیں، مطالب ومقاصد صرف یہ ہوتے ہیں کہ جو روپے اولاد اُڑائے گی اس سے، بہتر یہ ہے ہم ہی حج کر لیتے ہیں، لیکن حج سے واپس آنے کے بعد بھی بڈھے گھسوٹ ڈاڑھی نہیں رکھتے، پچیسوں حیلے وحجت کے راستے نکالتے ہیں۔

اگر مسلمان اپنے گھروں میں اسلامی ماحول پیدا کرلیں تو ہمارے معاشرے سے بہت ساری برائیوں کا خود بخود خاتمہ ہوجائے، مثال کے طور پر اسلامی ماحول ہوگا تو اسلامی گفتگو ہوگی جس میں بچہ یہ سنے گا کہ جو مرتبہ ہماری ماں اور بہنوں کا ہے وہی مرتبہ دوسروں کی ماں اور بہنوں کا ہے یہ باتیں اگر دل دماغ میں بیٹھ جائیں گی تو سڑکوں، پارکوں، ٹرینوں، بسوں اور کھلی جگہوں پر چھیڑ چھاڑ کا معاملہ ختم ہوجائے گا، لڑکیوں کے ذہن میں یہ باتیں بسادی جائیں کہ شرم وحیا لڑکیوں اور عورتوں کے زیور اور ایمان کے جز ہیں تو لڑکیاں بھی اسکول وکالج جاتے ہوئے شرم وحیا کا

پیکر بن کر جائیں گی، عصمت وعفت کی پاکیزگی کے مراتب سے آشنا کردیا جائے تو لڑکیاں اپنی عصمت وعفت کی پاسبان خود بن جائیں گی، لڑکے کو والدین کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، بیوی اور بچوں کے حقوق، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم سے سجادیا جائے اور لڑکیوں کو شوہر کے حقوق، ساس وسسر کے احترام کی تعلیم سے لیس کردیا جائے تو یہ انتشار وافتراق اور شور سننے کو نہیں ملے گا۔

والدین اپنے بچے اور بچیوں سے صرف اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کریں بلکہ بچے اور بچیوں کے حقوق کا بھی خیال رکھیں اور پورا کریں، بچے اور بچیوں کی تعلیم کے مقصد کو صرف روپے کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں، بہت سارے والدین کہتے ہیں کہ ان کی تعلیم پر اتنا خرچ کیا کچھ تو کما کردے تو شادی کردوں، اور بچے وبچیوں کی عمر، اس کی خواہشات، اس کی بلوغیت کا مطالبہ ہے کہ میری شادی کرو، نہ کرنے کی صورت میں بچے وبچیوں اور والدین میں تنازعات کے خاردار سائے بہت سارے گھروں میں دیکھنے کو ملے، کہانی طویل ہے، آگے صفحہ الٹائیے اور دیکھیے۔

معاشرے کی میزان پر نگاہ رکھنے کا حکم

چودہ صدیاں پیشتر ہمارے آقا ﷺ نے حکم خدا کے منشا پر اسلام کا معاشرتی نظام قائم فرمایا جو آج تک اپنے اندر بھرپور کشش رکھتا ہے، اسلام نے اپنے نظام میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بہترین قرینے بنادیئے، جسے ہر عقل رکھنے والا پسند کرتا ہے، معاشرے کی میزان پر نگاہ رکھنے کے لئے کبھی فرد اور کبھی افراد کی ضرورت ہوتی ہے اور نگاہ رکھنے والے یہ دونوں طبقے ثواب کے مستحق ہیں، بے حس افراد سے حساس فرد بہت بہتر ہے جو لوگوں کو جھنجھوڑتا، بیدار کرتا اور سیدھے راستے کا پتہ بتاتا ہے، ہر دَور میں فرد کے کارناموں سے تاریخ کے اوراق جگمگا رہے ہیں، حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت سیدنا شیخ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری، حضرت سیدنا شیخ شرف الدین یحیٰ منیری، حضرت سیدنا شیخ جہانگیر اشرف سمنانی ثم کچھوچھوی، حضرت بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم وغیرہم نے فرد کی حیثیت سے اٹھے اور افراد کو بیدار کیا، اور سب کے

حقوق کی نشاندہی کی، قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہگیر کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اُسے جانتا ہے'' (۲)

آیت کے ترجمہ پر غور کیجئے، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے فَلِلْوَالِدَیْنِ۔ کہا، یعنی ماں باپ کے لئے خرچ کرو، آدمی پر ماں باپ کے بڑے احسانات ہیں کہ انہیں کی بدولت آدمی وجود میں آیا، بچپن میں انہوں نے تم پر دھیان رکھا اب تم بڑے ہو کر کماتے ہو تو تم ان پر دھیان رکھو، اُس کے بعد معاشرے کی محبت کو برقرار رکھنے کے لئے رب قدیر نے فرمایا وَالْاَقْرَبِیْنَ۔ اور قرابت داروں پر، بلا ومصیبت و پریشانی میں یہی قرابت دار کام آتے ہیں، یہاں پر اس کو اس طرح سے سمجھا جا سکتا ہے کہ افراد سے فرد کی عزت ہے اور فرد سے افراد کا وقار بحال ہے، اب فرد کے پاس دولت ہو اور اُس کے قرابت دار بھیک مانگیں تو دولت سے فرد کی رسوائی ہوتی ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ فلاں دولت مند کا رشتہ دار ہے، دولت رکھے ہوا ہے مگر دیکھو اس کا رشتہ دار بھیک مانگ رہا ہے، ایسی حالت میں دولت مند کی ذلت ورسوائی ہوتی ہے، اور دولتمند اگر اقربا کی دیکھ بال کرتے ہیں تو افراد سے فرد کی عزت میں چار چاند لگ جاتے ہیں، یتیموں اور محتاجوں پر خرچ کرنے سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ خوش ہوتے ہیں اور یتیم ومحتاج فرد کو دعائیں دیتے ہیں، اسی طرح سے معاشرے کے ہر شعبے کو دیکھا جا سکتا ہے کہ جہاں پر فرد کی ضرورت ہے وہاں پر فرد پہنچے اور جہاں پر افراد کی ضرورت ہے وہاں افراد جائے، لب کھولے، دل کو وسیع کرتے ہوئے جیب کو بھی وسیع کرے یا جس قسم کی ضرورت ہو اسے پورا کرے تو معاشرے کا میزان صحیح رہے گا۔

آج ہماری کمزوری کی بنا پر معاشرے کی میزان میں بہت بڑی کمی بیشی ہو گئی ہے، اس کمی بیشی کو دور کرنے کے لئے پھر ہم کمر کس کر اُٹھ جائیں تو ہمارا معاشرہ پھر ہرا ہو جائے گا، لیکن صرف تماشائی بن کر معاشرے کے نشیب وفراز کو دیکھتے رہیں گے تو نہ فرد کا بھلا ہو گا نہ افراد کا، انسان

دنیا میں صرف کمانے اور کھانے کے لئے نہیں آیا ہے بلکہ دوسروں کی مدد کے لئے بھی پیدا ہوا ہے، انسان میں انسانیت کا جوہر اسی لئے رکھا گیا ہے کہ تم دوسروں کے کام آؤ، اگر ہم کام نہیں آتے ہیں تو کل ہماری پریشانی میں کوئی ہمیں بھی کام نہیں آئے گا، ہمارا سب سے پہلا فرض یہ بنتا ہے کہ ہم اپنے والدین کی خدمت واطاعت کریں، یہ بہت بڑی عبادت ونیکی ہے، جس نے والدین کو راضی کر لیا اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا، آئیے اس تعلق سے سب سے پہلے ہم اسی باب کو کھولتے اور بھولی ہوئی راہ کو دیکھتے ہیں۔

والدین سے متعلق اسلام کا معاشرتی نظام

اسلام کے معاشرتی نظام میں والدین کے ساتھ عمدہ تعلقات، ان سے اچھا برتاؤ اور حسن سلوک کے اسباق ملتے ہیں.... ان باتوں پر روشنی ڈالنے سے قبل ''معاشرت'' اور ''نظام'' جیسے الفاظ کو ذہن نشین کر لیجئے اور اس کے معنی بھی پڑھ لیجئے.... پھر ان پر آپ غور کیجئے.... اور اپنے معاشرت اور معاشرہ کو دیکھئے.... آپ کی نگاہوں میں معاشرت اور معاشرے کی خوبیاں اور خامیاں گھومنے لگیں گی.... ''معاشرت ومعاشرہ'' کا مطلب ہے ساتھ میں مل جل کر زندگی گزارنا.... اس مل جل کر زندگی گزارنے کے لئے آدمی کو ایک دوسرے سے واسطہ پڑتا رہتا ہے.... اگر اس واسطہ کو منقطع کر دیا جائے تو زندگی زندہ درگور ہو جائے گی.... اس واسطہ میں والدین کو ہر طرح سے اوّلیت حاصل ہے۔

جب تک ہاتھ سے کھانے اور پاؤں سے چلنے کی طاقت نہیں ہوتی ہے آدمی ماں کی آغوش سے چمٹا رہتا ہے.... جب تک کمانے اور اناج ہضم کرنے کی قوت نہیں ہوتی ہے آدمی ماں کے پستان سے واسطہ رکھتا ہے.... جب تک کپڑے پہنے اور اُتارنے کا ہنر نہیں آتا ہے آدمی ماں اور باپ کا محتاج ہوتا ہے.... یعنی بچپن میں آدمی کو ہر طرح سے ہر چیز کے لئے ماں اور باپ سے واسطہ رکھنا پڑتا ہے.... بچپن بڑی ہی محتاجی کے دن ہوتے ہیں.... اس محتاجی میں آدمی پر ماں باپ کے اتنے احسانات ہوتے ہیں کہ آدمی اس کو شمار نہیں کر سکتا۔

"نظام" کا معنی ہے۔ موتیوں کی لڑی، جڑ، بنیاد، سلسلہ، ترتیب، بندوبست، انتظام، آراستگی، طریقہ، صلاح کار۔

اسلام نے سماج ومعاشرت میں اپنے نظام کو موتی کی لڑی کی طرح سے پرودیا ہے.... سلیقے سے زندگی گزارنے کے لئے اسلام کا نظام جڑ اور بنیاد ہے..... ترتیب وار یہ سلسلہ ساڑھے سودہ سو سالوں سے چل رہا اور چلا آرہا ہے.... اس کا بندوبست اور انتظام عملی طور پر مسلمانوں کو کرنا ہے اور اسلامی نظام کی پابندی بہت سارے مسلمان کرتے ہیں.... اسلامی نظام کی آراستگی کرنے والے ثواب کے مستحق ہیں اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں.... یہ طریقہ سب سے اچھا طریقہ ہے.... سماج ومعاشرے کا ہر شخص اچھے طریقے پر چلنے کے لئے صلاح ومشورہ لے سکتا ہے۔

اتنی سی وضاحت کے بعد اب یہ دیکھنا ہے کہ اسلام والدین کے ساتھ کیسے برتاؤ اور سلوک کا درس دیتا ہے، لیجئے پڑھئے اور غور کیجئے:

"اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا، نرم دلی سے، اور عرض کر کہ میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا، تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے، اگر تم لائق ہوئے تو بے شک وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے" (۳)

بچپن اور بڑھاپا دونوں میں آدمی ایک دوسرے کا محتاج رہتا ہے، بچپن میں ہم محتاج تھے اس محتاجی میں ماں باپ کام آئے، اب وہ بڑھاپے کو پہنچے تو انہیں ہوں نہ کہو، نہ جھڑکو، ادب کے ساتھ پیش آؤ، وہ بلائیں تو سر جھکا کر ان کی خدمت میں پہنچو اور ان کی خدمت کرو، نرم دلی سے بات کرو، تاکہ وہ سمجھیں کہ ہماری اولاد لائق ہے، اور تم ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا بھی کرو، انہوں نے تم کو بچپن میں پالا اب تم بڑھاپے میں ان کی خدمت کرو، اللہ تعالیٰ ہر کھلی اور

چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔

اسلام کے معاشرتی نظام میں اللہ جل جلالہٗ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے فرمان شامل ہیں، اسلام کا معاشرتی نظام تمام نظاموں پر فوقیت رکھتا ہے، اگر کسی کو مسلمانوں کے معاشرے میں خوبی نظر نہیں آتی ہے تو یہ مسلمانوں کی عملی زندگی کے فقدان کا نتیجہ ہے، نہیں تو اسلام کے بنائے ہوئے معاشرتی نظام میں خوبیاں ہی خوبیاں ہیں، روشنی ہی روشنی ہے، چمک ہی چمک ہے، ادب ہی ادب ہے اور ہر طرح کے گوہر لگے ہوئے ہیں، اسلام نے یہاں پر والدین کی خدمت کا ایسا آئینہ دکھایا ہے کہ کوئی بھی ذی عقل اس آئینے سے اپنا چہرہ ہٹا ہی نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ نے اسلام کے معاشرتی نظام کو خوب سے خوب تر رکھنے اور بنانے کے لئے آدمی کو وہ دن بھی یاد دلا رہا ہے جب آدمی ماں کے پیٹ میں تھا اور ماں پر جو گزر رہی تھی وہ بھی بتا رہا ہے۔

"اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی، اس کی ماں نے اپنے پیٹ میں رکھا، کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی، اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے، یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا، آخر مجھی تک آنا ہے" (۴)

اس تاکیدی حکم میں وہ آئینہ سامنے کیا گیا ہے کہ تم کو نہیں معلوم کہ جب تم ماں کے شکم میں تھے تو تمہاری ماں کو کتنی کمزوریاں ہوئیں، انہوں نے کس طرح کی تکلیفیں جھیلیں، تم کو دودھ پلایا، اس عالم میں بھی انہوں نے مصیبتوں کو برداشت کیا اور یہ معاملہ ایک دو دن کا نہیں تھا بلکہ پورے دو برس یعنی سات سو بیس دن کا تھا، ایک ایک لمحہ انہوں نے تکالیف میں گزارا، اے بندے میری حق بات اور میرا کہنا مانوں اور میرے ساتھ اپنے ماں باپ کی باتیں بھی مانوں، اب ایک آئینہ اور سامنے رکھا جا رہا ہے، وہ اس طرح کا ہے:

"اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے، اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے" (۵)

اللہ تعالیٰ ماں باپ سے بھلائی کا سلوک کرنے کے لئے کہہ رہا ہے تو اس کی وجہ کی یاد دہانی بھی کرا رہا ہے کہ تمہاری ماں نے تم کو پیٹ میں رکھا مگر تکلیف کے ساتھ، اور تمہاری پیدائش کے وقت جو تکلیف ہوئی اس کو تم کیا جانو گے، اور پھر تمہارے آرام کے لئے تم کو اٹھائے پھرے اور پھر تیس مہینے یعنی نوسو دنوں تک دودھ پلاتی رہی، اتنے احسانات لے کر تم ماں باپ کی خدمت نہیں کرو گے تو کون کریگا؟

کہیں کہیں پر تو حکم خدا پر مبنی اسلامی معاشرت کے آئینے خوب چمک رہے ہیں، جسے دیکھ کر بہت سے لوگ رشک کرتے ہیں، کہیں کہیں پر آئینے کو بارونق رکھنے میں مفاد پرستی اور کہیں کہیں پر خودغرضی بھی شامل ہے، اس کو بھی ہم غنیمت سمجھتے ہیں، لیکن بیشتر جگہوں پر یہ آئینے دھندلائے ہوئے، مخدوش، ٹوٹے ہوئے ہیں، بہت جگہوں پر تو توڑ کر کنارے لگا دیئے گئے ہیں، یہ کنارے لگے ہوئے آئینے کی آہیں بلند ہوتی رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی اولاد سے بغیر اولاد کے رکھتا تو صبر ہو جاتا اور قوم وسماج کے درمیان بھیک مانگ کر کھالیتا، لیکن اولاد کے ہوتے ہوئے بھیک مانگے پر سورج کی مانند چمکتی لوگوں کی روش کے طریقے کو دیکھ کر اور بلند ہوتی آواز کو سن کر ہمیں شرم آتی ہے کہ لوگ ہمارے ہی سر پر الزام رکھ کر کہتے ہیں کہ بڈھے کی عادت، لت، طور، طریقے صحیح نہیں ہوں گے اس لئے بیٹوں نے چھوڑ دیئے ہیں، ایسے آئینوں کے دل کی کڑاہیں بہت سخت ہوتی ہیں، آنکھوں میں اشک کی لڑی دیکھنے والوں کی آنکھیں بھی بھیگ جاتی ہیں، ہماری قوم کے کچھ سنجیدہ لوگ کہتے ہیں کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے، یہ اتھل پتھل اور زندگی کا مقصد درہم برہم کیوں ہے؟ اس کا نقشہ شاعر نے یوں اُتارا ہے:

برس رہے ہیں غموں کے بادل جہاں بھی جاؤ
اُتھل پتھل، اضطراب، ہلچل جہاں بھی جاؤ
بھلا چکے ہیں یہ سب کے سب زندگی کا مقصد
اسی لئے سب بنے ہیں پاگل جہاں بھی جاؤ

اسلام کے معاشرتی نظام کے متعلق ایک پیغام اور سنئے:

''اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ، اور ماں باپ سے بھلائی کرو''(٦)

گھوم پھیر کر پھر وہی سوال سامنے آکر کھڑا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے بچے قرآن کے پیغامات پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کو گرہ میں کیوں نہیں باندھتے؟ کہیں دور سے نہیں بلکہ نافرمانوں کی زبان سے یہ آواز نکلتی ہے کہ ''کانونیٹ'' میں ہمیں یہ سب نہیں پڑھایا جاتا، نہ بتایا جاتا ہے، کہیں سے آواز آتی ہے اس بڈھے کا دماغ خراب ہو گیا ہے، نہیں چین سے خود رہتا اور نہیں رہنے دیتا ہے، جس کو مقام ہی نہیں دکھایا گیا، نہ اس نے خود دیکھا، اُس کو کہئے کہ اُس مقام پر جاؤ اور چلو تو کیا وہ آدمی اُس کے لئے تیار ہوگا؟

اسلام کے معاشرتی نظام کی تعلیم سے بچوں کو نا آشنا رکھ کر ان سے عمل کی امید رکھنا بھی بیوقوفی کی بات ہے، ہم اپنے معاشرے میں چلیں، رہیں، گھومیں تو بہت ہی خطرناک خطرناک منظر دیکھنے کو اور اُن کے قصے سننے کو ملتے ہیں۔

ایک مسلمان سے ایک صاحب نے پوچھا کہ آپ کو اپنی اولاد سے کتنا سُکھ ملتا ہے؟ یہ سن کر موصوف کی آنکھوں میں آنسوں آگئے اور کہنے لگے، میری ایک اولاد میرے ساتھ میرے گھر میں رہتی ہے اُسے پالا پوسا اور پڑھایا لکھایا لیکن اُس سے مجھے کوئی سُکھ نہیں ہے بلکہ دُکھ ہی دُکھ ہے، اس کی کمائی کی روٹی تو چھوڑ دو، ایک تہبند بھی نہیں پہن سکا اور میری ایک اولاد دبینک میں ہے، ریٹائرڈ کے بعد مجھ کو P.F کے نام پر ملی، یہ نہ ہوتی تو تھوڑی جو زمین ہے وہ بھی بک گئی ہوتی اور بھیک مانگنے کے لئے مجبور ہو جانا پڑتا۔

ہر نفس دیوانگی، دیوانہ پن لگنے لگا
کیا کریں اب لمحہ لمحہ دل شکن لگنے لگا
پھول بھی خنداں نہیں خار بھی خنداں نہیں

بگڑا بگڑا اب دستورِ چمن لگنے لگا

قارئین کرام نے سن لیا اور سمجھ لیا ہوگا کہ ایسی گفتگو کرنے والا اولاد سے کتنا جلا ہوا ہے کہ اس سے بہتر بینک میں رکھے ہوئے روپے کو اپنی اولاد کہہ رہا ہے، روپے اولاد کا حق ادا کر رہے ہیں، اور حقیقی اولاد کچھ نہیں کر رہی ہے تو مقام افسوس ہے۔

اور سنئے: ایک صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی لڑکا سے نوازا، انہوں نے لڑکے کو ناز سے پالا، نخرے کے جھولے میں جھلایا... پیار کا پوڈر لگا کر چلایا... پڑھایا لکھایا، ڈاکٹر بنایا، موصوف خود کو مقدر والا اور بلند اقبال سمجھنے لگے، اور شاید دل ہی دل میں کہنے لگے کہ میرے لال کی طرح ہی میرا سب کچھ لعل ہے اور لعل رہے گا، لڑکا شروع سے ابا حضور، ابا حضور کہہ کر ابا کے دل کو باغ باغ کرنے لگا، لیکن کیا خبر تھی کہ یہ باغ باغ دل کبھی ساگ سا ہو جائے گا، اور ویسا ہی ہوا، ایک گھر تھا، بیٹا نے باپ کو اونچے اونچے خواب دکھا کر وہ گھر اپنے نام سے لکھوالیا اور ابا حضور کو گھر سے نکال دیا، خوشی نے باپ کا ساتھ چھوڑ دیا، ہر طرح کے غم کا لشکر ساتھ رہنے لگا، دو روٹی خرید کر کھالیتا اور کبھی کسی مسجد میں، کبھی کسی مدرسہ میں، سرائے میں یا پلیٹ فارم پر سو کر زندگی گزار رہا ہے اور موت کا انتظار کر رہا ہے۔

مانا کہ اس نے قرآن واحادیث کو نہیں پڑھا نہیں سمجھا ہے تو کیا سماجیات واخلاقیات کو بھی نہیں پڑھا ہے، اگر سماجیات واخلاقیات کو نہیں پڑھا ہے تو کیا اس کے پاس دل ودماغ نہیں ہے، اس کے اندر ہمدردی اور مروت بھی نہیں ہے، اگر نہیں ہے تو وہ آدمی بھی نہیں ہے۔

ایک صاحب ریٹائر ہوئے، لاکھوں میں پی، ایف کی رقم ملی بینک میں رکھ دیا، بیٹے نے اے ٹی ایم کارڈ چرایا اور لاکھوں کی رقم نکال کر عیاشی میں پھونک دیا، جب وہ خود بینک میں گئے، رقم کو ندارد دیکھ کر بیٹے سے جب پوچھا تو بیٹے نے ایسی بات کہی کہ شرمندگی سے پھانسی لگا کر دنیا کو الوداع کہہ دیا۔

اب کسی سے بھی کسی کا نہیں رشتہ شاید

چند لمحوں کی ہے مہمان یہ دنیا شاید
لاؤں ماضی کو گواہی کے لئے اب کیسے
آئینہ بھول گیا ہے مرا چہرا شائد

اور سنئے: ایک بوڑھی عورت کو دو لڑکے اور تین یا چار بیٹیاں تھیں، بڑھاپے میں بیمار پڑ گئی، کوئی پوچھنے والا نہ تھا، دوا علاج تو چھوڑ دیجئے، بھوک کی شدت سے چیختی تھی لیکن دو وقت کی روٹی نہیں ملتی تھی، محلّہ کے لوگوں کا کہنا ہے کہ راتوں کو اس طرح سے چلاتی تھی کہ محلّہ والے سوتے نہیں تھے، محلّہ کی خواتین جب اس کے گھر پہنچتی تھیں تو اس کے لڑکے اور بہوویں کسی کو اس سے ملنے نہیں دیتے تھے اور یہ کہہ کر واپس کر دیتے تھے کہ طبیعت خراب ہے، برداشت کا مادہ نہیں ہے، اس لئے چیختی چلاتی رہتی ہے، ایک خاتون کسی طرح سے اس کے قریب پہنچ گئی تو اس کی روداد سن کر اس خاتون کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے، بوڑھی عورت نے کہا مجھے کچھ کھلاؤ، وہ اپنے گھر سے کھانا لا کر کھلائی، اس کا چیخنا چلانا بند ہو گیا، پھر بھوک لگتی پھر چلاتی لیکن ظالم اولاد ماں کو پوچھتی نہیں تھی کہ تمہاری کیا ضرورت ہے، اسی عالم میں اس کا انتقال ہو گیا، دو بیٹیاں قریب ہی کہ گاؤں میں بیاہی تھی، ماں کے مرنے کی خبر پا کر اس وقت آئی، جب جنازہ کی نماز کی صف بندی ہو رہی تھی، دونوں چیخنے لگی کہ ہمیں ماں کا چہرہ دکھا دیجئے، ایک صاحب ڈنڈا اُٹھا کر اُس کی طرف بڑھے اور کہنے لگے تمہاری ماں جب بھوک سے چیختی تھی تو تم لوگ اس کو دو روٹی کھلاتی نہیں تھی اب منہ دیکھنے کے لئے آئی ہے چپ رہو نہیں تو اس ڈنڈے سے پٹائی کروں گا، حقیقت کی جوت دیکھ کر دونوں وہاں سے کھسک گئی۔

تیرہ وتار ہے ذہن ودل کی فضا سونی سونی سی ہے بزمِ نطق ونوا
فکر واحساس کی مشعلیں گل ہوئیں، شوقِ اظہار کو نیند آ گئی
ہر تمنا سے ہم دُور ہٹتے گئے، یاس کے دائرے میں سمٹتے گئے
دل نے کوئی کرامت دکھائی نہیں، بے دلی اپنا جادو جگاتی گئی

اور سنئیے: ایک بیوا کو دولڑکے ہیں ایک کی شادی کی اب وہ بیگم اور بچوں کو لے کر الگ تھلگ زندگی گزاتا ہے، دوسرا بیرونِ ملک میں خوب روپے کماتا ہے اور وہاں ہی ایک عورت سے دل لگا لیا ہے، بقول بیوا کے کہ نہ یہاں والا پوچھتا ہے نہ وہاں والا، وہ بوڑھی اب کرے تو کیا کرے؟ بھیک مانگے تو شرم کی بات ہے، خودکشی کرلے تو حرام ہے، اس بوڑھاپے میں بھی محنت کر کے دو وقت کی روٹی کا انتظام کرتی ہے، داستان طویل ہے، لیکن اس بوڑھی عورت کی طرح اتنی سی بات پر ہی قناعت کیجئے۔

تری جستجو میں مری آرزو نے
بہت رنگ بدلے بہت روپ دھارے

اب سنئیے نہیں سروے کیجئے: ماحولیاتی تبدیلی پر مظاہرے ہو گئے، ۲۳ر ستمبر ۲۰۱۴ء کے اخبار میں یہ خبر پڑھنے کو ملی کہ ماحولیاتی تبدیلی پر فوراً زور دینے اور اس کو سدھارنے کے لئے دنیا کے 161 ملکوں میں دوہزار سے زیادہ مقامات پر جلوس نکالے گئے اور لاکھوں آدمیوں نے ان جلوسوں میں شریک ہوئے اور کاربن کے اخراج پر پابندیاں لگانے کا مطالبہ کیا، گنگا میلی ہوگئی تو کروڑوں روپے خرچ کر کے اس کی صفائی کی گئی، کی جارہی ہے اور کی جائے گی، آدمی کی آبادی میں کہاں کتنا اضافہ ہوا، تعلیم کے معاملے میں کونسا علاقہ ترقی یافتہ ہوا، لڑکیوں کی تعداد کہاں کتنی گھٹی کتنی بڑھی، سب پر سروے ہو گئے، ہورہے ہیں اور ہوتے رہیں گے، لیکن والدین کی خدمت کے لئے کتنی اولاد تیار ہے، کتنی نہیں، کتنے والدین اولاد کے ہوتے ہوئے ایڑیاں رگڑ رہے ہیں، کتنے روٹی کے محتاج ہیں، کتنے دوائیوں کے منتظر ہیں، کتنے دَرد اٹھارہے ہیں، کتنے سسک رہے ہیں، کتنے تڑپ رہے ہیں، کتنے بلک رہے ہیں؟۔

ان گوشوں پر بھی سروے ہونا چاہیئے تا کہ مسلمانوں کو سمجھ میں آئے کہ ہمارے معاشرے میں کتنے فیصد ''اسلام کے معاشرتی نظام'' پر عمل ہو رہا ہے اور کتنے فیصد پر گہن لگ چکا ہے؟ ہر موضوع پر تقریریں ہوتی ہیں لیکن اس موضوع پر دال میں نمک کے برابر بھی نہیں ہوتیں، تبلیغ بھی ہوتی

ہے لیکن مبلغین بھی اس موضوع کو نہیں چھیڑتے ہیں، نہ کوئی اس عنوان پر زبان کھولتا ہے۔

سزا ملی ہے بزرگوں سے بے نیازی کی
کہ آج اپنے ہی بچوں سے ڈر رہے ہیں
تھکی ہوئی ممتا کی قیمت لگا رہے ہیں
امیر بیٹے دعا کی قیمت لگا رہے ہیں
مَیں جن کو انگلی پکڑ کہ چلنا سِکھا چکا ہوں
وہ آج میرے عصا کی قیمت لگا رہے ہیں

اس سلسلے میں مسلمان اگر اسلامی معاشرتی نظام کو مضبوطی سے تھام لیں تو والدین سے متعلق بہت ساری خرابیاں ہمارے معاشرے سے دور ہوجائیں، افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں میں دوسری قوموں کی تقلید کرنے کی ذہنیت بڑھتی جارہی ہے، اسی بنیاد پر مسلمان ہر معاملے میں روبہ زوال ہوتا جارہا ہے اور نئی نسل کے بہتر ے اسلامی اقدار و تہذیب سے کٹے ہوئے ہی نہیں بلکہ بیزار نظر آتے ہیں یہ مغربی تہذیب کی تقلید کا شاخسانہ ہے، مغربی تہذیب میں بوڑھے والدین کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اس کے لئے اُن کے یہاں ''اولڈ ایج ہوم'' ہے کہ والدین جب بوڑھے ہوجاتے تو ان کو اُسی گھر میں پہنچا دیتے ہیں، اسلام کا معاشرتی نظام اس کے خلاف ہے، اسلام کہتا ہے اپنے والدین کی خدمت خود کرو جیسا کہ آپ نے اُوپر کے صفحہ پر ملاحظہ کرلیا ہے، اب ایک دردناک رپورٹ پڑھے اور دردناک کام میں مسلمانوں کی شمولیت بھی دیکھئے، سید فیصل علی ادارتی صفحہ پر جو تحریر کیا ہے اسے ذیل میں ملاحظہ کیجئے:

۲۰۱۴ء میں اسّی ہزار والدین کا قتل

''ایک محتاط اندازے کے مطابق ۲۰۱۴ء میں دنیا میں اسّی (۸۰) ہزار سے زائد بوڑھے والدین جس میں ماؤں کی تعداد زیادہ ہے، سگی اولاد کے ذریعہ ہی قتل کئے گئے، دس (۱۰) لاکھ سے زائد بوڑھے والدین اولڈ ایج ہوم میں زندگی گزار رہے ہیں، ہندوستان

میں اگر چہ بوڑھے ماں باپ کو قتل کرنے کی وارداتیں انتہائی کم ہیں لیکن ۲۰۱۴ء میں ملک بھر میں ایک سو بیالیس (۱۴۲) ماں باپ کو قتل کیا گیا، لیکن یہ قلیل تعداد بھی دل کو بڑی تکلیف دیتی ہے کہ جن ماں باپ نے خون جگر سے اپنے نونہالوں کی پرورش کی وہی لختِ جگر نہ صرف اپنے والدین کو گھر سے بے گھر کر رہا ہے، اور بعض اوقات قتل بھی کر رہا ہے، بزرگوں کی توہین اور قتل ہندوستانی تہذیب کے منافی ہے، چنانچہ اب ملک بھر میں بزرگوں کو باقی عمر سکون سے گزارنے کے لئے اولڈ ایج ہوم بنانے کا منصوبہ بن رہا ہے، دہلی کے دوارکا میں ون بیڈ رومس کے آٹھ سو (۸۰۰) لگزری فلیٹس بنانے کی تیاری چل رہی ہے یہ لگزری فلیٹس ان بزرگوں کو دیئے جائیں گے جن جگر پاروں کو ان کا گھر میں رہنا پسند نہیں ہے یا اپنے بچوں کے درمیان یہ بزرگ خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں، بزرگوں کے لئے بنائے جانے والے ان فلیٹوں میں وہ تمام سہولتیں دستیاب ہوں گی جو کسی بھی لگزری فلیٹ میں ہوتی ہیں، مثلاً سینئر سٹیزن کے لئے بنائے گئے لگزری ہاسٹل میں لفٹ کے ساتھ ساتھ کئی پارک بھی ہوں گے، جہاں بزرگ شام کی سیر بھی کر سکیں گے اور سردیوں میں دھوپ بھی سینک سکیں گے، یہاں بزرگوں کو فٹ رکھنے کے لئے یاگ اور جم کا بھی نظم ہوگا، ان کی سائیکلنگ کے لئے الگ سے ٹریک بنایا جائے گا، یہاں کا انوائرمنٹ فرینڈلی ہوگا، سردیوں میں بہتر دھوپ اور گرمیوں میں بہتر ہوا آنے کا پورا دھیان رکھا جائے گا، بزرگوں کو اس رہائشی کیمپس میں بیڈ منٹن اور ٹینس کھیلنے کی سہولت فراہم ہوگی، وقت گزارنے کے لئے لائبریری کے علاوہ شطرنج، لوڈو، کیرم جیسے انڈور گیم بھی یہاں رکھے جائیں گے، حکومت کی جانب سے سینئر سٹیزن ہاسٹل اس لئے بنائے جارہے ہیں، کہ ملک میں بے گھر بزرگوں کی تعداد مسلسل بڑھتی جارہی ہے چنانچہ جو بزرگ اپنے خاندان میں گھٹن کی زندگی گزار رہے ہیں ایسے بزرگوں کے وقار کا لحاظ رکھتے ہوئے انہیں سکون کی جگہ دی جائیگی، دہلی میں یہ ہاسٹل

تین جگہوں پر بنائے جائیں گے، اس کے علاوہ اسی طرز پر ممبئی، کولکاتا، حیدر آباد چنئی جیسے میٹرو پولیٹین شہروں میں بھی وہاں کی حکومتیں بزرگوں کی تکریم اور سکون کے لئے یہ پروجیکٹ بنارہی ہے"(۷)

سگی اولاد کے ہاتھوں سے ایک سال میں اسّی ہزار ماں باپ کے قتل کے دلدوز واقعات پڑھ کر ہر ذی شعور انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آدمیوں کے اندر درندگی کی خصلت بڑھتی جا رہی ہے، اس خصلت کے پیشِ نظر صالح ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟

اخبار میں روزانہ نت نئی خبریں آتی رہتی ہیں، جسے پڑھ کر اور سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، مسلم معاشرے کی ایک خبر اس طرح سے پڑھنے کو ملی کہ باپ ریٹائرڈ پروفیسر ہے، ماں گھریلو خاتون ہے، بیٹا چالیس ہزار روپے ماہانہ کماتا ہے لیکن شراب وشباب کے پیچھے سارے روپے برباد کر دیتا ہے، بلکہ چالیس ہزار بھی اس کو کم پڑتا ہے، پھر ماں سے روپے کا مطالبہ کرتا رہتا ہے، ایک دن ماں سے روپے کا مطالبہ کیا، ماں نے روپے دینے سے انکار کر دیا، بیٹا غصے سے تلملا اٹھا اور ماں کا قتل کر دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ والدین کے قتل میں مسلم معاشرے کے آوارے نوجوان بھی شامل ہیں، مسلم معاشرے میں روز بروز جرائم میں اضافہ ہوتا ہے، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ تو دانشور طبقہ کہتا ہے کہ بے دینی، جہالت، غربت اور بے راہ روی ہے، آج کا بیشتر مسلمان دینی ماحول سے دور بھاگتا ہے، اپٹوڈیٹ بننے کا بھوت سوار ہے، اسی بنا پر ماں باپ قتل ہو رہے ہیں، جنہوں نے اپنے سینے پر سُلایا، روزی کما کر کھلایا، وہ قتل کئے جارہے ہیں، تو دوسرے رشتے پر دھیان کیسے ہوگا؟ والدین نے اسی واسطے اپنی اولاد کو پروان چڑھایا تھا کہ وہ ہمیں قتل کریں؟ ہمیں مارے، ستائے اور گالیاں دے؟

پانی سر سے اونچا ہوتا جارہا ہے

جرائم کی واردات کے رُکنے کا نام نہیں ہے، دن بدن جرائم بڑھتے جارہے ہیں، بے بس کمزور،

نہتوں کے ساتھ جرائم زیادہ ہوتے ہیں، یہ جرائم میدانوں اور سڑکوں سے نکل کراب گھروں میں داخل ہوگئے ہیں، وہ بھی اپنوں سے اپنوں کے ہاتھوں جرائم ہو رہے ہیں اوراس کی شکل بھی مختلف ہے، کہیں عصمت پر حملہ ہوتا ہے تو کہیں جان ومال واولاد پر، ۵/مارچ ۲۰۱۶ء کے روز نامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی کے صفحہ ۶ پر ایک رپورٹ شائع ہوئی جس کی سرخی یہ تھی:

بزرگوں کے ساتھ جرم کی وارداتوں میں مہاراشٹر اوّل

ممبئی (ایجنسی) ملک میں سال 2014 کے دوران سینئر شہریوں (60 سال سے زیادہ) کے ساتھ کل 18714 مجرمانہ واقعات درج کی گئی، جن میں قریب 1100 بزرگوں کو جان گنوانی پڑی اور اتنے ہی لوگوں کو شدید زخمی ہونے کا سامنا کرنا پڑا، ترقی پسند مہا راشٹر کے لئے تشویش کی بات یہ ہے کہ بزرگوں کے ساتھ سب سے زیادہ جرائم کی وار داتیں یہیں ہو رہی ہیں، مہاراشٹر میں کل 3981 کیس سامنے آئے، سال 2014 کے دوران مہاراشٹر میں بزرگوں کے ساتھ سب سے زیادہ ظلم درج کئے گئے ہیں، اس مدت میں 167 بزرگوں کے قتل، 52 کو قتل کی کوشش، 7 غیر ارادتاً قتل، 24 بزرگوں کے ساتھ ڈکیتی، 623 کو لوٹا گیا، 309 کے ساتھ سنگین مار پیٹ کی گئی، 7 لوگوں سے تاوان طلب کیا گیا، 654 کے ساتھ دھوکہ دھڑی کی گئی، 9 خواتین کی عصمت دری کی گئی اور 2129 اعلیٰ افسران کے ساتھ دیگر جرم کی وارداتیں پیش آئیں اس طرح کل 3981 کیس درج کئے گئے۔

سماجی انصاف اور دائرہ اختیار وزیر مملکت وجے سانپال نے یہ معلومات دی ہے، انہو ں نے بتایا کہ نیشنل جرم ریکارڈ بیورو ریاستوں کے اعداد وشمار رکھتا ہے، لیکن شہری علاقو ں میں بزرگوں کے ساتھ ہونے والے جرائم کی مختلف معلومات نہیں رکھتی ہے، ویسے بھی پولیس اور قانون ریاستوں کے تابع آنے والے موضوعات ہیں، تو سینئر شہریوں کے ساتھ ہونے والے جرائم کو روکنے کی ذمہ داری متعلقہ ریاستوں کی ہی ہوتی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ جہاں تک بزرگوں کے علاج کی دیکھ بھال اور دیگر خصوصیات کا سوال ہے سماجی انصاف اور دائرہ اختیار وزارت نے سال 1992 سے بزرگوں کے لئے ایک اسکیم شروع کی ہے، اس کے علاوہ قومی بزرگ پالیسی (1999) کی سفارشا ت کے مطابق اور ماں باپ اور سینئر شہری پرورش، بہبود ایکٹ (2007) کے تحت سا ل 11.2010 میں بزرگوں کی صحت کی دیکھ بھال کے لئے پروگرام شروع کیا تھا"۔

پہلے اور ابھی کے دور میں کتنا فرق ہے، پہلے کے دور میں لوگ بزرگوں کے ساتھ ہمدردی اور مروت سے پیش آتے تھے، اس دور میں مروت وہمدردی مفقود ہوتی جارہی ہے، جب اولا دہی والدین کی دیکھ بھال نہیں کرتی تو رشتے دار اور اقربا کیوں کر دیکھ بھال کریں؟ تو حکومت نے یہ ذمے داری اپنے اوپر لے لی، لیکن جو چین وسکون اور خوشی اپنے گھر میں، اپنی اولاد کے پاس مل سکتے ہیں وہ چین وسکون اور خوشی حکومت فراہم کر سکتی ہے؟ یہ تو یہی غنیمت ہے کہ حکومت نے ذمہ داری لے لی ہے، حکومت اس ذمہ داری کو کیسے نبھائے گی؟ تو اس کا جواب ہے "اولڈ ایج ہوم" کے ذریعے سے "اولڈ ایج ہوم" کیا ہے؟

بوڑھوں کے لئے اولڈ ایج ہوم اور بچوں کے لئے چلڈرن ہوم

ابتدا پہلے کس عمل کا ہوا، والدین نے بچوں کو چلڈرن ہوم میں بھیجا یا اولاد نے والدین کو اولڈ ایج ہوم پہنچایا، یہ اسی طرح سے تحقیق طلب ہے کہ پہلے انڈا یا پہلے مرغی؟ بہرحال جس نے جس کو پہنچایا اُس کو بالائے طاق رکھ دیجئے اور دیکھئے کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے، ایسے بے دردی والے کا موں کی ابتدا یوروپ وامریکہ سے شروع ہوئی ہے، پھر دیکھا دیکھی پاپ اور دیکھا دیکھی پُن کی طرح یہ وبا پوری دنیا میں پھیلی، اسلامی ملکوں کو بھی اپنی آغوش میں لیا اور مشرقی دنیا پر بھی قبضہ جمایا ۔گاؤں، دیہات وقصبات ایسے عمل سے کل بھی پاک تھے اور تقریباً آج بھی پاک ہیں، بڑے شہروں میں اولڈ ایج ہوم اور چلڈن ہوم میں بھیجنے کے لئے کچھ سچائی کے ساتھ جھوٹ اور مکروفر یب بھی کثرت سے شامل رہے ہیں، صلب وشکم سے جنم لینے والی اولاد نے یہ کہہ کر ماں باپ کو

اولڈایج ہوم میں ڈال دیا کہ ہم دونوں ملازمت سے جڑے ہوئے ہیں، دن بھر آفس میں رہتے ہیں، گھر میں اِن کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ اور بچوں کو کون سنبھالے گا؟ کچھ نے ایک ہی گھر وہ بھی جھوٹا گھر ہونے کا دردسنا کر اپنے بوڑھے باپ اور بوڑھی ماں کو اولڈایج ہوم میں پہنچایا، کچھ نے یہ گلہ کیا کہ ہم تھک ہار کر گھر پہنچتے ہیں رات میں ہم کو آرام اور گہری نیند کی ضرورت ہے اور یہ دونوں رات بھر کھانستے اور بڑبڑاتے رہتے ہیں، اس طرح کے اور دیگر خیالات کے ساتھ آزاد خیالی کی وبا نے بھی سر اُٹھایا، لہٰذا بوڑھوں کے لئے اولڈایج ہوم اور بچوں کے لئے چلڈرن ہوم ہی مناسب جگہ ہے۔

نئے خیالات سے آزادخیالی کی ایک اور وبا نے جنم لیا کہ نفس کی آسودگی کے لئے شادی ضروری نہیں ہے، شادی کے بعد اولاد پیدا کرنے میں جھمیلے ہی جھمیلے ہیں، جانوروں کی طرح کہیں بھی کسی کے ساتھ منہ مار کر زندگی گزاری جاسکتی ہے، لیکن اسلامی کلچر سے وابستہ لوگوں کو دیکھ کر اُن آوارہ اور آزادمزاج کو سوچنا پڑا کہ آخر یہ بھی انسان ہے جو شادی بیاہ کرتے، اولاد پیدا کرتے اُن بچوں کی پرورش کرتے، اُن کی خدمت کرتے، اُن کے بڑھاپے میں اُن کی اولاد اُن کی خدمت کرتی ہے، لہٰذا اُن آزادخیالوں نے ردعمل کے طور پر اسلامی کتب کے مطالعے کی جانب توجہ دی، اسلام کے عباداتی اور معاشرتی نظام کو پڑھ کر متاثر ہوئے، ۲۰۱۵ء کی ایک رپورٹ کے مطابق صرف امریکہ میں سترہ سے بیس ہزار افراد ہر سال اسلام قبول کر کے اپنی زندگی کو خوشگوار بناتے ہیں، یہ لوگ پڑھے لکھے ہی نہیں بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہیں اور اسلام کو پڑھ کر اسلام قبول کرتے ہیں، یوروپ وامریکہ کا حال یہ ہے کہ لوگ کثرت سے اسلام کی جانب مائل ہو رہے ہیں، اور سلمان نہ اسلامی کتب کو پڑھتے ہیں، نہ اس سے رابطہ رکھتے ہیں تو افسوس کا مقام نہیں ہے؟ ایک رپورٹ ملاحظہ کیجئے:

بیس برسوں میں اسلام یوروپ کا سب سے بڑا مذہب ہوگا

کناڈا (ایجنسی) یوروپ میں مسلمانوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ کے سبب تعداد

52 ملین تک پہنچ گئی ہے، جبکہ آئندہ 20 برسوں میں اسلام یوروپ کا سب سے بڑا مذہب ہوگا، پی ای ڈبلیو کے مطابق 2030 تک مسلمانوں کی تعداد 2 ارب 20 کروڑ تک جاپہنچے گی، 2020 تک برطانیہ کا نمایاں مذہب اسلام ہوگا، جرمنی کی حکومت نے پہلی بار اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ جرمنی میں مقامی آبادی کی گرتی ہوئی شرح پیدائش اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی شرح کو روکنا ممکن نہیں، لیکن اگر صورتِ حال یہی رہی تو 2050 تک جرمنی مسلم اکثریت کا ملک بن جائے گا، یوروپ میں مقامی آبادی کا تناسب کم ہونے کی ایک وجہ وہاں کے لوگوں کا شادی نہ کرنا اور بچوں کی ذمہ داری نہ لینا ہے، جبکہ یوروپ میں مقیم مسلمانوں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے، رپورٹ کے مطابق 2050 تک یوروپ کے کئی ممالک میں 60 سال سے زائد عمر کے مقامی افراد مجموعی آبادی کا 75 فیصد تک ہوجائیں گے اور اس طرح بچوں اور نوجوانوں کا تناسب کم رہ جائے گا، جبکہ مسلمانوں کی آبادی میں کئی گنا اضافہ ہوجائے گا، جن میں اکثریت نوجوانوں کی ہوگی، رپورٹ کے مطابق کناڈا میں اسلام تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے، اعدادوشمار کے مطابق 2001 سے 2006 تک کناڈا کی آبادی میں 6.1 ملین افراد کا اضافہ ہوچکا ہے، جن میں سے 2.1 ملین مسلمان ہیں، امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے اور آئندہ 30 برسوں میں 5 کروڑ مسلمان امریکی ہوں گے، پی ای ڈبلیو کے مطابق دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے مقابلے میں مسلمانوں کی آبادی میں نوجوانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، دنیا میں سب سے زیادہ مسلمان انڈونیشیا میں آباد ہیں، مگر 20 برسوں میں یہ اعزاز پاکستان کو حاصل ہوجائے گا، جبکہ ہندوستان مسلم آبادی کے اعتبار سے دنیا کا تیسرا بڑا ملک بن جائے گا (۸)

اس دورِ پُرفتن میں ہر چیز پر فتنوں کے بادل منڈلا رہے ہیں، ایسے میں پیاسی روح اپنی تشنگی بجھانے کے لئے آبِ شریں کی تلاش میں رہتی ہے، اس کے لئے وہ سارے خیموں میں جاتی ہے کہ ہماری تشنگی بجھ جائے لیکن تشنگی بجھنے کے بجائے اور بڑھ جاتی ہے، لیکن وہ جب اسلام کے

خیمہ میں آکر دیکھتی ہے کہ جس آبِ شیریں کے لئے مَیں یہاں وہاں بھٹک رہی تھی وہ تو یہاں موجود ہے، لہذا وہ اسلام کے پانی سے سیراب ہو کر اسلام کے خیمے میں پناہ گزیں ہو جاتی ہے، اسلام ہر فرد کے جان و مال، عزت و آبرو، مال و دولت کی حفاظت چاہتا اور اس کا پیغام بھی دیتا ہے، اسلام میں امیر یب و غریب، ذات و برادری کی تفریق نہیں ہے، یہاں تو یہ ہے کہ:

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اسلام کی اسی انوکھی پیغام اور عملی جذبہ کو دیکھ کر ہریانہ حصار کے ''بھگانہ گاؤں'' کے 100 خاندانوں نے ۸/اگست ۲۰۱۵ء اسلام کی آغوش میں آگئے، اسی طرح سے مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔

روزنامہ اُردو ٹائمز ممبئی، ۱۳/اگست ۲۰۱۵ء کی اشاعت میں بھگانہ کے نو مسلموں میں سے عبدالکلام (ستیش کا جلا) کا بیان درج کیا ہے:

''بھگانہ گاؤں کے اسلام قبول کرنے والوں میں عبدالکلام (ستیش کا جلا) نے کہا کہ ہم نے اسلام کسی لالچ یا دباؤ میں قبول نہیں کیا ہے بلکہ گاؤں میں جس طرح کی زیادتی، سماجی بائیکاٹ، خواتین کی عصمت دری، ہماری زمینوں پر دبنگوں کا قبضہ، ہمارے ساتھ انتظامیہ کا امتیازی سلوک کو دیکھتے ہوئے ہم نے تین سال قبل ہی گاؤں چھوڑنے کا فیصلہ لیا تھا، ہم نے دیکھا کہ جس مذہب کو ہم مانتے ہیں اس میں ذات پات اور چھوا چھوت کی تفریق ہے اور ہمیں ادنیٰ تصور کیا جا رہا ہے، اسی سماجی نابرابری کی وجہ سے ہم نے اسلام قبول کیا''

اسلام میں چھوا چھوت کا کوئی تصور نہیں ہے، ذات پات کی کوئی اہمیت نہیں ہے، ادنیٰ واعلیٰ کی کوئی تمیز نہیں ہے، بہت لوگ اپنی قوم اور برادری پر فخر کرتے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو ذلیل اور نیچا سمجھتے ہیں، جبکہ شرافت قوم پر منحصر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورہ الحجرات... آیت ۱۳ میں فرماتا ہے ''یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ

شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ'' ترجمہ! اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے، بیشک اللہ جاننے والا پرہیز گار ہے''۔

آیت کی تفسیر میں، علامہ احمد یا خاں نعیمی تحریر فرماتے ہیں:

یعنی سب انسانوں کی اصل حضرت آدم وحوا ہیں اور ان کی اصل مٹی ہے تو تم سب کی اصل مٹی ہوئی پھر نسب پر اکڑتے اور اتراتے کیوں ہو، یعنی انسان کو مختلف نسب اور قبیلے بنایا ایک دوسرے کی پہچان کے لئے ہے نہ کہ شیخی مارنے اور اترانے کے لئے۔

حضور ﷺ بازار مدینہ میں تشریف لے گئے، وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک غلام یہ کہہ رہا ہے کہ مجھے جو خریدے وہ مجھے حضور ﷺ کے پیچھے پنج گانہ نماز سے نہ روکے، اسے ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام بیمار ہوگیا تو سرکار اس کی تیمارداری کو تشریف لے گئے پھر اس کی وفات ہوگئی تو حضور ﷺ اس کے دفن میں شریک ہوئے، اس پر بعض لوگوں نے حیرانی کا اظہار کیا کہ غلام اور اس پر اتنا بڑا انعام، اس پہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی''۔

بات واضح ہوگئی کہ ایک دوسرے پر برتری کا دعویٰ کرنا سراسر جہالت و نادانی ہے، آج مسلمانوں میں بھی بعض برادری کے لوگ بعض برادری پر فوقیت جماتے ہیں، حالانکہ عملی طور پر وہ اسلام سے بہت دور ہیں، چوری، چغلی، دغابازی، عیاری، مکاری، لوٹ، گھسوٹ، نشہ بازی، عیاشی، شراب فروشی میں ڈوبے ہوئے لوگ بھی اپنے کو برتر سمجھتے اور متقی و پرہیزگار پر طعنہ زنی کرتے ہیں، جبکہ قرآن کا حکم ہے کہ تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

پرہیزگاری کیا ہے؟

پرہیزگاری کا معنی ہے، پرہیز کرنا۔ احتیاط کرنا۔ بچنا۔ اجتناب کرنا۔ متقی ہونا۔ ڈرنا۔

ان معنوں کو آسان طریقے پر سمجھا جاسکتا ہے کہ لوگوں کو ٹھگنے، چوری کرنے، ڈکیتی کرنے، رشو

ت کھانے، جھوٹ بولنے سے اور دیگر ناجائز کاموں سے بچنے کا نام پرہیز گاری ہے، جو شخص ان کاموں سے بچے گا وہ پرہیز گار رہوگا، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے خوش ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کو بشارت دیتا ہے، اور جو شخص چوری کرتا، دھوکہ دیتا، لوگوں کا مال غصب کرتا، ہر وقت جھوٹ بولتا، برائی کے کاموں پر آمادہ اور مستعد رہتا ہے، وہ اچھا اور بڑا نہیں ہوسکتا ہے، وہ بُرا ہے اور برے کے لئے جہنم کی وعید ہے، اسلام کی بنا تقویٰ، پرہیز گاری اور پاکیزی پر رکھی گئی ہے، اسلام کے اسباق کو پڑھنے والے کل بھی اس پر گامزن تھے اور آج بھی گامزن ہیں اور جس نے اسلام کے اسباق سے روگردانی کی، وہ بُرائی کے کنویں میں گرا، خاص وعام میں یہی فرق ہے، اولیائے کرام، اور نیک لوگ اسی راستے پر تھے اور ہیں، آج ہم اپنے سماج ومعاشرے کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ بُرائی میں زیادہ تر وہی لوگ ڈوبے ہوئے ہیں جو اسلام کے اسباق سے نابلد ہیں، وہ اسلام کے اسباق کو نہ پڑھتے اور نہ دیکھتے ہیں، صرف دنیا اور دنیاداروں کو دیکھتے اور ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں، پہلے کے دَور میں دوسری قومیں ہمیں دیکھتی تھیں اور سبق حاصل کرتی تھی آج کے دَور میں ہم دوسری قوموں کو دیکھ کر، خاص کر یوروپ وامریکہ کی روش کو دیکھ کر اور ان کی تقلید کر کے بُرائی میں ڈوب رہے ہیں، معتبر ذرائع سے ایک خبر ملی ہے کہ باپ متقی اور پابند شرع ہے، اور بیٹا نے اپنی شادی میں باپ کی اجازت کے بغیر ڈھول تاشے اور بینڈ باجے وغیرہ باندھ لیا، باپ کو خبر ملی تو بیٹا کو بلا کر کہا کہ تم نے یہ سب کیوں باندھ لیا؟ تمہاری شادی میں مَیں نہیں جاؤ گا بیٹا کا جواب تھا، اچھا ہے تم مت جاؤ، بارات جائے گی، ڈھول تاشے اور بینڈ باجے جائیں گے، سننے والے حیران رہ گئے اور سب کی زبان پر یہی تھا کہ باپ کیا ہے اور بیٹا کیسا ہوگیا، مَیں کہتا ہوں ہونہیں گیا، کردیا گیا ہے، ہر دولت مند اپنی اولاد کو آزاد چھوڑ دیتا ہے تو کھلے ماحول میں رہ کر اولاد ایسی ہی بنتی ہے۔

مرد وعورت کی پہلی مثال

اسلام کا معاشرتی نظام سب سے عمدہ ہے....جس میں عورتوں کو مکمل حفاظت وحقوق....عزت وقار....جاہ ومرتبہ حاصل ہے....آج عالمی برادری کو وحشت ناک بنانے میں اپٹوڈیٹ طبقہ کا اہم رول اور کھیل رہا ہے....نفسانی خواہشات کوئی آج کی چیز نہیں ہے....بلکہ بھوک اور پیاس کی طرح یہ انسان کے وجود کے ساتھ انسان کو نعمت کے طور پر دی گئی ہیں....مگر آج کے دور میں اس نعمت کو غلط جگہ پر غلط طریقے سے استعمال کرنے کی بنا پر معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہے....

اسلام کا معاشرتی نظام جب تشکیل پایا تو اس کے سامنے ماضی کی تاریخ اور حال کا آئینہ سامنے تھا اور مستقبل پر نگاہ بھی تھی....اس لئے چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی اسلام کا معاشرتی نظام ویسا ہی سودمند ہے....جیسا کہ چودہ سو سال پیشتر تھا....عالمی معاشرے میں عورتوں کو کوئی عزت وقار حاصل نہیں تھا....لہذا عورتوں کے تعلق سے اسلام نے بڑی فراخ دلی کا ثبوت پیش کیا اور شادی شدہ عورتوں اور مردوں سے کہا۔

۔''هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ''(۹)

ترجمہ! وہ تمہاری لباس ہیں، اور تم ان کے لباس'۔

آنی تھی ہمیں بھی رفوگری بھی
اِک دوسرے کا لباس تھے ہم

مساوی حقوق کا اس سے بڑھ کر اور بہتر کونسا طریقہ ہوسکتا ہے؟....اسلام نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا کہ جس طرح سے لباس کی قدر کی جاتی ہے اسی طرح سے تم ایک دوسرے کی قدر کرو....لباس نہ ہوں تو انسان کے عیوب ظاہر اور جسم ننگا ہو جائے،....اسی طرح سے مرد کے لیے عورت نہ ہو....اور عورت کے لیے مرد نہ ہو تو دونوں کی فطری خواہشوں کے عیوب عیاں ہو جائیں....آیت پر غور کیجئے کہ کتنی گہری بات کہی گئی ہے کہ تم ایک دوسرے کے لباس ہو....جس میں پیار، محبت، الفت کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا ہے....میاں بیوی کو دو قالب ایک

جان بنا کر پیش کر دیا ہے..اب اس دو قالب ایک جان کو جان سمجھنا اور اس پر عمل کرنا لوگوں کا کام ہے....اسلام نے عورت و مرد کو کہیں پر تشنہ نہیں رکھا ہے....مسلمان اپنی جہالت کی بنیاد پر تشنہ ہیں اور ہو رہے ہیں.... عملی طور پر مغربی تہذیب میں غرق اور اس کی قصیدہ خوانی سے فرصت نہیں ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں....اپنے اپنے لباس یعنی میاں بیوی کی اور بیوی میاں کی قدر کریں، میاں اور بیوی کے تعلق سے ایسے نکات اور ایسے فارمولے کسی نے نہیں بتائے....بتائے تو صرف اسلام نے بتائے ہیں۔

میاں بیوی کا رشتہ ابتدائے دنیا سے ہی چل رہا ہے....زمانہ جاہلیت میں اس رشتے میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوئیں....اسلام آیا ان خرابیوں کو مٹا کر اس میں مضبوطی پیدا کر دی....اب کچھ دنوں سے آزاد اور اپٹوڈیٹ طبقہ نے عورتوں کو ورغلا کر عورتوں کو صنفی جنگ میں ڈھکیل دیا....اس جنگ میں عورتوں کو خاطر خواہ کوئی فائدہ تو نہیں ہوا....اس جنگ میں عورتوں نے جنسی آزادی کا مطالبہ بھی شروع کر دیا....جنسی آزادی تو آوارگی تھی....اس آوارگی نے مانع حمل اور اسقاطِ حمل کے دستور کو وجود بخشا....اس دستور و وجود کو مسلمانوں نے نہایت ہی بُری نظروں سے دیکھا....مگر مثل مشہور ہے کہ ''خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے'' وہ رنگ مسلمانوں کے معاشرے میں بھی گھس آیا....یعنی آگ بجھانے والے بھی آگ لگانے لگے....اس طریقہ سے کنواری لڑکیاں بھی فائدہ اٹھانے لگیں....اب تو یہی لڑکیاں زیادہ فائدہ اٹھاتی ہیں، اس تعلق سے دنیا میں کیا ہو رہا ہے....آپ جاننا چاہتے ہیں تو راقم کی تصنیف ''عالمی برادری کا وحشت ناک معاشرہ'' مطالعہ کیجئے۔

آدمی پہلے گناہوں سے ڈرتا ہے لیکن جب اس کا عادی ہو جاتا ہے تو ڈرتا نہیں....اس تعلق سے کچھ ایسا ہی ہوا....ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک میں جب عورتیں مانع حمل اور اسقاطِ حمل سے تنگ آگئیں تو کھلے طور پر ناجائز بچے پیدا کرنے لگیں.... بلکہ اس فعل پر فخر کرنے لگیں.... حمیدہ معین رضوی صاحبہ جو ہندوستان کے آگرہ شہر میں پیدا ہوئیں.... پاکستان ہجرت کر گئیں....

اب وہ برسوں سے برطانیہ میں مقیم ہیں....انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا کہ:

مَیں جب Counselling کا کورس کر رہی تھی تو ایک دفعہ ایک نئی انگریز صاحبہ ہمارے گروپ میں داخل ہوئیں، تعارف میں فرمانے لگیں میں لزبین ہوں، مَیں نے کہا مبارک ہو، پھر ایک دن ہم اپنے بچوں کی باتیں کر رہے تھے تو کہنے لگیں میرے بھی دو بچے ہیں، میں نے کہا تم تو لزبین ہو، کہنے لگیں ہاں....بچے کے لئے شادی ضروری تو نہیں، مرد کی غلامی تو ضروری نہیں....بزنس تعلقات ہو سکتے ہیں۔

میں نے کہا یہ تو کمینہ پن اور منافقت ہے، تمہارا ضمیر ملامت نہیں کرتا؟ کہنے لگیں نہیں، اب آپ اس کو کیا کہیں گے؟''(۱۰)

اُس انگریز عورت کی اس بات پر غور کیجئے کہ اس نے کہا کہ'' بچے کے لئے شادی ضروری تو نہیں، مرد کی غلامی تو ضروری نہیں....بزنس تعلقات ہو سکتے ہیں'' یہ لفظِ بزنس تو طوائف کے یہاں ہے....معاشرے کی بھلی چنگی عورت بھی عصمت کو بزنس بنا دے تو بڑے ہی افسوس کی بات ہے....اسلام ایسی عورتوں اور مردوں کو کوڑے لگانے حکم دیتا ہے....جس پر پہلے بہت اعتراضات کئے گئے لیکن اب تو پانی سر سے اونچا ہونے پر کئی ممالک نے اس تعلق سے سخت قوانین بنائے اور بنانے پر زور دے رہے ہیں....کیوں کہ ایسی آزادانہ زندگی سے معاشرہ تو بگڑ ہی رہا ہے....پیدا ہونے والے بچوں کے حقوق کون ادا کرے گا؟....ایسی بے وقوف عورتوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ اگر شادی کے بندھن میں بندھ کر بچے پیدا کرتی تو اطمینان سے رہتی ....مرد اپنی ذمہ داری سمجھ کر اس کی دیکھ بھال کرتا بچوں کے اخراجات کو پورے کرتا....مگر عشق و عاشقی اور زر کے لئے جس کے پاس گئی وہ تو زر دے کر بری ہو گیا....شادی کر کے ایک مرد کے ساتھ رہنے میں عزت بھی ہوتی ہے....احترام بھی ہوتا ہے....اور خوشی بھی ہوتی ہے....اس لئے اسلام کا معاشرتی نظام بہت عمدہ اور اچھا ہے....آزادانہ جنسی روش میں نہ عزت ہے....نہ وقار، نہ خوشی ہے....نہ مردوں کی کوئی ذمہ داری ہے۔

آیت کے مذکورہ جز کی تفسیر لکھتے ہوئے، پیر محمد کرم شاہ صاحب رقم طراز ہیں:۔

”آیت کا یہ حصہ خاص توجہ طلب ہے، مرد اور عورت کے باہمی تعلقات کو انتہائی خوش اسلوبی سے بیان فرمایا گیا ہے، یعنی جیسے وہ تمہارے لیے لباس ہے ویسے ہی تم ان کے لئے لباس ہو، اس لحاظ سے دونوں کے حقوق مساوی ہیں، پھر لباس کی تعبیر کتنی معنی خیز ہے، مختصر الفاظ میں لباس پردہ ہے، ہر عیب کو چھپاتا ہے، (لباس) زینت ہے حسن و جمال کو نکھارتا ہے، (لباس) راحت ہے سردی گرمی سے بچاتا ہے، کیا ایک اچھی بیوی اپنے خاوند کے لیے اور ایک اچھا خاوند اپنی بیوی کے لیے پردہ، زینت اور راحت نہیں؟ یقیناً ہے۔

جس ملت کے ہر گھر میں زوجیت کا یہ بلند تصور اور اعلیٰ معیار ہو اس کے لیے یہ دنیا جنت نہیں تو اور کیا ہے، اسلام پر اعتراض کرنے والے کہ اس نے عورت کے حقوق کو پامال کر دیا ہے، اگر آیت کے اسی حصہ پر نظر ڈالیں تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا، ہاں اسلام نے ملت ابراہیمی کی بیٹیوں کے چہروں سے شرم و حیا کا نقاب نوچنے کا حکم نہیں دیا... اس نے عورت کو محفلِ رقص سرور کی زینت بننے کی اجازت نہیں دی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک مستقل دین ہے، اس کا اپنا نظام، اپنا قانون اور اپنا ضابطہ حیات ہے اور اس کے استقلال کی یہی علامت ہے کہ وہ ہر حالت میں اسی ضابطے کا پابند رہے، کسی کو پسند آئے یہ بات یا نہ، کوئی خوش ہو یا ناخوش، اسلام کو ہر دلعزیز بنانے اور اسے تہذیب مغرب سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اِس کے سادہ لوح بہی خواہوں نے اِس کی فطری خدوخال میں جس وقت قطع و بُرید گوارا کر لی، اُس دن اسلام بحیثیت ایک مستقل ضابطہ حیات کے ہم سے چھن جائے گا، اللہ تعالیٰ اس روزِ بد سے بچائے“

(11)

جدید ترقی پسند دہریہ خیالات کے لوگوں کو تو کچھ سمجھ میں آتا نہیں ہے.... ان کے نزدیک سب

دھن بائیس پسیری کی مانند ہے .... وہ لوگ یوروپ وامریکہ کے اس قدر شیدائی ہیں کہ ان کو یوروپی تہذیب و معاشرت کے سوا اسلامی تہذیب واخلاق، اطوار و کردار پسند نہیں آتے ہیں.... مگر اسلام کے نام پر جینے اور مسلمان کہلانے کی بنا پر بظاہر اسلام اور مسلمان سے ہمدردی جتاتے ہوئے مشورہ دیتے ہیں کہ مسلمان اگر ننگی تہذیب سے ہم آہنگ ہوتے ہیں تو خرابی کیا ہے؟.... کیوں کہ اس قسم کے لوگ خود خراب ہو چکے ہیں .... یہ دیکھنے میں مسلمان لگتے ہیں اور اندر جھانک کر دیکھئے تو یہ یہودی کے داماد ہیں اور نصاریٰ کے خسر.... یہ گا ہے گا ہے، موقع ومناسبت سے اسلام کے کسی جز کو جبراً اپنے اوپر سوار کر کے مسلمان بنتے ہیں.... مگر اسلامی قوانین کے باغی ہوتے اور بہترے پر منہ مارنے کے روادار ہوتے ہیں.... ایسے لوگوں سے اچھے تو وہ اَن پڑھ ہوتے ہیں جو اپنی عزت اور عصمت کو سمجھتے ہیں.... دیہات کے لوگ ایسے موقع سے ایک کہانی سناتے ہیں.... جو نصیحت کے لئے بہت بہتر ہے.... کہانی یہ ہے:

ایک دیہاتی کہانی

ایک عورت اپنے شوہر سے کسی بات پر ناراض ہو کر روتے ہوئے اپنے میکا بھاگی جا رہی تھی.... راستہ میں ایک جگہ ایک مرد ایک لوٹا لئے ہوئے جنگل سے نکلا.... عورت کی گریہ زاری پر اُسے روکا اور پوچھا کہ بہن کیوں رو رہی ہو..... کیا معاملہ ہے..... کہاں سے آ رہی ہو اور کہاں جاؤ گی..... عورت نے کہا میرا شوہر مجھ پر ستم کرتا ہے.... اس لئے مَیں اپنے شوہر سے ناراض ہو کر اپنے میکے جا رہی ہوں.... اب اس مرد کے ساتھ نہیں رہوں گی..... دوسری شادی کر لوں گی۔

مرد نے کہا بہن! میری ایک بات سن لو.... پھر جانا اور دوسری شادی کر کے دوسرے مرد کے ساتھ رہنا۔

عورت نے کہا، سناؤ کیا سنانا چاہتے ہو۔

مرد نے کہا! یہ لوٹا دیکھ رہی ہو.... کتنا پُرانا اور بوسیدہ ہو چکا ہے.... مَیں اس میں آبِ دست کے لئے پانی لے کر جنگل میں جاتا ہوں.... میں بھی چاہتا تو اس لوٹے کو بدل دیتا.... لیکن نہیں

بدلتا ہوں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھلا ہے اسی لوٹے کو آبِ دست کے لئے استعمال کرتا ہوں....اب سوچتا ہوں کہ میرے چھپے اعضا کو اسی لوٹے نے دیکھا ہے یہی دیکھے....دوسرا لوٹا کیوں دیکھے....اسی لئے لوٹا نہیں بدلتا ہوں....اور تم مرد بدلنے کے لئے کیسے سوچ لیا؟۔

مرد کی یہ بات عورت کے دماغ کے بند باب کو کھول دیا...مرد کی بات سن کر اپنے سسرال کی جانب پلٹ گئی اور اپنے شوہر کے ساتھ رہنے لگی۔

یہ حیا اور عزت کی بات ہے....لیکن حیا جب مرجاتی ہے تو عزت کی پرواہ نہیں ہوتی ہے....پھر آدمی کچھ بھی کرلیتا ہے....حیا کو عورتوں کا زیور کہا گیا ہے یہ زیور دائمی ہوتی ہے....اس زیور سے عورت خوبصورت، حسین وجمیل لگتی اور باوقار ہوتی ہے۔

قرآن کریم نے عورت اور مرد کو ایک دوسرے کا لباس بتایا جو عمدہ مثال ہے....ایک دوسری آیت میں عورت (بیوی) کو مرد (شوہر) کی کھیتی بتایا....جو بہت ہی بامقصد چیز ہے....کھیتی نہ ہو تو اناج نہیں پیدا ہوسکتا....عورت نہ ہو تو بچے پیدا نہ ہوں....جس کا کھیت وہی شخص اس میں کھیتی کرے....دوسرے کے کھیت میں دوسرا کھیتی نہیں کرتا....اگر کرے گا تو غاصب کہلائے گا....اور کھیتی کرلے اور فصل پکنے سے پہلے فصل کو کاٹ دے تو بھی مجرم ٹھہرے گا....کھیت کے معاملہ میں سماج کا قانون سب تسلیم کرتے ہیں تو عورت (بیوی) جس کو کھیتی سے مثال دی گئی ہے....جس کی بیوی ہے وہی اس میں کھیتی کرے....دوسرا اس میں کھیتی نہیں کرسکتا اور اگر کرتا ہے تو مجرم ہے اور اس کی سخت سزا ہے....اس سزا کا ذکر پہلے ہو چکا ہے....کھیتی کرنے کے بعد فصل کو وقت سے پہلے برباد کردیتا ہے تو دوہرے ظلم یعنی قتل کا بھی مجرم ٹھہرے گا....اگر اس نے زبردستی (یعنی زنا بالجبر) کھیتی کی تو مرد ہی سزا بھگتے گا اور اس کھیتی کے لئے عورت بھی راضی تھی تو دونوں کو سزا دی جائے گی....کھیتی ہونے کے بعد فصل (بچہ پیدا ہونے سے) پکنے سے پہلے فصل کو برباد کردیا تو یہ قتل ہے....لیجئے قرآن پاک سے کھیتی کی مثال ملاحظہ کیجئے:۔

مرد وعورت کی دوسری مثال

نِسَاؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ ''(۱۲)

ترجمہ! تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو''۔

قرآن مجید نے یہاں پر شوہر کے لئے عورت کو کھیتی کی مثال دی ہے....یہ بہت اچھی مثال ہے....کیوں کہ پیداوار کھیت ہی سے حاصل ہوتی ہے....اگر کسی کے پاس کھیتی نہیں ہے تو اسے پیداوار بھی حاصل نہیں ہوتی ہے....اگر کوئی بے وقوف اپنا بیج کسی دوسرے کے کھیت میں ڈال دے تو کیا وہ فصل کاٹ سکتا ہے؟....جواب نفی میں ہے....کھیت کاٹنا تو دور کی بات ہے اس کی طرف بری نیت سے جھانکنا بھی گناہ ہے، اس تعلق سے آیت کی تفسیر تحریر کرتے ہوئے، مفسر قرآن علامہ احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:۔

''نساء سے مراد اپنی بیبیاں اور لونڈیاں ہیں، نساء کم فرما کر یہ بتایا گیا کہ خبردار دوسری غیر عورتوں پر نظر نہ اُٹھانا، تمہاری کھیتیاں صرف تمہاری اپنی بیبیاں اور لونڈیاں ہیں، اسی ایک لفظ میں ہی تقوئ کا سبق دے دیا گیا، زانی کے نطفے سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ زانی کا بچہ شرعاً نہ مانا جائے گا کہ نہ زانی کو اس پر پرورش ونکاح وغیرہ کا حق ہو نہ میراث کا استحقاق کیوں کہ یہ بچہ اُس کے کھیت کی پیداوار نہیں، اپنے کھیت کی پیداوار اپنی ہوتی ہے، نہ کہ دوسرے کھیت کی، حرث مصدر ہے بمعنی حراثت (کھیتی بونا) اور زرع میں یہ فرق ہے کہ حرث زمین تیار کرنے اور بیج ڈالنے کو کہتے ہیں، اور زرع بیج کی حفاظت اور اُگانے کو، اسی لیے قرآن کریم نے حرث کو بندوں کی طرف اور زرع کو رب کی طرف منسوب فرمایا کہ'' افرء یتم ما تحرثون ء انتم تزرعونہٗ ام نحن الزارعون '' چونکہ عورت کا ایک عضو یعنی فرج کھیت کی طرح ہے، لہذا خود عورت کو بطریق مبالغہ حرث کہہ دیا گیا، پس عورت گویا کھیت ہے اور نطفہ بیج اور اولاد پیداوار، نیز کسان کو اپنی زمین میں تخم ریزی کا حق ہوتا ہے نہ کہ دوسرے کی زمین میں، نیز بعض

زمینیں بہت زرخیز ہوتی ہیں بعض کم اور بعض بالکل بنجر، نیز کوئی زمین اچھے پھل اُگاتی ہے کوئی برے پھل، زمینِ کشمیر بہت خوشے پیدا کرتی ہے، زمین بنگال ناریل چھالی وغیرہ، اسی طرح ہر شخص کو اپنی بیوی سے تعلق رکھنے کا حق ہے نہ کی دوسرے کی زوجہ سے، اور بعض عورتیں زیادہ صاحب اولاد ہوتی ہیں بعض کم اور بانجھ، بعض عورتیں خبیث بچے جنتی ہیں، بعض طیب وصالح، ان وجوہ پر عورتوں کو کھیت فرمایا گیا، خیال رہے کہ مالک کھیت کو مِلک سے نکال سکتا ہے مگر کھیت خود نہیں نکل سکتا، اسی طرح مرد، عورت کو طلاق دے سکتا ہے عورت خود خاوند کے نکاح سے نہیں نکل سکتی، غرضکہ عورتوں کو کھیت کہنے میں بہت حکمتیں ہیں، کھیت کی ہمیشہ ہر طرح نگرانی کی جاتی ہے، اسی طرح عورت کی نگرانی خاوند کے ذمہ لازمی ہے، چونکہ حرث مصدر ہے اور مصدر میں واحد جمع برابر ہیں، اس لئے نساء کے لئے حرث واحد لایا گیا.......... یعنی اے مسلمانو ں تمہاری بیبیاں تمہاری کھیتیاں ہیں جس سے تم اولاد حاصل کرتے ہو" (۱۳)

مسلمان مرو خواتین قرآن کا مطالعہ کرتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے تو ہمارے معاشرے کی وہ حالت نہیں ہوتی جو آج ہو رہی ہے.....نہ جانے کتنی کھیتیوں پر غاصب لوگوں نے قبضہ کرلیا..... کتنی کھیتیاں برباد ہوگئیں.... کتنی کھیتیوں میں چور داخل ہوگئے مالک کو جب معلوم ہوا تو اس کھیتی کو چھوڑ دیا اب وہ کھیتیاں ویران پڑی ہوئیں اپنے کرتوت پر ماتم کناں ہیں.... یہ سب دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ قرآن کا نظام زندہ باد.... جس نے قرآن کے نظام پر عمل کیا کامیاب ہوگیا.... اس کا دامن خوشیوں سے پُر اور دل باغ باغ ہوگیا.... اسی زندہ باد نظام کو دیکھ کر، پڑھ کر آج یہود و نصاریٰ کی خواتین اسلام کی جانب مائل ہو رہی ہیں.... بڑے بڑے عہدوں پر رہ کر اسلام قبول کر رہی ہیں.... اے کاش ہم اسلام کے معاشرتی نظام پر قائم ہو جاتے تو آج دنیا کا نقشہ اور ہوتا۔

جنسی عیاشی کا نیا راستہ اور طریقہ

اسلام نے مرد و عورت کو ایک دوسرے کے قریب ہونے کے لئے نکاح کے علاوہ اور کسی طریقے کو ناجائز و حرام قرار دیا ہے، اور عقل کے میزان پر رکھ کر دیکھئے تو یہی طریقہ درست اور صحیح ہے، اس کے علاوہ جو طریقے ہیں ان میں رسوائی اور بدنامی ہے، لیکن ہمارے سماج و معاشرے سے بغاوت کر کے کچھ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں نے خوبصورت نام دے کر کچھ اور طریقے کو اپنا رہے ہیں اور اس طریقے کو عام کرنے کے لئے کورٹ تک پہنچ رہے ہیں، ان میں سے ایک طریقہ کا نام "لیو اِن ریلیشن شِپ" رکھا ہے، مشرقی تہذیب کے دلدادہ کیا جانتے تھے کہ یہ "لیو اِن ریلیشن شِپ" کی بدعت وبلا وبا کے گولے مشرقی تہذیب پر بھی گریں گے۔

اس وبا سے متاثر مرد و عورت کا نہ نکاح، نہ شادی۔ نہ بیاہ، نہ مرد عورت کو روٹی دے، نہ کپڑا، نہ مکان، نہ عورت روٹی، مکان، اور کپڑا طلب کرے، دونوں صرف نفس کی بھوک مٹانے کے لئے یکجا ہو جائیں، اسلام کے معاشرتی نظام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بلکہ اسلامی قوانین کے تحت دونوں سزا کے مستحق ہیں۔

"لیو اِن ریلیشن شِپ" کے تعلق سے ایک مقدمہ دہلی ہائی کورٹ میں درج کرایا گیا کہ اس رشتے کو عصمت دری کے دائرے سے باہر رکھا جائے، لیکن دہلی ہائی کورٹ نے ایسا کہنے اور کرنے سے انکار کر دیا، پھر ایسا ہی ایک مقدمہ "مدراس" ہائی کورٹ میں درج ہوا، وہاں کے کورٹ نے حمایت میں سر ہلاتے ہوئے کہا کہ "لیو اِن ریلیشن شِپ" میں رہنے والے عاشق جوڑے کو میاں بیوی کا درجہ دیا جانا چاہئے" لیکن مشرقی تہذیب کا عوامی کورٹ اس کی اجازت نہیں دیتا ہے، اور دینا بھی نہیں چاہئے کہ اس سے معاشرہ بالکل بگڑ جائے گا، بلکہ جو لوگ اس مرض میں گرفتار ہیں، ان کو دیکھئے، ان کے کردار کو دیکھئے، ان کی روش کو دیکھئے کہ وہاں سے کیسے کیسے فتنے اُٹھ رہے ہیں، لیو اِن ریلیشن شِپ کی کوکھ سے جرائم کے کتنے باب کھلے ہیں ایک نظر ان پر بھی ڈالئے، ریلیشن شِپ کی آڑ میں مرد اپنے کئی کئی دوستوں سے عورت کی عصمت دری کرواتا ہے،

اسی کی آڑ میں گینگ ریپ، بلیک میلنگ ہوتی ہے، قتل ہوتا ہے، خودکشی ہوتی ہے، اسقاطِ حمل ہوتا ہے، ان باتوں کے علاوہ اور بہت کچھ ہوتا ہے، اس تعلق سے ڈاکٹر قدسیہ نصیر کی رپورٹ ملاحظہ کیجئے:

”ہمارے سماج کا المیہ ہے کہ مردوں کے لئے دوسری شادی آسان تو ہے، لیکن خواتین کے لئے نہیں۔ 2011 کی مردم شماری میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ نا کام شادی، بیوہ اور طلاق شدہ خواتین کی تعداد مردوں کے مقابلے دوگنی ہے، ایسے میں مردوں کی تعداد ایک کروڑ 60 لاکھ ہے تو خواتین کی تعداد 3 کروڑ 20 لاکھ ہے، اپنی بیوی کی موت کے بعد ایک شوہر دوسری شادی کر لیتا ہے، سماج کی طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں، لیکن عورت کے لئے یہ مرحلہ بھی بڑا پریشان کن ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک اکیلی عورت مجبوراً لیوِان ریلیشن شِپ اختیار کرنے پر مجبور ہو سکتی ہے اور پھر جب اس کا جنسی استحصال ہوتا ہے تو بعض معاملات عدالتوں تک پہنچ جاتے ہیں، ایک محتاط انداز کے مطابق اس سال 62 سے زائد لیوِان ریلیشن شِپ میں جنسی درندگی کے معاملے عدالت میں لائے گئے، حالاں کہ یہ غور کرنے کی بات ہے کہ بعض جنسی معاملات کئی برسوں بعد عدالت میں لائے گئے ہیں، کیا یہ یقین کرنے والی بات ہے کہ برسوں سے لیوِان ریلیشن شِپ کے تحت اپنے دوست کے ساتھ زندگی گزارنے والی عورت محفوظ رہی ہوگی، نوکری پیشہ خواتین بھی تحفظ کی خاطر لیوِان ریلیشن شِپ اختیار کر لیتی ہے، لیکن کتنا ہی صاحبِ کردار مرد ہو وہ تنہائی میں بھٹک سکتا ہے، بعض اوقات گھریلو ظلم وستم سے مجبور ہو کر عورت اکیلے رہنے پر مجبور ہوتی ہے، عورت ایک قابلِ تکریم ہستی ہے، اسلامی معاشرے میں اس کو جہاں عزت ومنزلت حاصل ہے وہیں اس پر کچھ پابندیاں بھی عائد ہیں، یہ پابندیاں اس کی آبرو کی پاسدار بھی ہے اور اخلاقی حدود کی پہرے دار بھی، لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ لیوِان ریلیشن شِپ کے بڑھتے فیشن کو ختم کر

نے کی کوشش کی جائے، عورت کو عزت وتکریم کے ساتھ ایک صالح معاشرے کا حصہ سمجھا جائے، یہ ضرور ہے کہ کبھی کبھی مرد کی بیجا برتری عورت کی اَنا کو چوٹ پہنچاتی ہے اور پھر بغاوت اسے گمراہی کی راہ پر لے جاتی ہے“ (۱۴)

اس مرض میں بیشتر پڑھے لکھے مرد وخواتین ہی گرفتار ہیں، بدعت وحرام کاری کا یہ عمل آدمی کو اکتا دینے والا عمل ہے، آزادی کے نام پر بربادی ہے، ازدواجی زندگی بہترین زندگی ہے، مسلم ونسائی کی حدیث ہے، ہمارے آقا ومولیٰ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دنیا ایک پونجی ہے اور اس کی بہترین پونجی نیک عورت ہے، اس نیک پونجی کے متعلق سرکار ﷺ نے مزید فرمایا کہ ”تقویٰ کے بعد مومن کے لئے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے“ مسلمان شادی اور ازدواجی زندگی کو سمجھیں تو ان کے حق میں بہت مفید ہے، معلم کائنات ﷺ کے اس فرمان کو دیکھئے اور عمل کیجئے، سرکار رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ ”وہ آدمی جس کی شادی ہو چکی ہے اگر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کی نماز مجرد (غیر شادی شدہ) آدمی کی ستر رکعتوں نماز سے بالاتر ہے“ نا سمجھ اور اسلام کے نظام کو بغیر سمجھے اور بغیر جانے ہوئے بعض لوگ اول فول بولتے رہتے ہیں، لیجئے ”مسلم شریف“ کی اس حدیث کو پڑھ کر جانئے اور سمجھئے کہ اسلام نے بیوی کا کتنا خیال رکھا ہے، اللہ کے رسول حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”ایک دینار وہ ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جس کے ذریعہ تم نے غلام آزاد کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے مسکین کو صدقہ کے طور پر دیا، اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنی بیوی پر خرچ کیا، ان میں سب سے زیادہ ثواب اُس دینار پر ملے گا جو تم نے اپنی بیوی پر خرچ کیا“۔

ان اسباق سے بہت کم مسلمان آشنا ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان ان اسباق کے قریب ہوتے نہیں ہیں تو اسباق کو جانیں گے کیسے؟ مسلمان جن اسباق اور تہذیب کو دیکھتے، پرکھتے ہیں ان سے آشنا ہیں، وہ ہے یوروپ وامریکہ کی تہذیب کے اسباق، اور یوروپ وامریکہ کی اس وبا نے مشرقی تہذیب کو اپنے جال میں لے لیا ہے، اس کے نتیجے میں ہمارے معاشرے میں

عجیب وغریب کھیل کھیلے جاتے ہیں، اور عجیب عجیب رپورٹیں منظر آرہی ہیں، ایسا لگتا ہے کہ لڑکیاں اور عورتیں سڑک پر پڑا ہوا مال ہے کہ اس پر جس کا جی چاہتا ہے ہاتھ صاف کرتا اور لے کر بھاگ جاتا ہے، لیجئے! عقل کو پریشان کرنے والی ایک رپورٹ ملاحظہ کیجئے:

عجیب وغریب رپورٹ

اس دور میں عجیب وغریب واقعات جنم لیتے ہیں، جسے پڑھ کر اور سن کر حیرت ہوتی ہے اور لگتا ہے کہ ہمارا معاشرہ یوروپ وامریکہ کی تقلید میں پابند سلاسل ہوتا جارہا ہے، اور یہی حال رہا تو کچھ دنوں کے بعد عجیب وغریب پر کوئی حیرت نہیں ہوگی، کیوں کہ پہلے اُن ممالک میں حیرت کا اظہار کیا گیا لیکن اب حیرت کا اظہا نہیں ہوتا ہے، جیسے کہ بلاؤز (Blouse) کی ایجاد پر مردوں اور عورتوں نے حیرت کا اظہار کیا تھا کہ عورتیں ایسا لباس پہنے گی؟ اب بلاؤز پر حیرت کوئی بھی شخص نہیں کرتا ہے، بلکہ جمپر (Jumper) پر حیرت کا اظہار ہوتا ہے کہ اس دور میں ۵۰ رسالہ پُرانا لباس کیوں پہنتی ہو؟ قصہ المختصر یہ کہ لیجئے وہ رپورٹ پڑھئے:

ناگپور: ایک ماہ میں 22 لڑکیاں غائب ہونے کا انکشاف

شہر سے عموماً ہر سال قریب 2200 سے 2500 لڑکیاں غائب ہوجاتی ہیں

''ناگپور (ایجنسی) ناگپور سے ایک ماہ میں 22 لڑکیاں غائب ہوگئیں، ان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل پایا ہے، کچھ لوگ ہر روز تھانے میں جاکر اپنی بیٹی کے بارے میں معلومات لیتے ہیں، تو کچھ کو خدا پر بھروسہ ہے، پولس کے اعداد وشمار پر نظر ڈالیں تو ناگپور سے عموماً ہر سال قریب 2200 سے 2500 لڑکیاں غائب ہوجاتی ہیں، ان میں سے کچھ خاندانی اختلاف کی وجہ سے، تو کچھ عشقیہ شادی کے چکر میں اور کچھ تو عیش وآرام کی زندگی میں رہنے کے لئے گھر سے چلی جاتی ہیں، کچھ متاثرہ خاندانوں کا کہنا ہے کہ پولس نے آپریشن مسکراہٹ مہم چلائی تھی، اس مہم کے تحت پولس نے واقعی بہت سے

خاندانوں کی مسکراہٹ لوٹادی تھی، گزشتہ کچھ دنوں سے یہ مہم ٹھپ پڑگئی ہے، ذرائع سے ملی اطلاع کے مطابق ناگپور شہر سے 1 سے 31 جنوری 2016ء تک 22 لڑکیاں غائب ہوگئیں، ان میں سے کچھ ایسی ہیں جو اپنی سہیلی کے گھر گئیں تھی اور کچھ کالج جانے کے بعد گھر واپس ہی نہیں لوٹیں، پولیس بھی حیران ہے کہ آخر یہ لڑکیاں کہاں گئیں؟ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ تھانے میں کام کا اتنا بوجھ ہے کہ پولیس لاپتہ کیس کا پتہ لگانے کے لئے وقت نہیں نکال پارہی ہے، ناگپور شہر میں تھانوں کی تعداد 24 ہوگئی ہے، ہر تھانے میں اوسطاً ہر روز دو سے تین لوگوں کے لاپتہ ہونے کی شکایات پہنچتی ہیں، ان میں لڑکیوں کی تعداد زیادہ رہتی ہے، صرف مہاراشٹر سے ہر سال تقریباً 10000 (دس ہزار) لڑکیاں غائب ہورہی ہیں، ان میں کم عمر لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہے، ان لڑکیوں کو تلاش کرنے کا ثبوت انتہائی کم ہے........ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق 2011 سے 2015 کے درمیان تقریباً چار (4) لاکھ لوگ مہاراشٹر سے غائب ہوئے، ان میں لڑکیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے، واضح ہو کہ 2015 میں ناگپور شہر کی کرائم برانچ پولیس کے سیکورٹی دستے کو اپنوں سے بچھڑے لوگوں کی تلاش کرانہیں ان کے اپنوں سے ملانے پر اعزاز دیا گیا تھا، آپریشن مسکان مہم میں ناگپور کے سوشل سیکورٹی دستے کا نمبر اوّل تھا، اُس وقت اس شعبہ میں انسپکٹر باجی راؤ پوار تھے، موجودہ وقت میں اس شعبہ میں باجی راؤ کی جگہ دیپک کھوبراگڑے ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہیں، اجنی پولس اسٹیشن میں ایک لڑکی کے غائب ہونے کی شکایت ہے، دیپکا (تبدیل شدہ نام) گھر سے چلی گئی، لیکن اس کے واپس لوٹنے کی امید اس کے خاندان کو اب بھی ہے، ناگپور میں پنکی، دیپکا کی طرح ایسی کئی لڑکیاں ہیں، جو کسی نہ کسی کے بہکاوے میں آکر اپنا گھر، خاندان چھوڑ کر چلی جاتی ہیں، زندگی کی دھوپ چھاؤں، جھیل کر بہت سی لڑکیاں واپس آجاتی ہیں، اہلِ خانہ یہی سوچ کر خاموش ہوجاتے ہیں کہ بیٹی مل گئی، ناگپور

مجھے معصوم سی لڑکی پہ ترس آتا ہے
اِسے دیکھو تو محبت میں مگن کیسی ہے

ماڈل اور مفتی کا مباحثہ

عجیب دَور ہے، اور اِس عجیب دَور میں لوگ عجیب عجیب کام کرتے اور کرنے کی سوچتے ہیں، تہذیب وتمدن، رہن سہن، طور طریقے، کھانے پینے، آرائش ونمائش، اخلاق واخلاص، سوچنے سمجھنے کے اختلافات کو کوئی شخص آنِ واحد میں اتفاق کی ڈوری میں نہیں باندھ سکتا ہے، مخالفین اس کا صحیح یا غلط جواب رکھتے ہیں، لیکن اخبارات کے صفحات اور الیکٹرانک میڈیا کے اسکرین پر سب کو بلایا جاتا اور سب کو آنے کی دعوت دی جاتی ہے، یہاں تک تو کسی حد تک گوارا کرلیا جاتا ہے، لیکن ایک ایسی ماڈل جو جسم کے اُوپر صرف تین انچ کپڑا رکھتی ہے، اس کے اور ایک مفتی صاحب کے درمیان الیکٹرانک میڈیا پر مباحثہ کا پروگرام رکھا جاتا ہے، ایسا پروگرام گوبر کو حلوے میں ملانے کے مترادف ہے، اور مباحثہ بھی اسی بات پر ہُوتا ہے کہ یہ تین انچ کا کپڑا پہننا درست ہے یا نہیں؟ مفتی صاحب نے ماڈل کی گرفت کی، ماڈل نے مفتی کو گھیرے میں لیتے ہوئے جواب دیا کہ اتنا کم کپڑا پہننا جائز نہیں ہے، یہ جسم کی نمائش ہے تو آپ کو سزا ہونی چاہئے کہ ایسی حالت میں آپ مجھ کو دیکھ رہے ہیں، ایسی حالت میں مجھ کو دیکھنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا، اسی کو کہا گیا ہے کہ ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' لیکن اس سے کوئی پوچھتا کہ اسلام تم کو ایسی حالت میں دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا ہے، تو تم کو ایسی حالت میں رہنے کے لئے اسلام نے کیسے اجازت دے دی؟ کہ تم تین انچ کا کپڑا پہنے ہوئی ہو؟

محروم حیا، حُسن نمائی کے یہ منظر
گویا کہ نگاہوں کو بدن دیکھ رہے ہیں

اس مباحثہ میں ماڈل اس قدر بے قابو ہوکر بول رہی تھی کہ لگتا تھا یہی مفتی ہے اور سارے اسلامی قوانین سے واقف ہے، اس نوک جھونک میں ماڈل کی باتوں پر لڑکے اور لڑکیاں تالیاں

بجا رہے تھے، کیوں کہ وہ لڑکے اور لڑکیاں ماڈل کو پسند کرتے ہیں تو اپنی محبوبہ اور مطلوبہ کی ہر ادا اور ہر بات لڑکے اور لڑکیوں کو اچھی لگتی ہے، علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کو چاہئے کہ ایسے پروگرام میں کسی حال میں شرکت نہ کریں، کیوں کہ اس دور میں شیطانیت سر چڑھ کر بول رہی ہے، حالاں کہ ایسی شیطانیت سے یوروپ وامریکہ کے بیشتر لڑکے اور لڑکیاں اُکتا چکی ہیں، وہاں سے جان چھڑا کر مرد وخواتین اسلام کے دامن میں پناہ لے رہے ہیں، اسلام قبول کررہے ہیں، لڑکیاں پردے میں پناہ لے رہی ہیں، اسلامی قوانین پر عمل کررہی ہیں، اسلام کے قوانین سے مستفید ہورہی ہیں، حیا ایمان کا حصہ ہے۔

تحریکِ حیا

تحریک کے لئے ضروری نہیں ہے کہ دس بیس آدمیوں پر مشتمل قافلہ تیار کیا جائے، تحریک کا نام رکھا جائے، آفس کھولا جائے، اشتہار چھاپیں جائیں، چندے وصولے جائیں، لوگوں کو عمل کی دعوت دی جائے اور خود بے عمل رہا جائے، بلکہ بگڑے ہوئے ماحول ومعاشرے میں خود کے اندر تحریک پیدا کرکے خود کو سنوارا جائے تو بہت بہتر ہے، اس کے اثر سے دوسرے بھی متاثر ہوتے ہیں۔

تضاد خیالات اور تعصّبات کی ہَوا ہر دور میں چلی اور چل رہی ہے، اسلام اور مسلمان خواتین کے تعلق سے نہ جانے کتنے شوشے چھوڑے گئے، مسلمان خواتین کے ذہن میں بے جا باتیں ڈالی گئیں، حسن اور جسم کی نمائش کی جانب موڑا گیا، پردے میں رہنے سے عقل کم ہونے کی ہَوا چلائی گئی، لڑکیوں کو ہر طرح سے آزاد رہنے کی باتیں کہی گئیں، چڈی پہن کر دوڑنے میں صحت کی بھلائی سمجھائی گئی، شادی کے بعد ایک مرد پر قناعت کو دقیانوسی بتایا گیا، جن خواتین نے ان باتوں پر عمل کیا انہیں روحانی سکون کبھی بھی حاصل نہیں ہوا، اگر سکون حاصل ہوتا تو برطانیہ کے سابق وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی سالی ''لورین بوتھ'' اسلام کا کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ بنتیں، نہ اسلامی حجاب کو پسند کرتیں، ان سے پوچھا گیا کہ اسلام کی کس بات سے متاثر ہوکر آپ نے اسلام قبول کیا ہے؟

موصوفہ کا جواب تھا کہ خواتین کا حجاب مجھے بہت پسند آیا اور اس حجاب نے مجھے ایسا متاثر کیا کہ میں مسلمان ہوگئی۔

خواتین کا حجاب پہننا اور حجاب میں رہنا تحریکِ حیا ہے، ایسی خواتین کسی کو زبان سے نہیں کہتی ہیں کہ تم بھی حجاب پہنوں یا حجاب میں رہو، لیکن ان کا حجاب، ان کی تحریک ہوتی ہے جو لوگوں کو متاثر کرتی ہے، جیسا کہ ''لورین بوتھ'' کو متاثر کیا اور وہ خود بھی تحریک حیا بن گئیں، اس طریقے سے ہر مسلم خواتین تحریک حیا قائم کرسکتی ہیں۔

''یوون رڈلے'' کا رشتہ صحافت کی دنیا ہے، موصوفہ اکثر شکایت کرتی تھیں کہ اسلام نے عورتوں کو اِن کے جائز حقوق نہیں دیتا، پتہ نہیں جائز حقوق سے ان کی کیا مراد تھی لیکن جب انہوں نے قرآن وحدیث کا مطالعہ کیا تو وہ خود اسلام لے آئیں اور اب کہتی ہیں کہ اسلام نے پردے میں مجھے محفوظ کردیا ہے اور وہ حجاب کی پابند بن گئی ہیں۔

مسلمان مرد وخواتین کے حقوق کا اصل مرکز قرآن وحدیث ہے، جس سے بیشتر مسلمان مرد وخواتین بھولے ہوئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ دوسرے کے بہکانے میں آجاتے ہیں، مسلمان ہوں یا غیر مسلم جس نے بھی قرآن وحدیث کو نیک نیتی سے پڑھا قرآن وحدیث نے اپنا فیض لٹاتے ہوئے ان کو ہدایت کا راستہ دکھایا، حسن عارضی چیز ہے یہ عمر کے ساتھ ساتھ پہلے بڑھتی پھر گھٹنے لگتی ہے، لیکن تقویٰ، نیکی، پرہیزگاری اور نیک سیرتی کو دوام حاصل ہے، مرنے کے بعد بھی مرنے والوں کے ناموں کو زندہ رکھتی ہیں اس لئے حُسن کی نمائش بیکار اور فضول ہے آیئے اب اسلام کی آغوش میں پناہ لینے والے چند مرد وخواتین کے بیانات کو پڑھتے ہیں:

ملک ''زمبابوے'' کی راجدھانی ''ہرارے'' گرلز ہائی اسکول کے ٹیچر نے اسلام کی امتیازی صفات وخصوصیات کو اجاگر کرتے ہوئے کہا:

''مشرف بہ اسلام ہونے والے اُن کے والدین سے یہ ترغیب ملی کہ موجود دور میں بچوں کی بہترین پرورش اسلام کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے، انہیں اسلام کے سایہ میں ہی اعلیٰ معیار کی تربیت مل سکتی ہے''(۱۶)

ایسے خیالات کی تائید کرنی چاہئے، کیوں کہ اسلام نے اپنے معاشرتی نظام میں بچے کی پرورش اور تعلیم وتربیت پر بہت توجہ دی ہے، آج کے دور میں آنکھیں کھول کر دیکھئے جس میں اور جس قوم میں تعلیم ہے وہ قوم وقار کی زندگی بسر کررہی ہے، ایک دیہاتی نے کہا کہ یہ بیل بکری پالنے سے آدمی کبھی بھی مالدار نہیں ہوسکتا جب تک اس میں تعلیم نہیں آتی ہے وہ زبوں حالی کی زندگی سے نکل نہیں سکتا ہے۔

''میڈونا کی رہنے والی Dagnia Kirkoz ان لٹوین (لٹویا ایک ملک ہے) خواتین میں سے ہیں جن کی ایک بڑی تعداد مشرف بہ اسلام ہوچکی ہے۔ Dagnia Kirkoz جو فی الحال بیروت میں اپنے لبنانی شوہر کے ساتھ رہتی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اسلام میرے لئے اللہ کا تحفہ ہے، جو مجھے نفسیاتی سکون فراہم کرتا ہے۔

Dagnia Kirkoz نے نرسنگ میں ڈپلوما کے ساتھ لٹویا یونیورسٹی سے گریجویشن بھی کیا ہے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود وہ اسلام کے فروغ میں اہم حصہ لیتی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اسلام کی شائستگی اور اخلاقی بلندی دوسروں کو متاثر کرتی ہے، یونیورسٹیوں میں بھی اسلام کا یہی کردار جدید نئی نسل کو متاثر کرتا ہے، وہ کہتی ہیں کہ میرے شوہر میری وجہ سے نہیں بلکہ اسلام کی اسی بلندی کی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے''(۱۷)

اسلام کے بہترین قوانین اخلاق وشائستگی، تقویٰ وطہارت ودیگر چیزوں کو دیکھ کر دوسرے لوگ اسلام قبول کررہے ہیں اور اسلام وایمان کو اللہ تعالیٰ کا تحفہ بتارہے ہیں، اور مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والے، مسلمان کہلانے والے اسلامی قوانین اور اخلاقی شائستگی سے خالی رہیں تو یہ افسوس کی بات ہے، یہ بات میں ان لوگوں سے کہہ رہا ہوں جو اسلام کی صفات سے بالکل خالی ہیں، ورنہ ہمارے یہاں ایسی ایسی نیک مائیں ہیں کہ اپنے بچوں اور بچیوں کو کم عمری سے پنج وقتہ نمازوں اور تہجد کا پابند بنا رکھی ہیں، وہ بچے اور بچیاں میڈیکل اور انجینئرنگ کالج میں پڑھتی

ہیں ایسے بچے اور بچوں کو دیکھ کر اور ان کے بارے میں سن کر رشک پیدا ہوتا ہے اور رشک پیدا ہونا بھی چاہیئے، آیئے اب ایک نومسلمہ کی حالاتِ زندگی کو پڑھ کر اپنے ایمان کی حرات کی لَو کو تیز کریں۔

اَینے کلاؤس'' (Anne Kiaus) کی ایمانی حرارت

سماجی ومعاشرتی تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اسلام قبول کرنے والی نوجوان لڑکیوں میں اکثر لڑکیاں مسلمان لڑکوں سے پیار ومحبت اور عشق میں اسلام قبول کرتیں، ان سے شادی کرتیں پھر ان سے دل بھر جاتا تو وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر چلی جاتیں یا ان کی بہت ساری باتوں سے بددل ہو کر مسلمان لڑکے ان کو خود چھوڑ دیتے ہیں، یعنی عشق ومحبت والی پچاس فیصد شادیاں کامیاب نہیں ہوتی ہیں، بات بہت حد تک درست ہے، لیکن جو لڑکیاں اسلام کی کتابوں کو پڑھ کر، سمجھ کر، اسلامی قوانین کو جان کر اسلام قبول کرتی ہیں وہ اسلام کی راہ میں مضبوط ہوتی ہیں اور کسی حال میں اسلام سے منحرف نہیں ہوتی ہیں، اس بات کی سچی ترجمانوں میں ایک ترجمان ''اَینے کلاوُس'' (Anne Kiaus) بھی ہیں، جو ''سوئزلینڈ'' کی رہنے والی اور عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی اور شادی شدہ تھیں، میڈیکل ٹیکنیشین کے طور پر اسپتال میں خدمات انجام دیتی تھیں، انہوں نے اسلام کا بھرپور مطالعہ کرنے کے بعد 1980 میں اسلام قبول کر کے ''بی بی حاجن'' نام رکھا، انہوں نے کئی ممالک کے دورے کیں، ان میں وہ سب سے زیادہ مصری باپردہ مسلمان خواتین سے مل کر بے حد متاثر ہوئیں، بی بی حاجن نے اپنے ایک انٹرویوں میں بتایا کہ:

''اسلام قبول کرتے ہی معاشرے کے مابین فاصلے بڑھنے لگے، والدین کی راہیں جدا ہوگئیں، گوکہ قبولِ اسلام کے بعد بھی رشتہ ازدواج کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتی رہی کہ اپنے زندگی کے ہم سفر جو انتہائی شریف النفس انسان تھے ان کو بھی اپنے مذہب کا ساتھی بنالوں لیکن اس لحاظ سے میری بدنصیبی رہی کہ انہوں نے میرا ساتھ نہ دیا چنانچہ ہم نے صرف مذہب کی بنیاد پر علیحدگی اختیار کرلی، بس ایک بات باعث اطمینان رہی کہ

ہماری کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے ہمیں جدا ہوتے وقت کسی دشواری کا سامنا نہیں پڑا، بی بی حاجن کہتی ہیں کہ اگر ہماری اولاد ہوتی بھی تو مَیں اسلام کے نام پر اس قربانی سے پیچھے نہ ہٹتی۔

انہوں نے بتایا کہ اسلام قبول کرتے ہی ان پر عرصۂ حیات تنگ کردیا گیا، ان کے اِردگرد جو کچھ ہورہا تھا اُن کا مذہب اُس کی اجازت نہیں دیتا تھا، اسلام میں شراب، عیش پرستی، بے پردہ لباس، آزادانہ میل جول کی اجازت نہیں اور اُن کے اِردگرد ایسا ہی کچھ ہورہا تھا اس لئے وہاں رہنا مشکل ہوگیا اور شوہر سے طلاق کے بعد مزید مشکلات میں اضافہ ہوتا گیا۔

موصوفہ مزید کہتی ہیں:

ہمیں ایسا لگتا ہے کہ پہلے میں اندھیرے میں تھی اب روشنی میں آگئی ہوں، زندگی با مقصد ہوگئی ہے، دنیا اور اس کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے، پہلے کھانے پینے اور عیش کو زندگی سمجھتی تھی لیکن اب معلوم ہوگیا ہے کہ خدا کے بنائے قوانین کے مطابق زندگی گزارنا اصل زندگی ہے، بی بی حاجن کہتی ہیں کہ اسلام بہت آسان اور صاف ستھرا مذہب ہے، اس کے احکامات عام فہم ہیں ایک طرز زندگی اور ضابطہ اخلاق ہے جس کے سبب انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس پر اللہ نے کچھ ذمہ داریاں ڈالی ہیں جو ان پر بخوبی عمل کرے گا وہ سرخرو ہوگا۔

بی بی حاجن کے مطابق اسلامی ممالک کے لوگوں پر یورپی تہذیب وثقافت کا گہرا اثر ہے اسی طرح جنوب کی جانب واقع مسلمانوں کی ثقافت ہندو تہذیب سے متاثر ہے، خاص طور سے یہاں کی خواتین نہ تو تعلیم یافتہ ہیں نہ ہی اسلامی اقدار پر پختگی سے عمل پیرا ہیں ان کا کہنا ہے کہ وہ تقریباً بیس ممالک کے دورے کر چکی ہیں ان میں مسلم اقلیت والے علاقے بھی شامل ہیں، سعودی عرب دو مرتبہ گئی ہیں اور دونوں مرتبہ انہیں حج کی

سعادت حاصل ہوئی ہے، اس کے علاوہ انہوں نے ہندوستان، افغانستان، ایران اور چین کے مسلم علاقے بھی دیکھے۔

بی بی حاجن کا کہنا ہے کہ مسلمان خواتین کو دینی اور دنیاوی دونوں طرح کی تعلیم سے بہرہ مند ہونا چاہئے، کیوں کہ انہیں نسلوں کی تربیت کرنی ہوتی ہے، ہماری بہتری اسی میں ہے کہ اسلام کے زرین اصولوں پر کاربند ہو کر غیروں کی تقلید چھوڑیں، انہوں نے دنیا کے مختلف ممالک خصوصاً اسلامی ممالک میں دورہ کر کے اسلام سے متعلق معلومات حاصل کیں، ان کا ارادہ تھا کہ بعد ازیں وہ اپنے آبائی ملک سوئیزرلینڈ میں رہ کر وہاں کے مسلمانوں کو ان کا مذہبی حقوق اور سہولتیں دلوا سکیں کیوں کہ اس وقت سوئیزرلینڈ میں حلال گوشت دستیاب نہیں تھا، مسجدیں نہیں تھیں، وہ چاہتی تھیں کہ وہاں کے مسلمانوں کی حتی المقدور مدد کریں اور اپنے ملک میں موجود مسلمانوں کو مذہبی آزادی دلوا سکیں، بی بی حاجن نے لوگوں کو سمجھنے اور اپنی بات لوگوں کو سمجھانے کے لیے دنیا کی سات زبانوں پر عبور حاصل کیا، جن میں جرمن، فرینچ، انگریزی، ترکی، سوئس، اٹلیین زبان کے علاوہ فارسی بھی شامل ہے" (۱۸)

ایک مذہب چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کر کے، زندگی کے ہم سفر شوہر کو چھوڑ دینا بڑی جسارت کی بات ہے، وہ صرف اس لئے کہ اسلام کا یہی قانون ہے کہ مسلمان عورت کسی غیر مذہب مرد کے ساتھ شادی کر کے نہ رہے، اگر مرد بھی اسلام قبول کر لے تو پھر ساتھ رہنے میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے، اس بات سے اسلام کی ماننے والی وہ لڑکیاں اور عورتیں سبق حاصل کریں گی جو عشق و محبت کے نام پر غیر مذاہب کے لڑکوں اور مردوں کے ساتھ عیش کر کے اپنی عصمت گنواں دیتیں اور کچھ شادی رچا کر ان کے ساتھ رہتی ہیں، اسی طرح کی روش کچھ لڑکے اور مرد بھی اپنا لیتے ہیں۔

موصوفہ جس ماحول میں تھیں اور ان کے اِردگرد جو کچھ ہو رہا تھا ہمارا مذہب اس کی اجازت نہیں

دیتا ہے، اسلام میں شراب حرام ہے، عیش پرستی بہت بڑا جرم ہے اور یہ گھناؤنی حرکت ہے، اسلام میں ایسا لباس پہننا جس سے جسم کا بہت سارا حصہ کھلا رہے جائز نہیں، مردوں سے آزادانہ میل جول کی نہ اسلام اجازت دیتا ہے، نہ عقل اجازت دیتی ہے، بے عقل لوگوں نے اسی کا نام ترقی رکھا ہے، ایسے ماحول و معاشرے اور لوگوں سے دور رہنے میں بھلائی ہے اسی لئے بی بی حاجن اپنے شوہر سے طلاق لے کر الگ ہو گئیں۔

ایک نومسلمہ نے اسلام کے فرمان پر پوری طرح سے عمل کر کے دکھایا کہ اسلام جو کہتا ہے اس میں بھلائی ہے اسی پر چلا جائے، دوسری طرف مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والی ان لڑکیوں اور عورتوں کو دیکھئے جو اسلامی اصولوں پر چلنا گراں سمجھتی اور عیش پرستی کو ترجیح دیتی ہیں، لباس دیکھئے تو دیکھنے والوں کے شہوت بیدار ہو جاتے ہیں، ایسا لباس دیکھ کر نہ ان کی ماں کو شرم آتی ہے، نہ باپ کی غیرت بیدار ہوتی ہے، یہ اسلام کی تعلیم سے ناآشنائی اور عمل سے تغافل کا نتیجہ ہے، ایسی لڑکیاں اور عورتیں کھلے بازار میں نگاہِ ہوس سے سینکڑوں بار زخمی ہوتی ہیں، جس کا احساس ان لڑکیوں اور عورتوں کو بھی ہوتا ہے اس کے باوجود حجاب کو نہیں اپناتی ہیں تو یہ محرومیِ قسمت ہے۔

بیک وقت 1100 کا قبولِ اسلام

دنیا کو بغور دیکھئے تو ایک طرف اسلام کے خلاف بولنے والوں، لکھنے والوں، چیخنے چلانے والوں کی لائن لگی ہوئی ہے، اسی چیخنے، چلانے، بولنے اور لکھنے والوں کے درمیان لوگ کثرت سے اسلام کے دامن میں پناہ بھی لے رہے ہیں، اسلام نے ان تمام بیماریوں سے انسان کو دور رہنے کے لئے کہا ہے، جس سے انسان اور انسانیت کا نقصان ہوتا ہے، اسی میں جادو، ٹونا، توہم پرستی، بدشگونی، ضعیف الاعتقادی بھی ہے، ان سے انسان اور انسانیت کا نقصان ہوتا ہے، ان جادو، ٹونا اور ضعیف الاعتقادی میں گھرا افریقہ کے ملک کیمروں کا ایک گاؤں Babanki Tungo بھی تھا، یہاں 1100 نفوس پر مشتمل مکمل عیسائیوں کی آبادی تھی، ایک شخص کے یہا

ں جڑواں بچی کی پیدائش ہوئی، لوگ اس کو منحوس سمجھنے لگے، سعودی عرب میں ان بچیوں کا آپر
یشن ہوا، آپریشن کامیاب ہوا، سعودی حکومت نے آپریشن میں تعاون کیا، آپریشن کامیاب اور
حکومت کا تعاون دیکھ کر اس کے والدین ایمان لے آئے، اس کامیابی پر پھر پورے گاؤں کے
لوگ بیک وقت اسلام میں داخل ہوگئے، تفصیل کے لئے دیکھئے ''روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی، ۱۴ر
ستمبر ۲۰۱۵ء، صفحہ ۱۰

ہر دور میں ہر طرف اسلام کی مخالفت کی گئی اور مخالفت میں بڑے بڑے مشہور و معروف لوگوں
نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ایسے لوگوں کے حصہ لینے سے لگتا تھا کہ یہ لوگ اسلام کی جڑ کھود کر ہی دم
لیں گے لیکن قادر مطلق نے اپنی مشیت سے ان کے دلوں کو اسلام کی جانب موڑ دیا، ایسے لوگوں
میں ''آرنو وان ڈورن'' بھی تھا، تفصیل اس طرح سے ہے:

ہالینڈ کے اسلام مخالف فلم ڈسٹری بیوٹر کا قبول اسلام

''ایمسٹر ڈیم (ایجنسی) اسلام کے خلاف دستاویزی فلم فتنہ کا ڈسٹری بیوشن کرنے
والے ہالینڈ کے شہری آرنو نے اسلام قبول کرلیا، یہ قصہ ہے اس شخص کا جس نے اسلام
کے خلاف دستاویزی فلم ''فتنہ'' کا ڈسٹری بیوشن تھا، جو نیدرلینڈ کی اسلام مخالف جماعت
کے بینادی نظریات میں سے ایک ہے، اسی جماعت کے سربراہ کی تقسیم کردہ شیطانی فلم
نے دنیا بھر میں مسلمانوں کے جذبات بھڑکائے، اسی جماعت سے تعلق رکھنے والے
اور مسلمانوں کے خلاف سرگرم شخص کا مسلمان ہونا اپنی جگہ خود ایک معجزہ ہے، اسلام کی
سچائی نے اس آدمی کو یکسر بدل دیا، جسے دنیا ''آرنو وان ڈور'' کے نام سے جانتی ہے۔
آرنو کا کہنا ہے کہ انہوں نے اسلام کے متعلق کئی منفی باتیں سنی تھیں، محض تجسس کی
خاطر انہوں نے اپنے علاقے کی مسجد میں جانا شروع کردیا اور یہیں سے اسلام کے
متعلق ان کی دلچسپی بڑھتی گئی، حق کی تلاش کا سفر آرنو کے قبولِ اسلام کرنے پر ختم ہوا،
آج وہ یوروپین دعوہ فاؤنڈیشن کا صدر ہے، جس کا کام غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت

دینا ہے، اس کے علاوہ آرنو یوروپ میں کینیڈین دعوہ ایسوسی ایشن کے سفیر بھی ہیں،
ایک سال بعد ہی ان کے بیٹے پر بھی اسلام کی حقانیت واضح ہوگئی اور اس نے دبئی میں
کلمہ شہادت پڑھا، اسلام قبول کرنے کے بعد آرنو کے بیٹے کا نام اسکندر امین رکھا گیا،
اسکندر کا کہنا ہے کہ اس کے والد اسلام قبول کرنے کے بعد پُرسکون ہوگئے تھے، تب
اسے احساس ہوا کہ اس مذہب میں کچھ نہ کچھ ہے، پھر اس نے قرآن پاک کا مطالعہ
شروع کیا اور مذہبی اسکالرز کے لیکچر سننے شروع کیے، اسکندر کے کالج کا مسلمان دوست
یونس بھی اس کے لئے رول ماڈل بنا، اسکندر کا کہنا ہے کہ یونس کو دیکھ کر اسے اندازہ ہوا
کہ مسلمان حقیقت میں کیسے ہوتے ہیں، آرنو اور اس کے بیٹے کی مثال نہ صرف اسلام
کی حقانیت کا ثبوت ہے بلکہ یہ بات بھی سچ ثابت کرتی ہے کہ بیشک بندوں کے دل اللہ
کے ہاتھ میں ہیں، وہ جب چاہتا ہے انہیں بدل دیتا ہے'' (۱۹)

دنیا میں تمام بیماریوں کا علاج ہے.... یہ اور بات ہے کہ کچھ پیتھکوں میں کچھ بیماریوں کا علاج
نہیں ہے لیکن وہاں بھی تحقیق ہو رہی ہے.... مثال کے طور پر کینسر کا کامیاب علاج ایلو پیتھک
میں نہیں ہے لیکن تحقیق جاری ہے.... لیکن ہومیو پیتھک والوں نے ایک صدی پیشتر اس کی تحقیق
کر کے اس کی دوا ایجاد کر دی.... اسی طرح سے اسلام اپنی ابتدا سے تمام بیماریوں کا علاج بتا دیا
اور عملی طور پر سماج سے تمام برائیوں کو دور کر کے دکھا دیا.... اسلام وہی ہے.... علاج بھی وہی ہے
.... لیکن ادویات استعمال کرنے والے کم ہیں.... مسلمانوں کی اکثریت بھی اسلامی ادویات کو
استعمال کرنے سے دور بھاگتی ہے.... سارے مسلمان اگر اسلامی ادویات کو استعمال کریں تو ان
کا معاشرہ صحت مند ہو جائے گا.... اور دوسرے لوگوں پر بھی اس کا اچھا اثر پڑے گا.... عورت و مرد
کی سماجی و معاشرتی بیماریوں کے لئے اسلامی ادویاتی نسخے ملاحظہ کیجئے۔

مرد پر عورت کے، عورت پر مرد کے حقوق

''وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ص وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (۲۰)

ترجمہ! اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے''۔

اسلام سے پہلے عورتوں کو کوئی حق حاصل نہیں تھا بلکہ عورتوں کو جانوروں سے بدتر سمجھا جاتا اور غلاموں جیسا برتاؤ کیا جاتا تھا، تاریخ پڑھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں۔ اسلام سے پہلے عورتوں پر طرح طرح کے ظلم کئے جاتے تھے، مرد اپنا حق اپنی بیوی سے وصول کر لیتا تھا لیکن بیوی کا حق ادا نہیں کرتا تھا، اسلام نے بتایا کہ تم پر تمہاری بیبیوں کے حقوق ہیں، مرد پر عورت کے حقوق کچھ اس طرح کے ہیں۔

(۱) مرد اپنی بساط کے مطابق جیسا خود کھائے، اپنی بیوی کو بھی کھلائے، یہ ہے، اسلام کا معاشرتی نظام، اس سے بڑھ خوشخبری کسی نے نہیں سنایا ہے۔

(۲) مرد اپنی آمدنی کے لحاظ سے جیسا خود پہنے اپنی عورت کو پہنائے۔

حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے اچھا لباس پہنتا ہوں کہ جب میلے کپڑے میں وہ مجھے بری معلوم ہوتی ہے تو میں اُسے کب اچھا معلوم ہُوں گا، اور آپ نے یہی آیت پڑھی۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر تم قیامت میں مجھ سے قرب چاہتے ہو تو اپنی بیوی کو راضی رکھو'' (۲۱)

اسلام نے عورتوں کو اہم مقام و مرتبہ دیا اور مردوں کو حکم دیا کہ اپنی حیثیت کے مطابق اپنی بیوی کو کھلاؤ پلاؤ اور پہناؤ....اور صحابہ کرام نے اس پر عمل کر کے دکھایا.... آقا ﷺ نے مردوں سے کہا کہ'' اگر تم قیامت میں مجھ سے قرب چاہتے ہو تو اپنی بیوی کو راضی رکھو'' اسلام سے نابلد عورتوں کو پھر بھی گلہ ہے کہ اسلام نے ہمیں آزادی نہیں دی، ایسا کہنے والی عورتیں کیسی آزادی ڈھونڈ رہی ہیں؟ گھوڑے پر بیٹھ کر پارک میں گھومنے کی؟ غور کیجئے کیا اس طرح گھومنے سے عورتوں کو عزت و مرتبہ مل سکتا ہے؟ جواب نفی میں ہے۔

سر سے دوپٹہ اتار کر اور بال تراش کر سڑکوں پر گھومنے کی آزادی چاہتی ہیں تو یہ خیال ہی غلط ہے، عورتوں پر پنٹ اور ٹی شرٹ جچتا ہی نہیں ہے۔

(۳) مرد اپنی حیثیت کے مطابق اپنی بیوی کو آرام سے رکھے۔

اس معاملے میں بھی گاڑی پٹری سے اتری ہوئی ہے.... حیثیت ہوتے ہوئے بھی بیوی کو آرام سے گھر میں نہیں رہنے دیتے.... مرد کہتا ہے تم بھی نوکری تلاش کرو.... دونوں کمائیں تو زندگی زیادہ خوشحالی میں گذرے گی.... اور دنیا میں ہم تیس مار خان بن کر جئیں گے، دولت کی ہوس میں لوگ بہت ساری بیماریوں میں گھر گئے ہیں۔

(۴) مرد اپنی حیثیت کے مطابق اپنی بیوی کے رہنے کے لئے مکان کا انتظام کرے اور حق زوجیت ادا کرے۔

(۵) جب بیوی بیمار ہو تو میاں اپنی بیوی کا علاج کرائے۔

(۶) شوہر اپنی بیوی کی خوشنودی کے لئے اس کے میکے والوں اور اس کی سہیلیوں سے اچھا برتاؤ کرے، ہمارے آقا مولیٰ ﷺ نے اس پر عمل کر کے اپنی امّت کو دکھایا۔

(۱) عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کے یہاں یا کہیں نہ جائے۔

(۲) عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر ایسی کسی عورت و مرد کو گھر میں نہ آنے دے، جس سے شوہر ناراض ہو۔

(۳) عورت اپنے شوہر کے لئے کھانا تیار کرے، کپڑے صاف کرے اور شوہر کو راضی رکھے۔

(۴) گھر کو صاف ستھرا اور آراستہ رکھے، بیوی اپنے شوہر کی رضا کے لئے بناؤ سنگار کرے۔

مسلمان اگر اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کریں اور حقوق زوجین یعنی ایک دوسرے کے حقوق کو صحیح طریقے سے ادا کریں تو مسلمانوں کا گھر جنت کا نمونہ بن جائے، عدل و انصاف و مساوات کی راہ جو اسلام نے دکھایا اور عورتوں کے سروں پر جو عزت و وقار کا تاج رکھا اور قدر منزلت پر فائز کیا، عورتیں دوسروں کی تقلید کر کے اپنی عزت، اپنا وقار، اپنی منزلت، اپنی قدر خود کھو

رہی ہیں تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اسلام کے دستور کو نہ جان کر اسلام کو بدنام کرنا جہالت ہے، پہلے اسلام کے دستور کو سمجھئے، اسلام کے دستور کو جان جایئے گا تو آپ خود پکار اٹھئے گا، اسلام زندہ باد۔

مساوی حقوق کا مطلب؟

عورتوں کی جانب سے مساوی حقوق کے اتنے تقاضے ہوئے کہ حکومت کو بھی کہنا پڑا کہ جاؤ تم کو حقوق دے دیئے....عورتوں نے ہنس کر کہا ہم نے قبول کر لئے ....لیکن عملی طور پر جب میدان میں اُتریں تو ان کو احساس ہوا کہ مردوں کے مقابل مساوی حقوق مانگنا صحیح نہیں تھا....ہمارے لئے ہمارے اپنے ہی حقوق کافی اور اچھے تھے....مساوی کا مطلب و معنی ہے ’’برابری۔ یکساں‘‘ جو کام مردوں کو دیئے گئے ہیں وہ کام ہمیں بھی دئے جائیں....عورتوں کو ڈاکیہ کے محکمہ میں ملازمت دی گئی....خطوط کے تھیلے لے کر جب یہ عورتیں تین اور چار منزلہ مکان پر چڑھنے اور اترنے لگیں تو بول پڑیں یہ کام ہمارے بس کا نہیں ہے....ممبئی شہر میں میونسپل کارپوریشن کی بس میں کنڈکٹر مقرر کیا گیا تو یہ ہوا:

’’ان 16 خواتین نے ایک ماہ بعد ہی انتظامیہ سے درخواست کی کہ وہ سرکاری بسوں میں محفوظ نہیں ہیں اور ان کا بیسٹ کمپنی کے دیگر کسی محکمے میں تبادلہ کر دیا جائے، جس پر فوری طور پر عمل کیا گیا‘‘۔

عورتوں اور مردوں میں ہر طرح کا مساوات ہوتا تو عورتیں صنف نازک، نازک ادا، نازک انداز، نازک اندام نہ کہلاتیں....مذکورہ دونوں محکمے میں مرد مدت دراز سے کام کر رہے ہیں لیکن عورتیں نہ کر سکیں....اور اگر کہیں پر یا کسی شہر میں کر رہی ہیں تو انہیں کافی تکلیفیں ہوتی ہیں......
چونکہ پوری دنیا میں تغیر کا عمل جاری ہے....چاہے اسلامی ممالک ہوں یا غیر اسلامی....ہر جگہ لڑکیوں اور عورتوں کو میدان میں اُتارا جا رہا ہے....اسلامی قوانین پر عمل پیرا سعودی عرب نے بھی عورتوں کو کام کے سلسلے میں میدان میں اُتار دیا ہے....لیکن تفکر سے کام لیتے ہوئے ۲۰۱۶ء میں

خواتین کے حقوق کے تحفظ کے پیشِ نظر ۲۳ رشعبوں میں کام کرنا ممنوع قرار دیا ہے، جو عورتوں کے حق میں مفید ہے، آیئے ان کاموں کو دیکھتے ہیں اور ان پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

(۱) زیر زمین کام اور کان کنی۔
(۲) نکاسی آب اور پٹرولیم مصنوعات۔
(۳) تعمیراتی کام مثلاً کھدائی اور کنکریٹ ڈالنا۔
(۴) تعمیراتی، مرمتی اور رنگ روغن کے کام جن میں انتہائی بلندی پر کام کرنا پڑتا ہے اور پاڑ پر لٹکنا ہوتا ہے۔
(۵) معدنی لوازمات کو سودھنے کے لئے تیار کردہ بھٹیوں میں کام کرنا۔
(۶) وہ صنعتیں جن میں لوازمات کو منتقل کیا جاتا ہے مثلاً بجلی پیدا کرنا وغیرہ۔
(۷) آتش گیر مادے کی صنعت اور اس سے متعلقہ کام۔
(۸) آکسیجن اور بجلی سمیت ہر قسم کی ویلڈنگ کا کام۔
(۹) گاڑیوں، لوہے اور المونیم کے ورکشاپوں میں کام۔
(۱۰) جانوروں کی لید یا خون سے تیار کی گئی کھاد کے گوداموں میں کام۔
(۱۱) شیشے کو پگھلا کر اس کی مصنوعات تیار کرنے کا کام۔
(۱۲) بندرگاہ اور دیگر مقامات پر سامان کے لادنے اور اتارنے کا کام۔
(۱۳) ٹن اور ۱۰ رفیصد سے زیادہ سیسہ رکھنے والے دھاتی مرکبات کی صنعت۔
(۱۴) بجلی کی بیٹریوں کی تیاری یا مرمت کے کام۔
(۱۵) ربڑ کے لوازمات کی صنعتیں مثلاً گاڑی کے ٹائر وغیرہ۔
(۱۶) چمڑے کی صنعت۔
(۱۷) جانوروں کی ہڈیوں سے کوئلہ تیار کرنے کی صنعت (ماسوا جلانے سے قبل ہڈیوں کی چھانٹی کرنا)

(۱۸) ہارے کے ذریعہ آئینوں کی قلعی۔

(۱۹) ڈوکولوازمے سے رنگ وروغن۔

(۲۰) سیسے پر مشتمل راکھ کی ٹریٹمنٹ اور تیاری اور سیسے سے چاندی الگ کرنا۔

(۲۱) لیڈ مونوآکسائڈ یا یلو لیڈ آکسائڈ کی تیاری۔

(۲۲) ان ورکشاپوں کی صفائی جہاں کام جاری ہو۔

(۲۳) مشینوں کے دوران حرکت صفائی۔

یہ شعبے ہیں جہاں عورتوں کا کام کرنا قانوناً منع ہے، اگر مرد و عورت میں ذہنی، طاقتی، فکری، ہمتی اور ہوشیاری کی مساوات ہوتی تو عورتوں اور لڑکیوں کو ان شعبے میں کام کرنے کے لیے منع نہیں کیا جاتا، ہمارے ملک میں ایسا نہیں ہے، ہمارے یہاں تعمیرات کی کھدائی، کنکریٹ اور سیمنٹ ڈالنے، مسالے بنانے، اٹھانے منزلوں پر چڑھانے کا کام عورتیں بڑھ چڑھ کر کرتی ہیں، اپنے جسم وصحت کی پرواہ نہیں کرتی ہیں، لیکن اثرات ہوتے ہیں، بہرحال عورتوں کا میدان میں آنا ان کے لئے ہی خطرہ ہے، صحافی جاید جمال الدین رقم کرتے ہیں:

"ہندوستان میں گذشتہ ربع صدی سے خواتین کو مساوی حقوق دینے کے لئے مختلف اقدامات کئے جا رہے ہیں، لوکل باڈیز میں 33 فیصد ریزرویشن دیا جا چکا ہے اور ریاستی اسمبلیوں اور لوک سبھا میں انہیں 33 فیصد ریزرویشن دینے کے بارے میں بل منظور کرانے کی کوشش جاری ہے...مگر دوسری طرف ہندوستانی عورتوں کے ساتھ بدسلوکی اور ایذارسانی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے...اس کے کئی اسباب ہیں، لیکن اظہار رائے اور لباس پہننے کی آزادی انہیں مل گئی..... جس نے خطرناک رخ اختیار کر لیا اور فحاشی اور عریانیت کو چھوٹ ملی ہے، نوجوانوں کے بہکنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے"

لیجئے آزادانہ اظہار رائے اور لباس کی آزادی ملنے سے عورتوں کی نسائیت پر خطرہ منڈلانے لگا ہے، صرف خطرہ ہی نہیں بلکہ عصمت لٹنے لگی ہے.... پھر بھی عورتوں کو سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ہمار

ے لئے گھر بہتر ہے....عورتیں گھر کی زینت ہیں جب بازار کی زینت بن گئیں تو زینت پر نوجوان فدا ہونے لگے....اس فدائیت میں نوجوان وہ کرنے لگے جوان کے لئے جائز نہیں ہے.... آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟....اس لئے ہوتا ہے کہ جب دو چیزیں ایک جگہ پر اکٹھا ہوتی ہیں تو ایک دوسرے میں مدغم ہوتیں.... منسلک اور پیوست ہوتی ہیں.... بے جان چیزوں میں بھی ایسی خوبیاں ہیں تو انسان تو جاندار ہے....اس میں نفس ہے ایک دوسری کی چاہت ہے....نفس کی بھوک ہے سامنے اس کی خوراک ہے....عورت و مرد اور لڑکے و لڑکیوں کے ادغام پر اب کوئی اس کو فرشتے کی صفت میں دیکھنا چاہتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ فلاں لڑکے کے ساتھ ہماری لڑکی اور لڑکے والے یہ سوچتے ہیں کہ فلاں لڑکی کے ساتھ ہمارا لڑکا پارسا ہی رہے گا تو یہ خیال ہی غلط ہے....

جاوید جمال الدین مزید لکھتے ہیں:

پھر ایسا کوئی قانون بھی نہیں، جو اُن نوجوانوں کو سخت سزا دے، پولس کی کاروائی کے بعد عدلیہ سے انہیں مختلف وجوہات پر ضمانت حاصل ہو جاتی ہے۔

یہاں پر ہم مظفر نگر کی ایک خبر کا حوالہ دینا چاہتے ہیں، مغربی اتر پردیش میں ایک ہی گوتر میں شادی کے لئے حساس مانے جانے والے مظفر نگر ضلع میں ایک پنچایت نے کنواری لڑکیوں کے موبائل فون کے استعمال پر پابندی لگادی ہے۔

مظفر نگر کے لانگ گاؤں میں ہونے والی تمام ذاتوں اور برادریوں کی پنچایت نے ایک میٹنگ کی، جس میں نوجوانوں کی جانب سے موبائل کے استعمال سے خراب اثرات پر تبادلۂ خیال کیا گیا، جس کے بعد یہ حکم صادر کیا گیا ہے، پنچایت میں گاؤں کی موگھا، بھتر وال، سدھان، سالان اور لاندھڑ اپٹی کے اہم افراد موجود تھے، پنچایت کا خیال ہے کہ اس اقدام سے لڑکیوں کو ان کے عاشقوں کے ساتھ رابطہ قائم کرنے سے روکنے میں مدد ملے گی"

کنواری لڑکیوں کے موبائل فون کے استعمال پر پابندی لگادی گئی....اب کہاں گئیں مساوی

حقوق کی طلب گار خواتین؟....صرف لڑکیوں کے موبائل فون کے استعمال پر پابندی اور لڑکوں پر پابندی کیوں نہیں؟....سوچئے اور بتایئے....غور کیجئے....تخیل کو بروئے کار لایئے....لڑکیاں لڑکوں کے ساتھ ملتے ملاتے پکڑا جاتی ہیں تو لڑکے آزاد گھومتے رہتے ہیں اور لڑکیوں کو ان کے والدین گھر میں بند کردیتے ہیں....سماج ومعاشرے کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ ان کو گھر میں بند رکھو، قید کر کے رکھو....وجہ صرف یہ ہے کہ جس کا جو مقام ہے، ٹھکانہ ہے، اس مقام اور ٹھکانے پر پہنچادیا جاتا ہے....اب تو اسلام کا معاشرتی نظام سمجھ میں آجانا چاہئے کہ اسلام نے اپنے نظام میں سب کی بھلائی رکھی ہے....کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کی ہے، جاوید جمال الدین مزید تحریر کرتے ہیں:

''پنچایت کے ترجمان راجندر ملک نے کہا کہ ''پنچایت غیر شادی شدہ لڑکیوں کی جانب سے موبائل فون کے استعمال پر پابندی لگادی ہے....تاکہ ان کے والدین کی خواہشات کے خلاف ان لڑکیوں کو اپنے دوستوں اور عاشقوں سے روکا جاسکے، پنچایت میں دلیل دی گئی کہ موبائل فون کرنے سے لڑکیاں غلط راستے پر جاسکتی ہیں....کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ اس طرح کے معاملے مختلف مقامات پر سامنے آچکے ہیں...ملک کے بڑے شہروں کا بھی یہی حال ہے، راستوں پر پیدل چلتے ہوئے بس اور ٹرین کے سفر کے دوران ایسے ہی مناظر دکھائی دیتے ہیں....کنواری لڑکیاں جس انداز میں موبائل پر گفتگو کرتی ہیں، اس گفتگو کے دوران اُن کی جو باڈی لینگویج ہوتی ہے اس میں شرم و حیا کا کوئی عنصر نہیں ہوتا ہے، یہی حال نوجوان لڑکوں کا بھی ہے، اس پر قابو کرنے کی معاشرہ کو خاصی ضرورت ہے''(۲۲)

ان رپوٹوں کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ گنہگار دونوں طبقہ ہے، اور یہ بھی مثل مشہور ہے کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے، دونوں ہاتھوں سے بجتی ہوئی تالی کو ختم کرنے کا واحد ذریعہ اسلام کا معاشرتی نظام ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کو حد بلوغ سے ہی دونوں کو اپنے اپنے مقام پر

رکھیں، بلوغت کے بعد جلدی شادی کردیں، ہم مسلمان ہیں لیکن ہم نے اسلام کے بنائے ہوئے قانون کو بالائے طاق رکھ کر دوسری قوموں کے نظریے سے مرعوب ہیں۔

ایک دوسرے پر سے اعتبار ختم ہوتا جارہا ہے

ازدواجی زندگی میں کچھ لوگوں کے یہاں ایک دوسرے پر اعتبار کا فقدان تو ہر دَور میں رہا ہے، اس اعتبار کے فقدان کو بھی ترقی کی ہوا لگی تو کچھ لوگوں کے یہاں اعتبار فقدان سے نکل کر آگے بڑھا اور اِس دَور میں کچھ لوگوں کے یہاں اعتبار مقفّل ہوگیا ہے، اس کی ہم وجہ تلاش کریں تو بچیسوں وجہیں سامنے آتی ہیں، ان میں سے بیشتر کو لوگ اپنی آنکھوں سے ملاحظہ بھی کرتے رہتے ہیں، ان میں سے زیادہ تر معاملات عورتوں کی آزادی کی وجہ سے ظہور میں آتی ہیں، حقانی القاسمی نے کرناٹک کے ضلع منگلور کی رہنے والی تعلیم یافتہ خاتون سلمیٰ صنم سے انٹرویو لیا، وہ انٹرویو روزنامہ سہارا، ممبئی ''امنگ'' کے صفحہ پر شائع ہوا، ان میں سے صرف چار سوالات اور اس کے جوابات نقل کررہا ہوں جس سے قارئین کو سمجھ میں آجائے گا کہ اعتبار کا فقدان یا اس پر قفل کیوں لگ گیا ہے:

سوال۔آزادی نسواں کے سوال پر خواتین دو خانوں میں منقسم کیوں ہیں؟

سلمیٰ صنم۔فیمنزم نے واقعی عورتوں کو گمراہ کیا ہے، کچھ ناسمجھ عورتوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ واقعی وہ آزاد ہوگئی ہیں وہ چاہے کچھ بھی کرسکتی ہیں، مردوں کو نیچا دکھاسکتی ہیں، سماج کے بنائے ہوئے قانون اپنے پاؤں تلے روند سکتی ہیں مگر خواتین کا وہ طبقہ جو تعلیم یافتہ، حساس اور باشعور ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ آزادیٔ نسواں کی تحریک نے حقیقتاً عورتوں کو کیا دیا ہے، اس نے عورتوں کے وقار اور عصمت کو کس قدر مجروح کیا ہے اس لیے وہ اس تحریک کو لے کر دو خانوں میں منقسم ہیں''۔

اسی آزاد طبقہ کے یہاں اعتبار یا تو فقدان کے گڑھے میں گرا ہوا ہے یا اس کو ترقی کی آگ نے جلادی ہے، آزاد خیال عورت جب کچھ بھی کرسکتی ہے تو اس پر اعتبار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ جب وہ

کچھ بھی کرسکتی ہے تو اس کا وقار اور اس کی عصمت بھی مجروح ہوگی، بلکہ وہ تو ایسا کرنے کی خود ہی دعوت دیتی ہے، بہت ساری آزاد خیال عورت ازدواجی زندگی سے منسلک ہو کر بھی اپنی صورت دوسرے مردوں کو دکھا کر اپنا جسم اس کے سپرد کر دیتی ہے تو ایسے میں اعتبار کے گلے پر چھری چلتی ہے اور اعتبار ذبح ہو جاتا ہے۔

چین سے جینے کی صورت تو یہی ہے مہدیؔ
دل سے فرسودہ خیالوں کو نکالا جائے

سوال۔کیا وومین امپاورمنٹ کی آڑ میں مردوں کو مفلوج بنایا جارہا ہے؟

سلمیٰ صنم۔مفلوج نہیں، سہل پسند بنایا جارہا ہے، ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اگر جنت ملے تو مردوں کو پریشانی کیوں؟ اب بے چاری عورت کب یہ سمجھے گی کہ اس کو باہر کی دنیا پر حکومت کا خواب دکھا کر مردوں نے دراصل اس سے اس کی جنت (گھر) چھین لی ہے“۔

اس موضوع پر راقم کی کتاب ”کتابوں کی کہانی کتاب کی زبانی“ دیکھی جاسکتی ہے، کمانے والی عورت سے مردوں کو فائدہ ہے اور مرد خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں، موصوفہ نے ٹھیک کہا ہے کہ اس سے مرد سہل پسند بنتا جارہا ہے، عورت کی کمائی پر گزارہ کرنے والوں میں بہت سے تو سہل پسند بن گئے، بہت سے اپنی سعی کو چھوڑ دیئے، بہت سے ہاتھ پاؤں مارنا چھوڑ کر دن بھر گھومتے اور کہتے ہیں ہم سیاست کے ذریعے قوم کی خدمت کرتے ہیں، ایسوں سے پوچھا جائے کہ آپ کی خدمت کون کر رہی ہے؟

شام مجرم پہ کبھی ہوتی تھی بھاری لیکن
اب سحر ہاتھ میں تلوار لیے پھرتی ہے

سوال۔عورت خود ہی Commercial Proposition بننے کے لئے بیتاب ہو تو پھر مرد معاشرہ پر الزام کیوں؟

سلمیٰ صنم۔مرد کی عیاری کے قربان جایئے وہ بے چاری عورت کو کس کس خوش فہمی میں

مبتلا نہیں کرتا ورنہ کون عورت بازار میں آنا پسند کرے گی، آزادی، آرٹ، فیشن، کلچر کے اتنے حسین خواب وہ عورت کو دیتا ہے کہ بے چاری سمجھنے لگتی ہے کہ خدا نے اس کو جسم دیا ہے تو صرف نمائش کے لئے، اس کی کھوپڑی میں یہ بات کم ہی آتی ہے کہ یہ سب ایک فریب کے سوا کچھ نہیں“۔

عورت پڑھی لکھی اور تعلیم یافتہ ہو کر مردوں کی خوش فہمی میں کیسے مبتلا ہوگئی؟ وہ بے چاری فریب میں آکر یہ سمجھنے لگتی ہے کہ اس کا جسم صرف نمائش کے لئے ہے تو یہ اس کی بہت بڑی غلطی ہے، آزادی، آرٹ، فیشن، کلچر کے ساتھ اگر وہ اسلامی تعلیمات کی دو چار بوند خود کے اندر ٹپکاتی تو وہ ایسا نہیں کرتی، اس کی کھوپڑی میں سب کچھ ہے لیکن اسلام کے معاشرتی نظام کا روغن نہیں ہے، اس لیے اس کی کھوپڑی فریب کو سمجھ نہیں پارہی ہے۔

سوال۔مرد عورت پر اعتبار کرے تو کیسے کہ اس کے سامنے راجہ بھرتری ہری کی رانی پنگلہ کی مثال موجود ہے؟

سلمیٰ صنم۔سیتا ساوتری کی مثال بھی تو ہے، ہر دور میں مرد نے عورت کا امتحان لیا ہے، بار بار لگاتار۔ پھر بھی اس کو عورت پر اعتبار نہیں، تعجب ہے، عورت آخر اور کتنے امتحان دے گی، اپنی وفا ثابت کس طرح ثابت کرے گی، اب تو یہ ہونا چاہئے کہ عورت مرد پر اعتبار کرنا چھوڑ دے“۔

رانی پنگلہ، سیتا اور ساوتری کی مثال کی گاڑی پر پوری دنیا کی عورتوں کو سوار نہیں کر سکتے ہیں، کیوں کہ اس دور میں وفا اُس حالت میں نہیں ہے جس حالت میں پہلے تھی، اب تو وفا بیمار ہو چکی ہے۔

ہو گیا لفظِ وفا بند کتابوں میں رضا
سرد مہری کے ہر اک سمت ہیں دفتر کتنے

سوال کا آخری پیراگراف میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے، موصوفہ کہتی ہیں کہ ”اب تو یہ ہونا چاہئے

کہ عورت مرد پر اعتبار کرنا چھوڑ دے"۔

یہاں مرد سے مراد کونسا مرد ہے؟ اپنا مرد یا دوسرا مرد؟ دوسرے مرد پر عورت کو تو کبھی اعتبار نہیں کرنا چاہئے، اسلام نے عورتوں کو یہی سبق دیا ہے، لیکن اِس دور میں کچھ اُڑتی تتلیوں نے اپنے مرد پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا اور دوسرے مردوں پر اعتبار کرتی ہیں، اس کا خاتمہ کس طرح سے ہوگا اس پر غور کرنا ہے۔

بدلا ہوا انداز چمن دیکھ رہے ہیں
کلیوں کی نزاکت میں چبھن دیکھ رہے ہیں

زنا سے بچنے کی تنبیہ

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَاءَ سَبِيْلًا ☆ (۲۳)

ترجمہ! اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ"۔

اسلام نے زنا سے عورتوں اور مردوں کو کیوں روکا ہے، اسے عقلی طور پر بھی سمجھا جا سکتا ہے، جنسی خواہش بھوک کی مانند ہے، پیٹ کی بھوک مٹانا ضروری ہے لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ کھانا حلال ہو، ایسا نہیں ہے کہ پیٹ کی بھوک کے لئے راہ چلتے ہوئے کسی کا مال لوٹ کر پیٹ بھر لیں، یہ طریقہ نہ حکومت کی نظر میں درست ہے، نہ سماج کی نگاہ میں صحیح ہے، لوٹ سے پیٹ بھرنے والوں کو حکومت کے سپاہی گرفتار کرتے اور سماج کے لوگ ایسوں کو پکڑتے تو پٹائی کرتے ہیں، جب پیٹ کی بھوک مٹانے کے لئے لوٹنا جائز نہیں ہے تو نفس کی بھوک مٹانے کے لئے غیر کی بہوؤں، بیٹیوں اور بیبیوں کو استعمال کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے، اس لئے اسلام سختی کے ساتھ زنا سے روکا ہے، نفس کی بھوک مٹانے کے لئے اسلام نے جائز راستہ بتایا ہے، جائز راستہ میں امن عافیت ہے۔

یوروپ وامریکہ کے بدمزاج لوگ کہتے ہیں کہ عورت Sex Object (نفسانی خواہش پورا کرنے کی آلہ) ہے، ایسے لوگوں کو اسلام کی ہوا نہیں لگی، ایسے خیالات کو اسلام وشریعت و

سنت کے پابند پسند نہیں کرتے ہیں، یہاں تک کہ یوروپ وامریکہ کی پڑھی لکھی، سنجیدہ مزاج اور عصمت کی حفاظت کرنے والی خواتین بھی پسند نہیں کرتی ہیں، ایسے فکر وخیالات وفعل کو دیکھ کر بہت ساری خواتین نے اسلام کے دامن میں پناہ لے لیا اور لے رہی ہیں۔

اسلام تو اسبابِ زنا سے بھی بچنے کی تاکید کرتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ احمد یار خاں نعیمی نے بڑی اچھی بات لکھی ہے:۔

"یعنی زنا کے اسباب سے بھی بچو، لہذا بدنظری، غیر عورت سے خلوت، عورت کی بے پردگی سب ہی حرام ہیں، بخار روکنے کے لئے نزلہ روکو، طاعون سے بچنے کے لئے چوہوں کو ہلاک کرو، پردہ کی فرضیت، گانے بجانے کی حرمت، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم یہ سب زنا سے روکنے کے لئے ہے،.....زنا قتل سے بدتر جرم ہے، کیوں کہ قتل کی سزا قتل ہے، مگر زنا کی سزا سنگسار ہے، کیوں کہ زنا گناہ بھی ہے اور بے حیائی بھی اور نسل انسانی کا خراب کرنا بھی" (۲۴)

زنا کے اسباب پر غور کیجئے کہ زنا کے اسباب کیا کیا ہیں، مختصر تو مفسر موصوف نے بتا دیا کہ بدنظری، زنا کا یہ پہلا سبب ہے، اسی بدنظری کے تیر سے دو دلوں میں خواہشوں کی چنگاری بھڑکتی ہے، غیر عورت سے تنہائی میں باتیں کرنا، ہنسی، مذاق کرنا، بے پردہ ہو کر غیر مردوں کے سامنے جانا، تنگ و چست لباس پہن کر، زینت کر کے سڑکوں اور بازاروں میں گھومنا، سر اور سینے سے دوپٹے کو دور کر دینا، مرد وزن، لڑکے اور لڑکیوں کا اختلاط یہ زنا کے اسباب ہیں، دورِ حاضر میں یہ ساری بیماریاں عام ہیں، اس لئے زنا کی بھی کثرت ہے، ہندوستان میں زنا کی جتنی وارداتیں ہوتی ہیں اس کا ۵ تا ۱۰ ار فیصد اعداد وشمار ہی حکومت کے ریکارڈ میں درج ہو پاتا ہے، اس کے باوجود حکومت کے ذریعہ جو اعداد وشمار منظر عام پر آتے ہیں، حیران کن ہوتے ہیں، ۱۹۹۰ء میں صرف مدھیہ پردیش میں زنا کے ۲۳۰۲ واقعات ہوئے، تفصیل اس طرح سے ہے:۔

"نئی دہلی (۹ر دسمبر ۱۹۹۱ء) وزیر مملکت برائے داخلہ ایم ایم جیکب نے آج لوک سبھا

میں بتایا کہ گذشتہ سال ۱۹۹۰ء میں جہیز کے سلسلہ میں یوپی میں سب سے زیادہ یعنی ۱۵۱۶/اموات ہوئی ہیں، اس کے بعد مہاراشٹر میں ۸۵۸/اور مدھیہ پردیش میں اس قسم کے ۳۹۷/وارادات ہوئی ہیں، اس عرصہ میں عصمت دری کے سب سے زیادہ یعنی ۲۳۰۲ واقعات مدھیہ پردیش میں ہوئے ہیں جہاں اذیت کے اور چھیڑ چھاڑ کے بھی سب سے زیادہ یعنی ۶۳۰۰/واقعات ہوئے ہیں، مرکزی علاقوں میں سے دہلی میں عور توں کے خلاف سب سے زیادہ واقعات ہوئے ہیں جہاں گذشتہ سال ۱۹۹۰ء میں جہیز کے سلسلہ میں ۱۰۲/اموات، عصمت دری کے ۱۵۰/واقعات، اذیت رسانی کے ۱۷۶/ اور اغوا کے ۶۶۳/واقعات ہوئے ہیں'' (۲۵)

۱۹۹۱ء کی تفصیل یہ ہے:۔

''نئی دہلی (۱۴/جنوری ۱۹۹۲ء) حکومت کی جانب سے خواتین کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے کی جانے والی متعدد کوششوں کے باوجود خواتین کے خلاف جرائم میں کافی اضافہ ہوا ہے۔

۱۹۹۱ء کے دوران ملک بھر میں جہیز کی چتا پر چڑھائی جانے والی عورتوں کی تعداد ۲۴۴۸/ہے جبکہ ۵۹۱۶/خواتین عصمت دری کا شکار ہوئی ہیں، عورتوں سے چھیڑ خوانی کے ۱۲۹۰۲/اور اغوا کے ۱۱۳۷/معاملات درج کئے گئے ہیں۔

یہ اعداد و شمار تو سرکاری طور پر دستیاب ہیں، خواتین کے خلاف جرائم کی حقیقی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوگی، کیوں کہ اس طرح بہتیرے معاملات سماجی وجوہات کی بنا پر پوشیدہ رکھے جاتے ہیں، کم خواندہ علاقوں میں نسبتاً خواتین کے خلاف زیادہ جرائم ہو تے ہیں اتر پردیش میں ۱۹۹۱ء کے دوران ۲۰۷۴/خواتین جہیز اور عصمت دری کی شکار ہوئیں (۲۶)

غور کیجئے کہ عصمت دری، اغوا اور جہیز کی کمی کی خاطر اتنے سارے واقعات کیوں ہوتے ہیں

؟اسلام نے عصمت دری سے بچنے کے لئے جوان لڑکیوں اور عورتوں کو اپنی زینت چھپانے، سینے پر دوپٹہ رکھنے، غیر محرموں سے بچنے، عورتوں کو مردوں کے اختلاط سے بچنے اور پردہ کرنے کا حکم دیا، نہ یہ صنف نازک بے پردہ ہوتیں نہ عصمت دری کے اتنے سارے واقعات ہوتے، مردوں کو جو حکم دیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرو، کلمہ پڑھنے والے مسلمان ہی اس سبق کو بھول گئے، دوسرے تو اس قانون کو جانتے ہی نہیں ہیں، مسلمان لڑکے اور لڑکیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام نے زنا سے کیوں روکا ہے، اس کی وجہ یہ کہ زنا معاشرے میں بگاڑ، سما ج میں رسوا، زوجین میں نااتفاقی، لوگوں کی نگاہ میں سبکی پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے، اسلام اپنے ماننے والوں کو نہ رسوا دیکھنا چاہتا ہے، نہ زوجین میں نااتفاقی کو پسند کرتا ہے، نہ کسی کی نگاہ میں سبکی کو گوارہ کرتا ہے، اس لئے زنا سے پوری طرح روک دیا کہ معاشرہ بالکل پاک رہے، زنا بے حیا ئی کا کام ہے، زنا سے نسل بگڑ جاتی ہے، مسلمان قرآن کریم کے بتائے ہوئے طریقے پر اپنی زند گی گزاریں اور عورت و مرد، لڑکے اور لڑکیوں کے اختلاط کو بند کردیں تو زنا کی کثرت ختم ہوسکتی ہے، اس زنا کی وجہ سے کوڑے دان میں بچے ملتے ہیں، شاعر نے اس کی منظر کشی یوں کی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ایسی مجبوری سے
کوڑے دان میں ماں اپنا بچہ چھوڑ دیتی ہے

اولاد کے قتل کی ممانعت

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ط اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ☆ (۲۷)

ترجمہ! اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے، ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی، بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے''۔

معلوم ہوا کہ اہل عرب اپنی غریبی اور مفلسی کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل کرتے تھے، اولاد کو مارنا نسل کشی ہے، اس سے روکا گیا کہ غریبی کی وجہ سے اپنی اولاد کو نہ مارو ہم جس طرح تم کو رزق

دیتے ہیں ان کو بھی دیں گے، قرآن نے قتل کو بڑی خطا کہا، آج اس دور پرفتن میں اولاد کو قتل کر نے کا کام نہایت ہی منظم طریقے پر ہو رہا ہے، کیا امیر کیا غریب سب کے سب اولاد کو قتل کر رہے ہیں، خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر نسل کشی ہو رہی ہے، لوگ دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ زیادہ بچے ہوں گے تو ان کو ہم بہتر تعلیم نہیں دے سکیں گے، ساتھ میں عورتیں اپنا حسن و شباب برقرار رکھنے کے لئے نسل کشی کر رہی ہیں، تماشا یہ ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے نام پر زیادہ تر بیٹی کو ہی مارا جاتا ہے، اس لئے بیٹیوں کی تعداد کا تناسب گرتا جا رہا ہے، جبکہ بیٹی کو رحمت کہا گیا ہے۔

عورتوں کے متعلق فرمان رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا ایک برتنے کا سامان ہے، اور دنیا کا بہترین سامان نیک بیوی ہے (۲۸)

''نیک بیوی مرد کو نیک بنا دیتی ہے، نیک بیوی آخرت کی نعمتوں میں سے ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً کی تفسیر میں فرمایا کہ خدایا ہم کو دنیا میں نیک بیوی دے اور آخرت میں اعلیٰ حور عطا فرما اور آگ یعنی خراب بیوی کے عذاب سے بچا، جیسے نیک بیوی خدا کی رحمت ہے ایسی ہی بُری بیوی خدا کا عذاب'' (۲۹)

نیک اور بری بیبیوں کی آپ اپنے سماج و معاشرے میں پہچان کر سکتے ہیں، ایک نوجوان کچھ دور سے صبح کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آتا تھا.... ایک دفعہ راقم نے اس سے کہا ماشاء اللہ! نماز شروع کر دیئے ہو اللہ تعالیٰ تم کو سلامت رکھے.... نوجوان کہنے لگا کہ نماز نہیں پڑھتا تھا تو میری بیوی خفا ہوتی اور چلاتی تھی کہ تم نماز نہیں پڑھتے ہو تم کیسے مسلمان ہو؟.... نماز پڑھو، تمام مسلمانوں پر نماز فرض ہے.... نماز پڑھنے سے برکت ہوتی ہے.... صحت قائم رہتی ہے اور عزت بڑھتی ہے.... دن بھر تو ڈیوٹی میں رہتا ہوں جہاں وقت ملتا ہے نماز پڑھ لیتا ہوں.... صبح کی نماز گھر میں پڑھتا تھا لیکن میری بیوی کہتی ہے مسجد میں جا کر پڑھو اس میں زیادہ ثواب ہے۔

ایک نوجوان کے چہرے پر ڈاڑھی بڑھتے ہوئے دیکھ کر راقم نے اسے مبارک باد دی....

نوجوان نے مسکرا کر کہا کہ یہ میری بیوی کی دَین ہے۔

راقم نے کہا وہ کیسے؟

نوجوان کہنے لگا کہ میری بیوی مجھ سے کہتی تھی کہ آپ اگر ڈاڑھی رکھ لیں تو آپ کے چہرے پر ڈاڑھی اچھی لگے گی تو میں نے ڈاڑھی رکھ لی۔

ایسی بیبیوں کو نیک بیوی کہا گیا اور کہا جاتا ہے.... جو خود نیکی کرتی اور اپنے شوہر کو بھی نیک کام پر اُبھارتی ہے.... یہی بیویاں آخرت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے.... ایسی بیویاں گھر کو جنت بنا دیتی ہیں.... پیچھے آپ نے پڑھا ہے کہ بری بیوی اللہ کا عذاب ہے.... اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ بری بیوی کون ہے؟ نیک بیبیوں کی پہلی خوش کن شہادت کے ساتھ بری بیبیوں کے غم کی شہادتیں بھی بے شمار ہیں.... بری بیوی اپنے شوہر کے نمازی بننے پر خوش نہیں ہوتی ہے وہ اپنے اڑوس پڑوس کے مرد و خواتین کو کہتی ہے.... میرا شوہر نمازی بن گیا ہے اب مجھ کو سینیما نہیں دیکھائے گا.... پارک میں نہیں گھومائے گا.... یہ عمر نمازی بننے کی تھی وغیرہ وغیرہ.... ایک نوجوان کے چہرے پر ڈاڑھی تھی.... اس کے قریبی رشتے دار کے یہاں اس کی شادی کی بات چلی.... سب سے پہلے لڑکی کی ماں نے آواز اٹھائی کہ یہ رشتہ مجھے منظور نہیں ہے.... اُس کے میاں نے پوچھا اُس کی وجہ کیا ہے؟.... بیوی نے جواب دیا.... لڑکا ابھی سے ڈاڑھی رکھے ہوا ہے.... اس لئے مجھے رشتہ پسند نہیں ہے.... ماں کی شہ پا کر لڑکی بھی ہاتھ پاؤں مارنے لگی کہ ایسا شوہر نہیں چاہیئے.... ایسی بیوی یقیناً اچھی بیوی ثابت نہیں ہو سکتی ہے.... بری بیبیوں میں بہت سی ایسی ہیں جو مرد کے ڈاڑھی رکھنے پر چراغ پا ہو کر مردوں سے لڑنے لگتی ہیں.... بہت جگہ تو طلاق کی نوبت آ جاتی ہے.... ان میں ایک شہادت ایسی ملی کہ مرد کے ڈاڑھی بڑھانے پر عورت بضد تھی کہ یا تو ڈاڑھی نکالو یا مجھے طلاق دے دو.... مرد نے عورت کو طلاق دے دی.... اور اکثر جگہوں پر مرد عورت کے سامنے سر جھکا کر ڈاڑھی نکال دیتے ہیں.... ایسی باتوں سے متاثر ہو کر راقم نے کچھ اشعار کہے ہیں ملاحظہ کیجئے وہ اشعار یہ ہیں۔

محبت کا مجھ کو یہ بدلا ملا ہے
وفا کو مری سخت دھچکا لگا ہے

ہوا چاک در چاک دل کا عبا ہے
مسلمانوں آئی یہ کیسی بلا ہے

بہا اشک آنکھوں سے کس کو پتا ہے
ہوا جذبۂ دین دل سے فنا ہے

ہنسی کرنا اسلام سے اک کلا ہے
دباتا مسلماں ہی دیں کا گلا ہے

یہ ڈاڑھی سے مذاق کرنا کیا ہے
یہ مردوں کی مردانگی کا پتا ہے

پتا ہی نہیں ہے کہ اسلام کیا ہے
نشہ ایسا فیشن کا طاری ہوا ہے

یہ مظلوم شوہر ساکت ہوا ہے
یہ بڑھائی ڈاڑھی تو بیگم خفا ہے

یہ حوا کی بیٹی کی ہمت تو دیکھو
یہ ڈاڑھی سے چڑھتی ہے کہتی بلا ہے

یہ خاتونِ خانہ کی شوخی تو دیکھو
یہ کہتی ہے کیوں کر تو بکرا بنا ہے

نہیں مجھ کو منظور ڈاڑھی یہ تیری
میرے ساتھ رہ کر بھی بینا بنا ہے

تجھے ساتھ لے کر سفر میں چلوں گی
تو وعدہ نبھانے کا وعدہ کیا ہے

خدا عقل ایسی نسا کو دے رضوی
یہی عقل والوں کی ہر دم دعا ہے

ایسی بری عورتوں کے پاس اسلامی نظام کی تعلیم نہیں ہوتی ہے....ایسی عورتیں یا تو جاہل ہو تی ہیں یا صرف دنیاوی تعلیم سے لیس ہوتی ہیں....جس تعلیم کا مقصد صرف دنیا،عیش وعشرت کی زندگی گذار کر مر جانا مقصد ہوتا ہے....اوران کے دل میں آخرت کا کوئی خوف نہیں ہوتا ہے.... اللہ تعالیٰ بچائے ایسی عورتوں سے....(آمین)

صرف عورت ہی نہیں مرد بھی بُرے ہیں

سچ بات یہ ہے کہ صرف عورتیں ہی بری نہیں ہیں....مرد بھی برے ہیں....اور عجیب عجیب خیالات کے مرد ہیں....ایسے بھی مرد ہیں جو صرف نفس کی ہوا پر اڑتے ہیں....باپردہ عورتون کو

چھیڑتے اور عورتوں کو بے پردہ ہونے پر مجبور کرتے ہیں....عورتوں کو گھر سے بے پردہ کر کے باہر جانے کا سبق دیتے ہیں....شتر بے لگام اس نے کیا....عورتوں سے حیا کی چادر اس نے چھینی....آج کل کے نوجوان جو بگڑے ہوئے ہیں....اس کا احساس ہر حساس ذہن کرتا ہے....وہ حساس ذہن کبھی کبھی اس کا اظہار بھی کرتا ہے....چند اذہان کی حساسیت ملاحظہ کیجئے:

علما سے دُوری کیوں؟

سید رضوان۔ بی، بی، گلی ہمنا آباد ضلع بیدر کرناٹک اپنا ایک مراسلہ بعنوان ''علما سے دُوری کیوں؟ لکھا، جس میں لکھتے ہیں:

''موجودہ ماحول میں آج کل کے نوجوان علما سے دوری اختیار کر رہے ہیں، اس نئی نسل کے نوجوان کو کسی فلم اسٹار، کسی ماڈل، یا کسی کرکٹر کی صحبت چاہئے مگر کسی عالم دین کا ساتھ پسند نہیں، حد تو یہ ہوگئی ہے کہ آج کے نوجوانوں کو اُس راستہ سے بھی گزرنا گوارہ نہیں جس راستہ پر کسی عالم دین کا گزر رہتا ہے، اگر کوئی نوجوان کسی عالم دین کے ساتھ نظر آجائے تو اس کے ساتھی اس کو اسی وقت دقیانوس ہونے کے خطاب سے نواز دیتے ہیں، اس نئی نسل کے نوجوان کو دِین بھی نئی نسل کا چاہئے، کیوں کہ یہ لوگ ماڈرن مریض ہیں چنانچہ ان کو دوائی بھی ماڈرن چاہئے، اگر کسی نوجوان سے یہ کہا جائے کے بغیر ٹوپی کے نماز پڑھ سکتے ہیں تو یہ لوگ اس چیز کو بہت جلد قبول کرلیں گے، لیکن اگر ان کو یہ کہا جائے کہ ٹوپی پہن کر نماز پڑھو تو ان کو یہ بات بہت ناگوار لگتی ہے، ایسا کیوں ہو رہا ہے، نوجوان کیوں بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں، کیوں آج کے نوجوان بزرگوں کا احترام نہیں کر رہے ہیں اس بات کا سیدھا جواب یہ ہے کہ ہمارے نوجوان کا تعلق علما سے ٹوٹ گیا ہے، اگر کسی مسجد میں یہاں اعلان ہوجائے کہ نماز کے بعد فلاں عالم بیان کریں گے تو جتنے بھی نوجوان ہوں گے سارے فرض پڑھ کر غائب ہوجائیں گے، مگر مسجد کے باہر یہ اعلان ہوجائے کہ فلاں مقام پر کوئی فلم اسٹار آرہا ہے اور اس کو دیکھنے

کے لئے ٹکٹ بھی لگایا جائے تو ٹکٹ ختم ہوجائیں گے مگر نوجوان۔ موجودہ وقت میں علما کی ناقدری اور بے ادبی بہت ہو رہی ہے ہم نے علما کو صرف میت کے وقت کفن تیار کرنا اور جنازے کی نماز پڑھانا اور میت کے لئے دعائے خیر کا ذمہ دار سمجھ لیا ہے، اپنی زندگی کے کسی بھی مسئلہ کو لے کر ہم نے علما سے مشورہ کرنا ہی چھوڑ دیا ہے، ایک وقت وہ بھی تھا جب کوئی نیا کام کرنا ہوتا یا کسی رشتہ کی بات کرنی ہوتی تو علما ہی کو آگے کیا جاتا تھا، ہم آج بھی علما کے پاس جا رہے ہیں مگر فرق اتنا ہے کہ ہم صرف دعائے خیر کرانے کے لئے جا رہے ہیں، ان کاموں کے کرانے والے کہتے ہیں ہم نے سمجھ لیا ہے علما کو۔ حالانکہ اللہ کے رسول اکرم ﷺ نے یہ فرمایا کہ میری امت کے علما کا درجہ بنی اسرائیل کے انبیاء کے درجے کے برابر ہے، جب ان کا رتبہ اتنا بڑا ہے تو ہم کو بھی چاہئے کہ ان کا احترام کریں، ان سے اپنا تعلق مضبوط کریں، کوئی بھی کام کریں تو علما سے مشورہ ضرور کریں، اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی عالمِ دین کا مذاق نہ اُڑائیں'' (۳۰)

بگڑے ہوئے نوجوانوں کی کہانی کا تو یہ صرف نمونہ ہے....ورنہ ہمارے معاشرے کے نوجوان وہ وہ کام کرتے ہیں جسے دیکھ کر شیطان بھی شرماتا ہے....ہمارے نوجوانوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ آخر اسلام کا نظامِ حق کس کے لئے ہے....قرآن نے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر پیار سے ہمیں مخاطب کیا ہے تو عمل کون کرے گا؟۔

صرف علماء سے دوری ہی نہیں بلکہ تین پشتوں سے حرام کی روزی کمانے اور کھانے والے بھی علمائے کرام، مفتیانِ عظام اور پیرانِ ذی وقار پر غلط نگاہ رکھتے، غلط الزامات لگاتے، غلط طریقے سے غیبت کرتے، شکایت کرتے ہیں، اس سے بھی طبیعت نہیں بھرتی ہے تو علمائے کرام کے خلاف فتویٰ منگوالیتے، دل کا بھڑاس نکالنے کے لئے پمفلیٹ چھاپ دیتے، عیاشی کرنے والے نوجوان بھی ایسے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، ہماری خوبیاں خرابیوں میں تبدیل ہوگئیں اور ہونے لگیں ہیں....ان خرابیوں پر غور کرنے والے مختلف زاویئے سے غور کرتے ہیں....ایک

زاویہ تو اوپر ملاحظہ کرلیا اب دوسرا زاویہ بھی دیکھئے... ہاشم احمد چوگلے، رائے گڑھ، مہاراشٹر لکھتے ہیں:

''اچھی تنخواہیں، پیسوں کی ریل پیل، کانوینٹ کی تعلیم اور دین بیزاری کی وجہ سے مسلمانوں کی نئی نسل دن بدن گمراہ ہو رہی ہے، کان میں بالی، شرٹ اور چڈی، لمبے لمبے بے ترتیب بال، ہاتھوں میں قیمتی موبائل اور کانوں میں ایئرفون یہ نو دولتیا مسلمانوں کی اولاد کی پہچان بن گئی ہے، ان کی دیکھا دیکھی غریب اور متوسط طبقہ کا نوجوان بھی ان کی پیروی کرنے کی کوشش کرتا ہے، اب وقت آگیا ہے کہ قوم کے دانشور، پڑھا لکھا اور دیندار طبقہ اس طرف متوجہ ہو اور اصلاح معاشرہ کے لئے کوششوں کو تیز کریں رواداری، اپنائیت، الفت، محبت، خلوص، بزرگوں کا ادب، چھوٹوں سے پیار ان شاندار اسلامی اوصاف کو نئی نسل تک ہمیں احسن طریقہ سے پہنچانا ہے ساتھ ہی ساتھ رب العزت سے دعائیں بھی کرنی ہے کہ ہماری نسل کی بھلائی بقول قرآن ''فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہ (پلٹو اللہ کی طرف) ہی میں ہے'' (۳۱)

ہمیں غور کرنا ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کو دولت نے بگاڑا ہے یا کانوینٹ کی تعلیم نے؟ سر جوڑ کر بیٹھئے اور فکر کیجئے تو یہ معمہ حل ہوگا کہ ایک نے صورت وروش کو بگاڑا ہے تو دوسری نے کردار و عمل کو.... آج کل کے نوجوانوں نے دولت خرچ کرنے کا مصرف بہتر موبائل، اعلیٰ ہوٹل میں کھانا، عمدہ لباس پہننا، اچھی گاڑیاں خریدنا سمجھ لیا ہے.... معاشرے میں جینے کے لئے.... رہنے کے لئے.... چلنے اور سفر کرنے کے لئے.... لوگوں سے ملنے کے لئے.... عورتوں کی قدر کرنے کے لئے.... بڑوں کی خدمت کرنے اور ادب سے پیش آنے کے لئے اسلام نے ہمیں کونسا نظام دیا؟ جس نے جانا ہی نہیں وہ بتائے گا کیا اور جب بتائے گا نہیں تو عمل کیسے کرے گا؟.... کانوینٹ کی تعلیم نے جو دیا اُسے حاصل کرنے والے اس پر عمل کر رہے ہیں.... پہلے لکھا جا چکا ہے کہ دیکھنے والے اپنے اپنے زاویئے سے ہماری خرابیاں دیکھ کر چیخ رہے ہیں.... لیکن لوگ اپنے اپنے کانو

ں کو بند کئے ہوئے ہیں، آخر ہمارے معاشرے میں یہ سب کھیل کب تک ہوتا رہے گا؟ تیسرا زاویہ بھی ملاحظہ کر لیجئے:

ائمہ مساجد اور ان کی تنخواہیں

''اللہ رب العزت کے نزدیک ائمہ مساجد کا مقام نہایت اعلیٰ وارفع ہے، ارکانِ اسلام میں سب سے اہم اور مہتم بالشان رکن ''نماز'' کی باجماعت ادائیگی یہی حضرات کرا تے ہیں، مگر افسوس کہ ان کی قدر و منزلت ہمارے دلوں سے تقریباً نکل چکی ہے، جس کا خمیازہ ہمیں آئے دن بھگتنا پڑتا ہے، منصب امامت پر فائز شخص معمولی حیثیت کا مالک نہیں ہوتا، وہ قوم کا رہبر اور رہنما ہوتا ہے، ان کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی اور بداخلاقی یا انہیں حقارت کی نظر سے دیکھنا غضبِ الٰہی کو دعوت دینا ہے، ان پر حکمرانی کرنا منصبِ امامت کی شان کے بالکل خلاف ہے، آسمان سے باتیں کرتی اس مہنگائی کے دور میں دس پندرہ ہزار کی معمولی تنخواہ میں جب عام لوگوں کا گزارہ ہی مشکل ہے تو پانچ سات ہزار کی معمولی تنخواہ پانے والے امام کا گزارہ بھلا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

بال بچوں کی کفالت، ان کی تعلیم و تربیت، والدین کی خدمت اور عزیز و اقارب کے حقوق جیسے مسائل سے انہیں بھی تو دوچار ہونا پڑتا ہے، آج مسجد میں نمازیوں کی کثرت تو ضرور نظر آتی ہے مگر ان کے اخلاق و کردار، اور گفتار سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے اندر سے روحِ نماز اور خشیت الٰہی غائب ہو چکی ہے، یہ شاید اس لئے ہے کہ جو عزت و احترام اپنے ائمہ کے تئیں ہونا چاہئے وہ ہمارے دلوں میں موجزن نہیں، ائمہ مساجد کی توہین و تحقیر اور ان کی معمولی تنخواہ کا آخر ذمہ دار کون ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے، جس کا جواب قوم کے ہر فرد کو ڈھونڈنا ہوگا، مساجد کی کمیٹیوں میں کسی عا لم دین کو جگہ نہ دینا بھی بڑی بدقسمتی کی بات ہے، دینی امور میں جب تک علمائے دین کی رائے اور مشورے شامل حال نہیں ہوں گے اس وقت تک بگاڑ لازم ہے، چند ناخواندہ

اور دینی مسائل سے ناواقف افراد کے ذریعہ منتخب کئے گئے ائمہ کتنے معتبر، مستند اور باصلا
حیت ہوں گے، اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں ہے، محض دلکش اور سریلی آواز کو بنیاد بنا کر
امام کی تقرری کہاں تک جائز و درست ہے؟۔ آواز کے ساتھ ساتھ دینی مسائل سے
واقفیت، تجوید و قرأت کا علم اور حالاتِ حاضرہ پر گرفت ہونا ایک امام کے لئے بے
حد ضروری ہے، قوم و ملت کی رہنمائی اسی وقت ممکن ہے، جن امام کے اندر دینی اصلاحی،
سماجی اور سیاسی شعور موجود ہو اور ایسے امام کے انتخاب میں کوئی عالم دین ہی معاون ثا
بت ہو سکتا ہے، مقتدیوں کی روزانہ دینی مسائل سے روشناس کرانا، تفسیر قرآن کا اہتمام
کرنا، مختلف دعائیں یاد کرانا، پاکی و ناپاکی، حلال و حرام کی معلومات فراہم کرانا، خطبہ
جمعہ سے قبل سماج میں پھیلی برائیوں اور حالاتِ حاضرہ سے ملت اسلامیہ کو آگاہ کرنا ایک
قابل اور لائق امام کا طرہ امتیاز ہے، سوال یہ ہے کہ کیا ہماری قوم صرف پانچ وقت کی
امامت کے لئے ہی مساجد میں امام رکھتی اور اسے طعام و قیام کے ساتھ تنخواہ دیتی ہے؟
ایسے قابل، معتبر اور مستند علمائے کرام کا انتخاب کرنا ہوگا جو منصبِ امامت پر فائز ہو کر
امتِ مسلمہ کو زوال و پستی اور ذلت و گمرہی کے دلدل سے نکال سکیں اور ایسا تبھی ممکن ہو
سکے گا جب مساجد کی کمیٹیاں ائمہ حضرات کو معقول تنخواہ دینے کا اپنا موڈ بنالیں''۔

(۳۲)

مذکورہ بالا تحریر ہمارے سماج کا آئینہ ہے، اس آئینہ کو سب دیکھتے اور دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں
کیوں کہ سب کا ایک دوسرے سے مفاد جڑا ہوا ہے، اب ائمہ، علما، مفتیان کرام کے حق میں بول
کر اپنے مفاد کو قربان کون کرے؟ جس کا معاملہ وہ ہی سمجھے، ہمیں کیا کرنا ہے، اب آئیے ممبئی کے
نوجوانوں کی ایک حرکت (اس ایک حرکت میں مختلف حرکات ملے ہوئے ہیں) ہزاروں آدمی
روزانہ دیکھتے ہیں.... لیکن ان کو بولے کون، کچھ کہے کون؟ کس کی شامت آئی ہے جوان کو روکے
ٹوکے اور کہے کہ ایسا نہ کرو.... دیکھنے والے سر جھکا کر نکل جاتے ہیں.... پانی تو کب کا سر سے

اونچا ہو چکا ہے.... جب یہ پانی مضر ثابت ہونے لگا تو ایک صحافی نے قلم اٹھایا اور اپنے مضمون کی
سرخی لگائی اور لکھا۔

''کون ہیں یہ ٹوپی والے جو اسلام کو بدنام کر رہے ہیں''

''آج کل لوکل ٹرینوں میں اسٹنٹ (وہ کام جس سے اپنا کام یا کمال دکھانا مقصود ہو)
کرنے والے ایک سے بڑھ کر ایک نوجوان سامنے آرہے ہیں جو ٹوپی پہنے ہوتے ہیں
اور سیٹیاں بجاتے رہتے ہیں، ایسا کہا جاتا ہے کہ ان میں زیادہ تر بلکہ سبھی ممبرا کے لڑکے
ہیں، جو لوکل ٹرین کے دروازوں پر کھڑے ہو کر مختلف قسم کی شرارتیں کرتے ہیں حالانکہ
ان کی اس دھینگا مستی میں جانیں بھی جارہی ہیں، اس کے باوجود نوجوان ان سے سبق
نہیں سیکھ رہے ہیں، ایسا ہر نوجوان ٹوپی لگائے رہتا ہے، ٹوپی لگا کر وہ یہ تو ظاہر کردیتے
ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اس کے بعد وہ ایسے نعرے لگاتے ہیں اور آوازیں کستے ہیں کہ
شرم محسوس ہوتی ہے اور یہی کہنے کو جی چاہتا ہے کہ آخر یہ کون ہیں جو ٹوپی پہن کر بے
ہودہ حرکتیں کر کے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں، ممبرا اب ایک مہذب علاقہ بنتا جارہا ہے
ماضی میں ممبرا پر جو چھاپ لگی تھی اب وہ ختم ہو رہی ہے اور ممبرا کا ایک مقام بن رہا ہے،
ورنہ پہلے ممبرا کے نام پر ہی لوگ بے ساختہ کہہ دیتے تھے کہ وہ تو تڑی پار اور غنڈوں کی
بستی ہے مگر آج ممبرا کو لوگ اچھی نگاہ سے دیکھنے لگے ہیں، کیوں کہ اب وہ بھی علم و
ادب تہذیب و تمدن کا گہوارہ بنتا جارہا ہے، ایسے میں چند منچلے نوجوان اپنی نازیبا اور غلط
حرکتوں سے ممبرا اور اسلام کو بدنام کرنے کی شرارت کر رہے ہیں تو ان کا علاج ضروری
ہے، اس لئے کہ بہت محنت اور مشکل سے ممبرا کی ایک اچھی شبیہ بن رہی ہے، کلیان
سے ہی لوکل ٹرین میں شرارت شروع ہو جاتی ہے، مگر ممبرا کے بعد تو جیسے اس کا عروج ہو
جاتا ہے ہر اسٹیشن پر عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھ کر آوازیں کسی جاتی ہیں جب ہم نے ان
کی ان حرکتوں کو اجاگر کرنے کی بات کہی تو ہمارے ہی کچھ دوستوں نے منع کیا اور کہا کہ

اس سے خواہ مخواہ مسلمان بدنام ہوں گے، اگر ہم یہ سوچ کر خاموش رہے تو یہ برائی بڑھتی چلی جائے گی، اور مسلمانوں کی بدنامیوں کا سلسلہ بھی بڑھے گا، اس لئے اہلیانِ ممبرا جو کئی اہم تحریکوں کے اس وقت موجود ہیں وہ ان منچلے نوجوانوں کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں، ان کے والدین کو سمجھائیں کہ ان بچوں کی کونسلنگ کریں، یہ بھی افسوس ناک خبر ملی ہے کہ یہ ٹوپی پہنے ہوئے مسلم نوجوان زیادہ تر نشہ کرتے ہیں، کوئی بٹن استعمال کرتا ہے تو کوئی چاچی کا نشہ کرتا ہے جو انتہا طور پر خطرناک ہے، اس قسم کا نشہ کرنے والوں کو اسلام اور مسلمان کی بدنامی کی کوئی فکر نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا احساس ہوتا ہے، ایسے نوجوانوں کی اصلاح کی سخت ترین ضرورت ہے کیوں کہ ان میں زیادہ روزانہ ممبئی میں کام کرنے بھی نہیں جاتے بلکہ غلط کام کے لئے ہی جاتے ہیں اور اپنی غلط حرکتوں سے پوری قوم کو بدنام کرتے ہیں'' (۳۳)

جس قوم کو تہذیب اعلیٰ دی گئی.... اخلاق بلند دیا گیا.... کردار درست رکھنے کی نصیحتیں کی گئیں.... دھینگا مستی سے دُور رہنے کی ہدایتیں کی گئیں.... تہذیت واخلاق سے گری ہوئی باتوں سے پرہیز کرنے کی باتیں کہی گئیں.... آج اس قوم کے نوجوانوں نے اپنے اندر ساری برائیوں کو پروان چڑھا رہا ہے.... ایسے میں دوسری قومیں ہم سے کیسے متاثر ہوں گی.... سر پر ٹوپی.... زبان پر گالی.... لب پر سیٹی.... کردار سے برائیوں کی شعاعیں پھوٹتی ہوں.... اخلاق سے بداخلاقی کی ہوا چلتی ہو.... پارسائی کی ساری ردائیں غائب ہوں تو گویا ٹوپی پہن کر نوجوان دکھاتے ہیں کہ دیکھو ٹوپی والے ایسے ہی ہوتے ہیں.... اس پر طرفہ یہ کہ بیہودہ نعرے لگانا اور آوازیں کسنا کیا ایسی حرکتوں سے اسلام و مسلمان سر بلند ہو سکتے ہیں؟.... مسلمان اسلام کے عظیم عہدہ پر فائز ہے.... اور ہر عہدہ دار اپنے عہدہ کو دیکھ کر کام کرتا ہے.... بڑے عہدہ پر براجمان گھٹیا کام نہیں کرتے ہیں، نہیں تو عہدہ بدنام ہو جائے گا.... لیکن ہماری قوم کے نوجوان اسلامی عہدہ کو سمجھا ہی نہیں ہے کہ ہم کیا ہیں اور ہمیں کس طرح سے رہنا چاہئے.... ان کو تو ہر جگہ اپنے عہدے پر فائز رہ کر اسلام

کا آئینہ دکھانا چاہئے کہ اسلام قبول کرنے والوں کے کردار کیسے ہیں.... اخلاق کیسے ہیں.... زبان کیسی ہوتی ہے.... تہذیب کیسی ہوتی ہے.... لیکن ان سب کو بھول کر مسلمان اور مسلمانوں کی نسل جو کرتی ہے وہ باعث افسوس ہے، لیکن ایسا کرنے والوں کو نہ کوئی افسوس ہے، نہ رنج و غم ہوتا ہے۔

عورتوں کے متعلق ایک حدیث کی تشریح

حدیث پاک میں بہت ساری حدیثیں ایسی ہیں کہ ان کی صحیح تشریح محدثین وشارح ہی کر سکتے اور کرتے ہیں، ہر آدمی نہ تو حدیث کو صحیح سمجھ سکتا اور نہ تشریح کر سکتا ہے، بعض مقامات پر ظاہری الفاظ کے معنی عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں، لوگ ظاہری الفاظ پر ہی قیاس کرتے ہیں، ذیل کی حدیث پڑھ کر کچھ لوگوں نے ایسا ہی دھوکہ کھایا ہے:

''حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کہ حضور سے لوگوں نے نحوست کا ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو وہ گھر، عورت اور گھوڑا ہے'' (۳۴)

مذکورہ حدیث حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما کے علاوہ بخاری شریف میں یہ حدیث پاک حضرت سہل بن سعد، حضرت اسامہ بن زید، حضرت حمزہ اور حضرت سالم سے بھی روایت ہے۔

عورت میں نحوست ہے، پڑھی لکھی عورتیں اس حدیث کو پڑھ اور سن کر چراغ پا اور بدل ہو جاتی ہیں، اور اناپ شناپ بکنے لگتی ہیں، کچھ مردوں کا بھی ایسا ہی حال ہے، قرآن واحادیث میں جہاں ان کی طبیعت کے خلاف کوئی بات نظر آئی کہ واویلا مچانا شروع کر دیتے ہیں، قرآن واحادیث کے احکام کے مطابق خود کو نہیں ڈھالتے بلکہ اپنی طبیعت کے مطابق قرآن واحادیث چاہتے ہیں، ایک صاحب مجھ سے کہنے لگے جناب مسلمان کبھی دولت مند نہیں بن سکتے، میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگے، آدمی جس ذریعہ سے مالدار بنتا ہے، اسلام نے وہ راستہ ہی بند کر دیا ہے، میں نے کہا کونسا راستہ دولتمند بننے کا تھا جسے اسلام نے بند کر دیا ہے؟ کہنے لگے سود، یہ

دولتمند بننے کا راستہ ہے جسے اسلام نے سختی سے بند کر دیا تو مسلمان دولتمند کیسے بن سکتے ہیں، ذرا سوچئے کہ ایسے دماغ کی پرورش کہاں پر اور کس ماحول میں ہوئی ہے، اس قسم کے بہت سارے دماغ ہمارے معاشرے میں رقص کرتے رہتے ہیں، کچھ جان کر کچھ ناانجانے طور پر، کچھ سمجھ کر کچھ ناسمجھی میں اسلام وقرآن وحدیث کے تئیں مذبذب ہو جاتے ہیں، بہر حال ڈاکٹر کوثر فاطمہ جو دینی تعلیم کے لحاظ سے عالمہ اور فاضلہ بھی ہیں، لکھتی ہیں:۔

''مجھے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ جس کتاب کی بدولت عورت کو اس کی شخصیت واپس ملی ،اسے مال کے بجائے انسان سمجھا گیا، اسی کتاب کی رجالی تعبیر نے آگے چل کر عورتوں سے اس کے حقوق، بلکہ بنیادی انسانی حقوق چھین لینے کی کوشش کی، مردوں نے یہ کام تعبیرات کے ذریعہ کیا یا جھوٹی تراشیدہ روایات کے ذریعہ، کبھی گھوڑا، گھر اور عورت کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا'' (۳۵)

ڈاکٹر کوثر فاطمہ نے پہلے مردوں کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے.... موصوفہ کا الزام عام مردوں پر نہیں ہے.... خاص یعنی محدثین، مجتہدین، شارحین، مفتیان عظام، علماءِ کرام پر ہے کہ بقول موصوفہ انہوں نے تعبیرات کے ذریعہ یہ کام کیا کہ عورتوں کے حقوق چھین لینے کی کوشش کی.... مردوں میں وہ کون مرد ہیں؟ یہی مفسرین ومحدثین، ائمہ اور شارحین حضرات ہیں، یہی حضرات حدیث پاک کی تعبیرات کرتے ہیں.... یعنی ڈاکٹر کوثر فاطمہ کی تنقید وتوہین سے ائمہ ومحدثین، شارحین اور ان جیسے دوسرے بھی نہیں بچ سکے.... مزید لکھا کہ ''یا جھوٹی تراشیدہ روایات کے ذریعہ، کبھی گھوڑا ،گھر اور عورت کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا''۔

مذکورہ احادیث کے راویان میں حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت سہل بن سعد، حضرت اسامہ بن زید، حضرت حمزہ اور حضرت سالم رضی اللہ عنھم ہیں.... یہ حضرات جھوٹے نہیں بلکہ نیک و پارسا و پاکباز اور متقی و پرہیزگا ہیں اور نیک و پارسا پر الزام رکھنا سخت گناہ اور جرم ہے.... ان راویانِ حدیث کی سوانح عمری کا مطالعہ کرنے والے ان کی پاکبازی کی گواہی دیتے ہیں.... اصل معاملہ یہ ہے کہ ڈاکٹر کوثر فاطمہ حدیث کے سیاق وسباق تک پہنچے بغیر ''اَلشُّوْمُ'' (نحوست) پر چراغ پا ہیں.... حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

''اَلشُّوْمُ فِی الْمَرْاَۃِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ''

مصباح اللغات میں ''اَلشُّوْمُ'' کا معنی ہے، نحوست اور کالے اونٹ...... نحوست اور منحوس میں فرق ہے، نحوست کے معنی ہیں۔ نامبارک، بدبختی.... اور منحوس کے معنی ہیں، بدبخت، بدنصیب، برا، بدزشت، مکروہ گھناؤنا، حدیث میں عورتوں کو منحوس نہیں بلکہ نحوست سے منسوب کیا گیا ہے.. ..اس حدیث کی شرح میں علامہ احمد یار خاں نعیمی لکھتے ہیں:۔

شوم بنا ہے شام سے یمن کا مقابل، یمن کے معنی ہیں برکت، لہذا شوم کے معنی ہیں نحوست، اس حدیث کے بہت معنی کئے گئے ایک یہ کہ اگر کسی چیز سے نحوست ہوتی تو ان تین میں ہوتی دوسرے یہ کہ عورت کی نحوست یہ ہے کہ اولاد نہ جنے....... اور خاوند کی نافرمان ہو، مکان کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو وہاں اذان کی آواز نہ آئے اور اس کے پڑوسی خراب ہوں، گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ مالک کو سواری نہ دے سرکش ہو، بہر حال یہاں شوم سے مراد بدفال نہیں کہ اس کی وجہ سے رزق گھٹ جائے، آدمی مرجائے کہ اسلام میں بدفالی ممنوع ہے، لہذا یہ حدیث لاطبرۃ کی حدیث کے خلاف نہیں، خیال رہے کہ بعض بندے اور بعض چیزیں مبارک تو ہوتی ہیں کہ ان سے گھر میں، مال میں، عمر میں زیادتیاں ہو جاتی ہیں، جیسے عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ''وجعلنی مبارکاً'' مگر کوئی چیز اس کے مقابل معنی میں منحوس نہیں، ہاں کافر، کفر، زمانہ، عذاب منحوس ہے، رب فرماتا ہے فی یوم نحس'' (۳۶)

امید ہے کہ مذکورہ تشریح کی روشنی میں حدیث پاک کے تئیں خیالات کے گھوڑے دوڑانے والوں کو یہ حدیث سمجھ میں آگئی ہوگی.... عورت کو اولاد نہ ہونا نامبارک ہے.... اولاد نہ ہونے کی صورت میں عورتیں خود ہی کہتی ہیں کہ میری قسمت پھوٹ گئی.... قسمت والی ہوتی تو اولاد ہوتی

....لوگ کہتے ہیں شادی تو کی لیکن مبارک نہیں رہی.... یہ صرف مرد ہی نہیں بولتے بلکہ لڑکا خراب آوارہ کمانے والا نہیں ہوتا ہے تو عورتیں بھی یہی بولتی ہیں۔

عورت کی فضیلت

ہمارے آقا ﷺ نے عورت کے ہر موڑ کی فضیلت کو واضح فرمادیا ہے، جب وہ بیٹی ہے تو اس کی فضیلت واضح ہے، جب وہ کسی کی شریک حیات بنتی ہے اس وقت کی بھی فضیلت سورج کی روشنی سے زیادت واضح ہے، جب وہ حاملہ ہوتی ہے تو اس وقت بھی وہ فضیلت کے دریا میں ہوتی ہے، جب وہ بچہ کو دودھ پلاتی ہے اس وقت بھی فضیلت کی ردامیں چھپی ہوتی ہے، جب تک بچہ ل کی پرورش میں لگی رہتی ہے فضیلتیں بٹورتی رہتی ہے، جب وہ شوہر کی خدمت کرتی ہے فضیلتیں اس کے گرد سائباں بنی رہتی ہیں، آیئے عورت کی فضیلت کے متعلق فرمانِ رسول ﷺ ملاحظہ فرمائیے:

"روایت ہے حضرت مَعقل ابن یسار سے، فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ محبت کرنے والی بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو، کیوں کہ میں تمہاری وجہ سے امتوں پر فخر کروں گا" (۳۷)

محبت کرنے والی اور بچے جننے والی عورتوں کے فضائل کے باب میں اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے گا:

"روایت ہے حضرت ابواُمامہ سے وہ نبی ﷺ سے راوی کہ حضور فرماتے ہیں کہ مومن سے اللہ کے خوف کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی نعمت نہ پائی، کہ اگر بیوی کو حکم دے تو وہ فرمانبرداری کرے، اور اگر اسے دیکھے پسند آئے، اور اگر اس پر قسم کھالے تو اس کی قسم پوری کرے، اور اگر اس سے غائب ہو تو اپنی ذات اور خاوند کے مال میں خیر خواہی کرے" (۳۸)

بیوی کا نیک ہونا عورت و مرد دونوں کے حق میں بہتر ہے، ایک سے دوسرے کو عزت ملتی ہے:

"روایت ہے حضرت اَنس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت جب

اپنی پانچ نمازیں پڑھے اور اپنے ماہِ رمضان کا روزہ رکھے، اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے، اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے" (۳۹)

"حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ حاملہ عورت کو دن بھر روزہ رات بھر نمازیں پڑھنے کا ثواب نو ماہ ملتا رہتا ہے، اور جننے کی تکالیف میں اُسے بے حساب ثواب ملتا ہے، اور جب بچہ کو دودھ پلاتی ہے تو اُسے ہر چسکی پر ایک جان بچانے کا ثواب ملتا ہے" (۴۰)

"حضور ﷺ نے حولا سے کہا (مدینہ منورہ میں حولا نام کی ایک خاتون تھیں جو عطر فروشی کا کام کرتی تھیں) جا! اس کی (اپنے شوہر) بات سن اور اس کا حکم مان، حولا نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ میں ایسا ہی کروں گی! مجھے اس کا ثواب ملے گا؟ آنحضرت نے جواب دیا، جو عورت اپنے خاوند کی آراستگی اور درستی کے لئے کوئی چیز اٹھا کر رکھتی ہے، اس کے عوض اس کو ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے، اور اس کا ایک گناہ معاف کردیا جاتا ہے، اور ایک درجہ بلند کردیا جاتا ہے، اور جو حاملہ عورت حمل کی کوئی تکلیف برداشت کرتی ہے اُس کے لئے قائم اللیل اور صائم النہار اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا اجر ملتا ہے، اور جب اُسے دردِزہ لاحق ہوتا ہے تو ہر درد کے عوض اس کو ایک جان (غلام) آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ ماں کے پستان سے دودھ کی چسکی لیتا ہے تو ہر چسکی کے عوض اس عورت کو اس قدر ثواب ملتا ہے، جتنا غلام کو آزاد کرنے کا، جب عورت اپنے بچہ کا دودھ چھڑاتی ہے تو آسمان سے ندا آتی ہے کہ اے عورت! تو نے ماضی کے سب کام پورے کردیئے، اب جو زمانہ باقی ہے، اس کا کام شروع کر (یعنی پچھلی زندگی کے سارے گناہ معاف ہوگئے اب از سرنو زندگی شروع کر)" (۴۱)

عورتوں کو ایسی ایسی بشارتیں اور خوشخبریاں اسلام نے دی ہیں کہ وہ دو جہاں میں شادر ہیں گی لیکن علم سے دُور پڑی ہوئی خواتین ان باتوں سے ناواقف ہوتی ہیں تو افسوس نہیں ہوتا کہ انہوں

نے علم پڑھا نہیں تو جانیں گیں کیا؟ افسوس ان پر ہوتا ہے جو پڑھ لکھ کر بڑی بڑی ڈگریاں لئے اسلامی قوانین پر تنقید کرتی ہیں اور یہ نہیں جانتی ہیں اسلام نے ہمیں کیسی کیسی بشارتیں دی ہیں یہ باتیں ان کو نہیں معلوم ہے تو افسوس ہوتا ہے، اوپر کی بشارتیں کتنی انمول ہیں، عورتیں بچے جنتی ہیں لیکن یہ خوشخبریاں پڑھی لکھی عورتیں بھی نہیں جانتی ہیں بلکہ آج کل تو بچے پیدا کرنا آفتِ جان سمجھتی ہیں، اب ذرا ذیل کی بشارتیں مرد وخواتین دونوں پڑھیں اور ان پر عمل کریں۔

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سن کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مَردوں کے ثواب کا کیا حال ہے؟ عورتوں کو تو اس قدر ثواب کا حصہ دار بنا دیا گیا؟ یہ سوال سن کر آقا ﷺ نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو مرد اپنی بیوی کا ہاتھ اس کو بہلانے کے لئے پکڑا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے، جب مرد پیار سے عورت کے گلے میں ہاتھ ڈالتا ہے اس کے حق میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور جب وہ عورت کے ساتھ مباشرت کرتا ہے تو دنیا ومافیھا سے بہتر ہو جاتا ہے، اور جب غسل (جنابت) کرتا ہے تو بدن کے جس بال پر سے پانی گزرتا ہے اس ہر بال کے عوض اس کی ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ کم کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ اونچا کر دیا جاتا ہے اور غسل کے عوض جو کچھ ثواب اس کو دیا جائے گا وہ دنیا اور مافیھا سے بہتر ہوگا اللہ تعالیٰ اس پر فخر کرتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے کی طرف دیکھو کہ اس سردرات میں غسل جنابت کے لئے اٹھا ہے، اسے میرے پروردگار ہونے کا یقین ہے، تم بھی اس بات پر گواہ رہنا کہ میں نے اسے بخش دیا'' (۴۲)

آج کل کے بیشتر مسلمان مرد وخواتین کو اسلام کا معاشرتی نظام پسند نہیں آتا ہے، بلکہ یوروپ وامریکہ کے رنگ کو پسند کر کے اسی رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتے ہیں اور یوروپ وامریکہ کی دل جلی خواتین اسلام میں شمولیت اختیار کر رہی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جس نے بھی اسلامیات کو ڈھنگ سے پڑھا وہ اسلام کا شیدائی ہو گیا، ایک لڑکی جو اسلام کو جانتی نہیں، نماز وروزے اور اسلا

م کے دوسرے ارکان کا نام بھی نہیں سنی تھی اس کا مذہب دوسرا تھا، اپنے مذہب کے ساتھ دولت اور عیش وعشرت کو ترجیح دیتی تھی، تعلیم کے معاملے میں BBA اور MBA کر کے ایک کمپنی میں ڈرائیور کا کام کرتی تھی، چند مسلمان لڑکے اور لڑکیوں کی صحبت میں رہ کر اسلام سے متعارف ہوئی، اسلام کا مطالعہ کیا اور مسلمان ہو گئی، جب تک کسی کے قریب نہیں ہوں گے اس کو پڑھیں گے نہیں اس کی حقیقت وا نہیں ہو سکتی، صرف سنی سنائی ہوئی باتوں پر فکر کے گھوڑے دوڑانا جہالت ہے۔

''عَبادۃ بن کثیر نے بحوالہ عبداللہ، ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، میری امت کے مردوں میں بہترین مرد وہ ہے، جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، اور میری امت کی عورتوں میں سب سے بہتر وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ اچھا سلوک کرتی ہے، ایسی عورت کو رات دن میں ایسے ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے، جو خدا کی راہ میں صبر کے ساتھ شہید ہوتے ہیں اور اس کے اجر کی امید اللہ سے رکھتے ہیں، ان عورتوں میں سے ہر عورت جنت کی حور عین پر ایسی ہی فضیلت رکھتی ہے جیسی محمد مصطفیٰ ﷺ کو تم میں سے ادنیٰ مرد پر، میری امت کی عورتوں میں وہ عورت سب سے بہتر ہے جو اپنے شوہر کی اس کی خواہش کے مطابق فرمانبرداری کرتی ہے، گناہ کے کاموں کے سوا'' (۴۳)

آج کل کے معاشرے میں اس حدیث پاک کے برعکس باتیں ہو رہی ہیں، ان کو کہاں تک گناؤں دنیا پر واضح ہے اور دنیا کھلی آنکھوں سے کھلا تماشا دیکھ رہی ہے، مسلمانوں نے خود ہی تماشا لگا رکھا ہے تو دیکھنے والے کیوں نہیں دیکھیں گے۔

مردوں اور عورتوں کو تاکیدی حکم

''ترجمہ! مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (۱) اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں (۲) یہ انکے لئے بہت ستھرا ہے، بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (۳) اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں (۴) مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالیں رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ (۵)، شوہروں کے باپ (٦) یا اپنے بیٹے (۷) یا شوہروں کے بیٹے (۸) یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے (۹) یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں (۱۰) یا نوکر بشرط یہ کہ شہوات والے مرد نہ ہوں (۱۱) یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں (۱۲)، اور زمین پر پاؤں نہ ماریں جس سے ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم ہو جائے (۱۳) اور اللہ کی طرف توبہ کرو، اے مسلمانوں سب کے سب اس امید پر کہ فلاح پاؤ'' (۴۴)

(۱) قرآن مجید کی یہ ایسی ہدایتیں ہیں کہ ان پر مرد وعورت عمل کریں تو برائیوں کے باب خود بخود بند ہو جائیں اور لوگ امن وچین کی زندگی گذاریں، لیکن افسوس صد افسوس کہ مسلمان مرد وعورت دنیا کی ساری تعلیم حاصل کر لیتے، ہر موضوع پر کتابیں پڑھ لیتے ہیں مگر قرآن وحدیث پڑھنے اور ان کے قوانین جاننے کی توفیق نہیں ہوتی ہے، نہ دین کی باتیں پڑھتے، نہ سنتے، نہ عمل کرتے ہیں۔ ٹی وی۔ وی سی آر۔ کیبل۔ انٹرنیٹ اور فلمیں دیکھنے میں مرد وعورت، بچے وبچیاں، جوان اور بوڑھے سب کے سب مست رہتے ہیں، قرآن نے مرد وعورت کو سماج ومعاشرے میں جس طرح سے رہنے اور جینے کی ہدایتیں کی ہیں، آج کے معاشرے میں اس کا الٹا نظر آتا ہے، مرد حضرات خصوصاً جوانوں کا طبقہ نگاہیں نیچی نہیں کرتے بلکہ لڑکیوں اور عورتوں کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں، عورتیں بھی خوب رول ادا کر رہی ہیں، جن سے پردہ نہیں ان سے ہی پردہ کرتیں ہیں اور جن سے پردے کا حکم ہے، ان سے چہک چہک کر باتیں کرتیں ہیں۔

اللہ تعالٰی نے مرد وعورت دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے، اِس زمانے میں اس حکم کی حکمتیں خوب سمجھ میں آرہی ہیں، نگاہوں کے تصادم کا ہی کھیل ہے کہ کنواریاں حاملہ ہو رہی ہیں،

شادی شدہ شوہر کو چھوڑ کر دوسروں کے ساتھ بھاگ رہی ہیں، چار اور چھ بچے کی مائیں نگاہوں کے تصادم سے بگڑ گئیں، نگاہوں کے تصادم نے بہتوں کو رُلایا، بہتوں کی زندگی کو برباد کر دیا، بھولے بھالے بچوں سے ماں کا پیار چھین لیا، باپ سے دور کر دیا، گھر کا سکون غائب کر دیا، خاندان وسماج کی ناک کٹوادی، نگاہِ شوق کا جب تصادم ہوتا ہے تو ذوق بیدار ہوتا ہے، نفسِ امارہ گرم لوہے پر چوٹ دیتا ہے، پھر نہ عفت کی فکر ہوتی ہے نہ عزت کی، نہ پارسائی کی، نہ خاندان کی، نہ سماج کی، نہ شرافت کی، نہ اولاد کی، نہ شوہر کی، نہ جنت کی، نہ دوزخ کی، اسی تصادم کو روکنے کے لئے قرآن نے مرد وعورت دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا، لیکن جدید یے مسلمان سب کچھ جان کر انجان بنتے ہیں۔

اس عمدہ معاشرتی نظام پر دوسرے اور دہریئے پسِ پردہ چوٹ کرتے اور مسلمان خواتین کو ورغلاتے ہیں، اور عورتیں سمجھ نہیں پاتیں ہیں، اسلام کے نظام سے آنکھیں چرا کر غیروں کے کہنے پر عمل کرتیں ہیں، مسلمان عورتیں اگر اسلامی معاشرتی نظام کا مطالعہ کریں تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ اسلام عورتوں کو کتنی قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور کس مرتبے پر رکھا ہے، جب اُن پر حقیقت واضح ہوگی تو وہ خود کہہ اٹھیں گی کہ وہ اپنی قدر اور اپنے مرتبے کو خود سے کھو رہی ہیں۔

(۲) اسلام نے مرد وعورت دونوں کو شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم لگایا، موجودہ دور میں کپڑے سے ایسے حفاظت کی جاتی ہے کہ کپڑا تو جسم پر ہوتا ہے لیکن اتنے تنگ وچست کہ جسم کی بناوٹیں نمایاں رہتی ہیں، حفاظت کا مطلب ہے جسم عریاں یا نیم عریاں نہ ہو، بے حیائی کے کاموں سے بھی شرم گاہوں کی حفاظت کی جائے، مگر اس دورِ پُرفتن میں اکثریت اُسی کی ہے کہ حفاظت کم، نمائش زیادہ ہے، اِسی نمائش کے ساتھ اسکولوں، کالجوں، سڑکوں، آفسوں، کلبوں، بیئر باروں، مجرا گھروں، بیوٹی پالروں، ٹرینوں اور بسوں میں لڑکیاں اور عورتیں دندناتی پھرتی ہیں، اپنے گھر کے اسباق کو بھلا دیا، غیروں کی دی ہوئی تعلیم کو یاد کر لیا ہے، عورت کا ہر عضو عورت ہے، لیکن ان عضو کو مردوں کے اعضا سے بھی زیادہ نمایاں کر دیا گیا، یہ کام بہت پہلے سے جاری ہے

اب شہروں میں ایک نئی بیماری دیکھنے کو مل رہی ہے کہ لڑکیاں ٹی شرٹ اور ہاف چڈی پہن کر موٹر
سائیکل چلاتی ہیں، سڑکوں پر گھومتیں، ہوٹلوں میں جاتیں، وہ جہاں بھی جاتی ہیں، لوگوں کی نگ
ہیں انہیں کی طرف مبذول ہو جاتی ہیں۔

(۱تا۱۱) مذکورہ آیتوں میں عورتوں کو اپنی زینت ہر شخص پر ظاہر نہ کرنے کی تنبیہ ہے، اس کی وجہ
یہ ہے کہ زینب آنکھوں کی اور نفس کی خوراک ہے، یہ خوراک صرف شوہر کے لئے جائز ہے، شوہر
کے علاوہ قرآن مجید نے باپ، خسر، بیٹا، بھتیجا، بھانجا، اور اوپر کے رشتہ داروں میں دادا، نانا، چچا
، ماموں وغیرہم جو عورت کے محرمات ہیں، ان سے شادی کسی حال میں درست نہیں اور یہ سب قر
یبی رشتہ دار اور عورت کی عزت و آبرو کے بہترین محافظ ہیں، اس لئے قرآن نے عورتوں کو ان
لوگوں سے پردہ کی تاکید نہیں کی، دوسرے یہ کہ ایسے رشتہ دار عورت پر کبھی غلط نگاہ نہیں اُٹھاتے
کیوں کہ ان رشتوں کے درمیان حیا کی ایک ایسی فصیل قائم ہے جو عورتوں کی جاذبیت کو ان مرد
ں کی نگاہوں میں بے معنی بنا کر رکھ دیتی ہے، مگر حیرت ہے کہ جدید دور کے جدید درندہ صفت
کچھ انسانوں پر جو بڑی دیدہ دلیری سے شرافت و پاکیزگی، اخلاق و ادب اور تہذیب و انسانیت
کے حدود کو پھلانگ رہے ہیں، بوالہوسی کی طلاطم خیزی نے آخر کار شرافت و نجابت کے پاک اور
مقدس رشتہ پر داغ لگا دیتے ہیں، سوچئے محافظانِ چمن کے ستودہ صفات پر بے شعوری اور بداخلا
قی کا عنصر کیوں کر اور کیسے غالب ہو گیا؟ سالارِ قافلہ کی بے راہ روی کی کیا وجہ ہے؟

محتسب کی اس دست درازی پر انسانیت نادم و شرمندہ ہے، درندوں کو شرما دینے والے اس
وحشیانہ فعل پر انسان کو کس نے اکسایا فلموں نے فلمی گانوں نے؟ گندے لٹریچروں نے یا جدی
یت کے فیشن نے؟ شیطان نے یا نفسِ امارہ نے؟ بے حیائی نے یا بے شرمی نے؟ کہ یہ شیطا
صفت لوگ اپنے خونی رشتہ کو پامال کر دیتے ہیں؟ یورپ و امریکہ کے بعد مشرقی دنیا میں جدی
یت کی ہنگامہ خیزی قیامتِ صغریٰ برپا کئے ہوئی ہے، تاریکی کی چادر اتنی وسیع ہوتی جارہی ہے ک
جس کا مشرقی تہذیب میں گمان بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

معاشرے کو بے شرمی و بے حیائی، فسق و فجور اور بدکاری و فواحش سے بچانے کی خاطر اسلام
نے عورتوں کو غیر مردوں سے پردہ کی ہدایت کی ہے، برے ماحول سے بچنے اور اخلاق سوز حرکا
ت سے دور رہنے کی تاکید مرد و عورت دونوں کو کی ہے، لڑکے اور لڑکیوں، عورتوں اور مردوں کے
اختلاط کو اسلام سخت ناپسند کرتا ہے یہاں تک کہ عورت کو اپنی زینت کو چھپائے رکھنے کی ہدایت کی
ہے، جو کہ بلا لحاظ مذہب و ملت سب کے لیے یکساں مفید ہے، مگر جدید تہذیب کے دلدادہ اسلا
م کے اس نظام معاشرت کو فرسودہ کہہ کر اس کی مخالف میں لگے رہتے ہیں، قلم کی توانائی بھی
صرف کرتے اور ہمیشہ الٹی گنگا بہانے پر کمر بستہ اور مصر رہتے ہیں، اس کام میں اپنے اور بیگانے
دونوں برابر کے شریک ہیں، جدیدیت نواز آزادی کے نام پر لڑکیوں اور عورتوں کو گھر سے باہر
نکال کر بازاروں، دوکانوں، کارخانوں، آفسوں، بیئر باروں میں سجا کر سر اور سینے سے دوپٹہ بھی
اتروا دیا، نیم برہنہ بنا کر مردوں کے لیے تعیش کا سامان پیدا کر دیا، عورتوں نے اسلام و قرآن کی
بتائی ہوئی راہوں سے انحراف کیا، مردوں نے بھی عورتوں میں دلچسپی لے کر اسلام کے بتائے ہو
ئے بہترین قوانین کو بالائے طاق رکھ دیا، ستم یہ کہ صنف نازک کے عریاں جسم کو دیکھ دیکھ کر بہت
سارے لوگوں کی آنکھوں کا پانی مر گیا ہے تو وہ عورتوں کے تئیں ایسی ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ
خدا کی پناہ، ایسے واقعات و حادثات کو لکھتے ہوئے شرم آتی ہے، مساوات کا خالی خولی ڈھول پیٹنے
والوں سے کون پوچھے کہ آپ کی اخلاقی حالت اتنی پست اور خراب کیوں ہو گئی ہے؟ آپ ایسی
بہکی بہکی باتیں کیوں کرتے ہیں؟

(۱۲) ''اور زمین پر پاؤں نہ ماریں جس سے ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم ہو جائے'' اس سے
معلوم ہوا کہ عورتوں کو سنگار کرنا منع نہیں ہے، لیکن سنگار دوسرے مردوں کو دکھانے کی غرض سے
زمین پر پاؤں مار کر ان کو اپنی طرف ملتف کرنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے، دورِ حاضر میں جو ہو
رہا ہے وہ اسلامی و معاشرتی دستور سے ہٹ کر انتہائی ہے، آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ خواتین اور
لڑکیاں شادی یا دیگر تقریبات میں شرکت کی غرض سے جانے سے پہلے خوب سنگار کرتی ہیں، گھر

سے برقع اور نقاب لگا کر تقریبات کے مقام پر پہنچتی ہیں، وہاں پہنچ کر خواتین اور لڑکیاں سب کی سب برقع اور نقاب کو اپنے جسم سے اتار دیتی ہیں، لڑکیاں دوپٹے کو بھی ہٹا دیتی ہیں، ایسے میں محرم اور غیر محرم جس کی نگاہیں اُن خواتین اور لڑکیوں کی جانب مرکوز ہو جاتی ہیں، ایک صاحب سے پوچھ دیا کہ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ موصوف کہنے لگے کہ لوگ اپنی لڑکیوں کو سجا کر اس لئے محفل لاتے اور بھیجتے ہیں کہ ان کو لڑکے دیکھیں اور شادی کے لئے پسند کریں، یہاں پر چپکے چپکے یا کھلے طور پر لڑکے اور لڑکیوں کے درمیاں موبائل نمبر کی لین دین بھی ہوتی ہے، آج کل ہمارے معاشرے میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسلامی دستور سے ہٹ کر ہو رہا ہے اور بہت برا ہو رہا ہے۔

ناپسندیدہ لباس

دورِ حاضر میں جدید ذہن کی لڑکیوں اور عورتوں کے لباس کا تماشا دنیا خوب دیکھ رہی ہے، جسم پر لباس ہوتے ہوئے بھی جسم ننگا ہی رہتا ہے، فیشن کے نام پر بے حیائی کو گوارہ کیا جا رہا ہے، ذات اور لباس کو دیکھنے والے اپنی آنکھیں بند کر لیں تو اسی میں بھلائی ہے، ایسے لباس کے متعلق آقا ﷺ نے فرمایا:۔

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو قسم کے دوزخی لوگ وہ ہیں جنہیں ہم نے دیکھا نہیں، ایک وہ قوم جن کے ساتھ گائے کی دم کی طرح کے کوڑے ہوں گے، جن سے لوگوں کو ماریں گے اور دوسری وہ عورتیں جو پہن کر ننگی ہوں گی، مائل کرنے والیاں مائل ہونے والیاں، ان کے سر اونٹنیوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے، وہ نہ جنت میں جائیں نہ اس کی ہوا پائیں“ (۴۵)

حدیث پاک میں دو قسم کے لوگوں کا تذکرہ ہیں، جن کو سرکار ابد قرار ﷺ نے نہیں دیکھا، یعنی میرے زمانہ میں ایسے لوگ نہیں ہیں لیکن بعد میں پیدا ہوں گے، اُن میں اُن عورتوں کا تذکرہ صاف صاف ہے جو کپڑے پہن کر ننگی ہوں گی، دورِ حاضر میں جدید ذہن کی لڑکیوں اور عورتوں کو فیشن نے مارا، دولت نے بے پرواہ کر دیا، قرآن نے کہا اپنی زینت کو ظاہر نہ کرو، تمہاری زینت

تمہارے شوہر کے لیے ہے، مگر لڑکیاں اور عورتیں ایسی زینت کر کے نکلتی ہیں کہ زینت کے ساتھ جسم کا حصہ بھی ظاہر ہوتا ہے، کپڑے تو پہنے ہوتی ہیں مگر ننگی ہوتی ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بازاروں میں اس طرح بن سنور کر، زینت کو ظاہر کر کے اور نیم عریاں لباس پہن کر کیوں جاتی ہیں؟ حدیث کا علم رکھنے والے حدیث کے اس لفظ کی روشنی میں ”مُمِيلَاتٌ“ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں، یعنی لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اور ”مَائِلَاتٌ“ مائل ہونے والیاں، یعنی لوگوں کی جانب مائل ہونے کے لئے، سر اور سینہ سے دوپٹہ غائب، برقع سے چہرہ کھلا، یا جسم کے چند حصوں پر لباس باقی حصے کھلے ہوئے، یا ایسا باریک لباس کہ جسم دکھائی دیتا ہے، ادا مائل پرواز دکھا کر لوگوں کو اپنی جانب مائل کرتی ہیں اور خود بھی مائل ہوتی ہیں، نہ مذہب کا پاس، نہ خاندان کا خیال، نہ صنف کا لحاظ، راہ چلتے وقت موٹی اونٹنیوں کے کوہان کی طرح اپنی گردن اور سر کو اوپر اٹھائے ہوئے فوج کی طرح اکڑ کر، لوگوں کو دیکھتے ہوئے، ہر طرف نظر دوڑاتے ہوئے چلتی ہیں تو ان کی ادائیں کہتی ہے، ہم جدید تہذیب کی پروردہ میڈم ہیں، ہم میں شرم وحیا اور غیرت نہ ڈھونڈو! یہ تو ماضی کی لڑکیوں اور عورتوں کے لئے تھیں، اب یہ چیز پرانی شہنائی، فرسودہ روایت، قدامت پسند طریقہ، مہمل باتیں ہیں، یہ مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کا عمل بولتا، زبان بولتی ہے، مسلمان عورتیں اپنے مدنی آقا ﷺ کے فرمان پر عمل نہیں کرتیں اور اسلام دشمن فکر کے حامل لوگوں کی باتوں کو مانتی ہیں، جنہوں نے لکھا اور کہاں کہ جو مسلمان عورتیں نگاہیں نیچی کر کے چلتی ہیں ان میں حوصلوں کی کمی ہے۔

یہی بناؤ سنگھار کے بل پر عورتیں اپنی جانب مردوں کو مائل کرتیں اور مردوں کی جانب مائل ہوتی ہیں، یہی بے پردگی، بناؤ سنگھار، مائل کرنے اور مائل ہونے کی وجہ سے زنا کاری وبدکاری کے باب کھلے، پھر یہ آہستہ آہستہ فیشن میں تبدیل ہوتا گیا، اور آج بعض ممالک میں مکمل طور پر فیشن ہو گیا ہے۔

ستم یہ ہے کہ آج کل جیسے لباس استعمال لڑکے اور لڑکیاں کر رہی ہیں اُس لباس میں وہ خود کو

خوبصورت لگتے ہوں لیکن دیکھنے والوں کو خوبصورت نہیں بلکہ وہ ٹپوری لگتے ہیں، یہی وہ ہے کہ ایک خبر جو کالج کے لڑکے اور لڑکیوں کے متعلق شائع ہوئی اس کی جلی سرخی اس طرح سے تھی:

بغیر آستین کی پوشاک ممنوع

کاندیولی لاء کالج میں لڑکیوں کے لئے بغیر آستین کی پوشاک ممنوع

کالج میں ڈریس کوڈ کے لئے سرکولر جاری، ٹیٹو بنانے اور جینس پہنے پر لڑکوں پر پابندی

ممبئی (ایجنسی) ممبئی کے ایک لاء کالج نے اپنے طالب علم کے لئے عجیب وغریب فرمان جاری کیا ہے، بوریولی ویسٹ کے نالندہ کالج آف لاء نے ڈریس کوڈ کو لے کر سرکولر جاری کیا ہے، اس میں کہا گیا ہے کہ لڑکیوں کے ٹپ سلیو چار انچ سے کم نہیں ہونا چاہئے اور کمر سے نیچے ٹاپ کی لمبائی کم سے کم 7 انچ ہونا چاہئے، کالج کے فرمان کے مطابق وہی جوتے پہنے جاسکتے ہیں جو پیر کو پوری طرح ڈھک سکیں، یہی نہیں جسم پر بنے ٹیٹو یا کسی پائرسنگ کو دکھانے کی بھی اجازت نہیں ہوگی، گزشتہ دنوں جاری یہ سرکولر کہتا ہے کہ تمام طلبا کو سفید شرٹ اور بلیک ٹراوزر میں آنا ہوگا، وہیں لڑکوں کی ٹائی کا رنگ ان کے سال کی پڑھائی کے حساب سے طے ہوگا، پرنسپل کا خیال ہے کہ ٹی شرٹ اور جینس میں اسٹوڈنٹس ٹپوری لگتے ہیں، پہلے سال کے ایک طالب علم کے مطابق ان سے کہا گیا ہے کہ ڈریس کوڈ پر عمل نہ کرنے پر سزا دی جائے گی، اسٹوڈنٹ کی حاضری پر بھی اثر ہو سکتا ہے، اگر چہ ابھی تک کسی کو سزا نہیں دی گئی ہے مگر اسکرٹ اور ”سلیولیس ٹاپ“ نہ پہننے کو لے کر بہت سختی سے کہا گیا ہے، ایک اور طالب علم نے بتایا کہ پہلے ہم اسکرٹ اور سلیولیس ٹاپ پہن کر آتے تھے لیکن اب ایسا کرنے سے گریز کرتے ہیں، یہاں تک کہ لڑکے بھی ٹیٹو کو چھپا کر رکھتے ہیں، ایک طالب علم کا کہنا تھا کہ کسی بھی قانونی کالج میں ایسا ڈریس کوڈ نہیں ہے، لیکن جب سے نئے پرنسپل آئے ہیں یہ تبدیلی کی گئی ہے۔

وہیں پرنسپل پروین سنگھل کا کہنا ہے کہ یہ شرائط کالج میں ڈسپلن لانے کے لئے بنائے گئے ہیں، گزشتہ کچھ سالوں سے کالج میں ڈسپلن نام کی چیز ہی نہیں تھی، وہ اب وہی کر رہے ہیں جو پرنسپل کے طور پر جائز ہے، ان کا کہنا ہے کہ ٹی شرٹ اور جینس میں طلبا ٹپوری لگتے ہیں ہم اپنے طالب علموں کو بہتر بنانا چاہتے ہیں“ (۴۶)

اس رپورٹ کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جہاں سینکڑوں طلبا حصولِ علم میں لگے ہوئے ہیں وہاں ڈسپلن بگڑ گیا ہے تو وہاں ڈسپلن قائم کرنے کی کوشش کی گئی اگر کوئی اس میں رخنہ اندازی نہیں کرے گا تو ڈسپلن قائم ہوجائے گا، اسی کی روشنی میں وہ لوگ سوچیں جن کے گھر کا ڈسپلن ہر طرح سے بگڑ چکا ہے، یعنی رہن سہن، لباس اور آزادی کے معاملے میں لڑکے اور لڑکیاں ٹپوری بن چکے ہیں، ان کے والدین اگر اسلامی معاشرتی نظام کے ڈسپلن کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی اولاد کے تئیں متحرک ہوجائیں تو کام بن جائے گا، لیکن ایسے لوگ اپنی اولاد کو خود برباد کرنے کے ذمے دار ہیں وہ اس طرح سے کہ وہ بالکل جامد وساکت بنے ہوئے ہیں، لوگ اپنی تہذیب کو برقرار رکھنے سے نہ جانے کیوں بھاگ رہے ہیں، اپنی تہذیب سے منہ موڑ کر انگریزوں کی تہذیب میں گرفتار ہونا دانشمندی نہیں ہے، خاص کر لڑکیاں اور عورتوں کے عریاں لباس سے بہت ساری سماجی اور معاشرتی برائیاں وجود میں آرہی ہیں، اور ان کی عفت وعصمت پر حملے ہوتے ہیں، اس بات کا اقرار دانشورانِ ملت بھی کرتے ہیں اس سلسلہ میں نئی ممبئی کی ایک رپورٹ اخبار میں شائع ہوئی، اس رپورٹ کی جلی سرخی یہ تھی۔

خواتین کی بدلتی پوشاکوں کی وجہ سے ہی آبروریزی کے معاملے بڑھ رہے ہیں

نئی ممبئی کی مہیلا منڈل کا تجزیہ، خواتین کو گاؤن پہننے سے منع کر دیا گیا، خلاف ورزی کرنے پر پانچ سو روپئے جرمانہ، دو خواتین سے جرمانہ وصول کیا گیا

نئی ممبئی (ایجنسی) خواتین پر بڑھتے مظالم کے سدباب کے لئے جینس اور پھر موبائل پر پابندی کے فیصلے کے بعد اب نئی ممبئی میں خواتین کے گاؤن پہننے پر روک کا ایک انوکھا

فیصلہ سامنے آیا ہے، آبروریزی کی بڑھتی وارداتوں پر رُوک لگانے کے لئے نوی ممبئی
کے ایک گاؤں میں خواتین کے گاؤن پہننے پر ہی روک لگادی گئی ہے، گاؤں کی اندرا ینی
مہیلا منڈل نے یہ پابندی لگائی ہے، اتنا ہی نہیں اس حکم کی خلاف ورزی پر 500
روپئے کا جرمانہ بھی وصول کیا جارہا ہے۔

ذرائع کے مطابق گاؤں میں لگے ایک بورڈ پر لکھ کر یہ حکم جاری کیا گیا ہے، ساتھ حکم کی
تعمیل نہ کرنے پر 500 روپئے کا جرمانہ لگایا گیا ہے ''گوٹھاولی گاؤں'' میں مہیلا منڈل
کی اراکین نے ایک میٹنگ کی، اجلاس میں آبروریزی کی بڑھتی وارداتوں پر چرچہ کی
گئی، اس دَوران یہ نتیجہ نکلا کہ خواتین کی بدلتی پوشاکوں کی وجہ سے ہی آبروریزی کے
معاملے بڑھ رہے ہیں، خواتین کے غلط پہناوے کے سبب ہی مرد متوجہ ہوتے ہیں اور
آبروریزی اور چھیڑ چھاڑ کے واقعات ہوتے ہیں۔

اس میٹنگ کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ گاؤن پہن کر خواتین گھر سے باہر نہیں جائیں گی،
ساتھ ہی حکم کی تعمیل نہ کرنے والی خواتین سے 500 روپئے وصول کیا جائے گا، منڈل
کی عورتیں ہی عورتوں پر نظر رکھیں گی، حکم کی خلاف ورزی پر جرمانہ وصول کریں گی، اس
معاملے میں دو خواتین سے جرمانہ وصول کر انہیں رسید بھی دی گئی ہے'' (۴۷)

اب تو لوگوں کی آنکھیں کھلنی چاہیئے جو لوگ اسلامی لباس کو دیکھ کر آنکھ بھوں چڑھاتے اور
فقرہ کستے، واہیات بولتے ہیں کہ یہ دقیانوسی اور فرسودہ خیالات کے لوگ ہیں، دیر سے ہی سہی خوا
تین کو سمجھ میں آیا کہ عورتوں پر اَدھ کھلے اور عریاں لباس کی وجہ سے ہی ان پر جنسی وار ہوتا ہے،
ابھی بھی عقل پر پتھر بیٹھے مردوں کو سمجھ میں نہیں آرہا ہے جو اپنی بہو اور بیٹیوں کو عریاں لباس میں
دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ ہماری بہو اور بیٹیاں اب میم صاحبہ بن گئی ہیں، یہاں بھی چور دروازہ تو
نہیں کام کر رہا ہے؟

معاشرے میں رہنے اور لباس پہننے کے لئے اسلام نے جس قسم کے لباس پہننے کا قانون بنایا

ہے وہ قانون سب کے لئے سود مند ہے لیکن ستم ظریفی یہ کہ جس کے لئے قانون بنا اسی قوم نے
قانون توڑنے کا بیڑا اٹھالیا ہے، اس لئے سب سے زیادہ خسارے میں وہی قوم ہے، اس کی
ٹوپی بدل گئی، خیالات بدل گئے، دل بدل گئے، رہن سہن، طور طریقے بدل گئے، مردوں کے سرو
ں سے ٹوپیاں اُڑ گئیں، عورتوں کے سروں سے پلو اور دوپٹے اُتر گئے، گھر کی زینت بازار کے کھلو
نے بن گئی، ان سے اب کوئی نصیحت نہیں لیتا بلکہ ان کو نصیحت کرتا ہے، ان کی نہ کوئی پہچان ہے نہ
شناخت ہے، نہ آنکھوں میں حیا ہے نہ زبان پر کلمہ، نہ سینے پر کپڑا ہے نہ پیشانی پر سجدوں کے نشان
، اسلامی اصولوں وقوانین کے سارے گہنے اُتر گئے، نام روشن آرا ضرور رہ گیا ہے۔

جو چیزیں تمام مذاہب کی عورتوں کے لئے مضر ہیں وہ دوسرے مذہب کی عورتوں کو نظر آرہی
ہیں، مگر مسلمان عورتوں اور مردوں کو نظر کیوں نہیں آرہی ہیں؟ اور نظر آرہی ہیں تو یہ بیدار کیوں
نہیں ہوتے ہیں؟ مسلمان عورتیں عریاں لباس کے خلاف احتجاج کیوں نہیں کرتی ہیں؟ مہیلا
منڈل کے طرز پر کوئی تحریک کیوں نہیں چلاتی ہیں؟ اپنے محلے کی ان عورتوں اور لڑکیوں کو سمجھاتی
کیوں نہیں ہیں جو عریاں لباس پہن کر لڑکوں کو دعوت نظارہ دیتی ہیں اور ان پر ہر وقت خطرے
کے بادل منڈلاتے رہتے ہیں۔

اسلامی لباس میں رہنا بھی تبلیغ ہے

گھر، پڑوس، محلے اور اداروں کی تہذیب کا اثر بچوں پر خوب اپنا رنگ جماتا ہے اور یہ رنگ اکثر
تا زندگی قائم رہتا ہے، ہندوستان میں اسلامی اداروں میں پڑھنے والے لڑکے اور لڑکیوں کو
دیکھئے کہ لڑکوں کو کرتا اور پائجامہ پہننے اور لڑکیوں کو حجاب میں رہنے کی تعلیم دی جاتی اور تاکید کی
جاتی ہے، وہ لڑکے اور لڑکیاں آٹھ سے دس سالوں تک اسی رنگ میں رہتے ہیں، پھر یہ رنگ اتنا
پختہ ہوتا ہے کہ تا زندگی اسی رنگ میں رہتے ہیں، اور دنیاوی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والی
لڑکیوں کے حجاب کرنے پر پابندی ہوتی ہے، آدھے جسم کے لباس پہننے کی ترغیب دلائی جاتی
ہے یہ رنگ بھی اپنا اثر دکھاتا ہے کہ پھر وہ لڑکیاں حجاب کو بُرا سمجھتیں ہیں، اگر اتفاق سے ان میں

سے کسی کی شادی مذہبی گھرانوں میں ہو جاتی ہے اور وہاں کے لوگ نقاب پہننے کی تاکید کرتے ہیں تو وہ تیار نہیں ہوتی ہے، یہاں تک کہ طلاق کی نوبت آجاتی اور طلاق ہو بھی جاتی ہے لیکن وہ لڑکی حجاب ڈالنے کے لئے تیار نہیں ہوتی ہے۔

اسی طرح سے اسلامی ممالک میں لڑکیوں کو گھر، محلے اور تعلیم گاہوں میں باحجاب رہنے کی تعلیم دی جاتی اور تاکید کی جاتی ہے اس لئے وہاں کی لڑکیاں شاذونادر ہی بے حجاب ہوتی ہیں، اس سلسلہ میں ایک رپورٹ ملاحظہ کیجئے:

''انچیون'' قطر کی خواتین باسکٹ بال ٹیم نے حجاب پہن کر کھیلنے کی اجازت نہ ملنے کے بعد انچیون ایشیائی کھیلوں میں آج منگولیا کے خلاف مقابلے سے انکار کر دیا۔

انچیون ایشیائی کھیل کے انتظامیہ کمیٹی کے ترجمان نے کہا کہ کھلاڑیوں سے مقابلہ شروع ہونے سے پہلے اسلامی حجاب کو اُتارنے کے لئے کہا گیا تھا لیکن انہوں نے منع کر دیا، افسر نے اپنے بیان میں کہا کہ جہاں تک مجھے پتہ ہے یہ بین الاقوامی باسکٹ بال فیڈریشن (آئی بی ایف) کا معاملہ ہے نہ کہ ایشیائی کھیلوں کا۔ آئی بی ایف کے ضابطوں کے مطابق بالوں میں لگانے والے زیب وزینت کے سامان اور زیورات پہننا منع ہے۔ حالانکہ قطری کھلاڑی عمل محمد نے کہا کہ جنوبی کوریا آنے سے پہلے انہیں حجاب پہن کر کھیلنے کی یقین دہانی کرائی گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ایشیائی کھیلوں میں حصہ لینے سے پہلے ہمیں بتایا گیا تھا کہ ہم حجاب پہن کر کھیل سکتے ہیں لیکن اب منتظمین نے ہمیں حجاب پہن کر کھیلنے سے منع کر دیا ہے، عمل نے کہا ''ہم اپنے حجاب اُتار کر نہیں کھیل سکتے، اس لئے ہم نے منگولیا کے خلاف کھیلنے سے منع کر دیا، مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ حجاب پہن کر کیوں نہیں کھیل سکتے؟ مجھے نہیں لگتا کہ حجاب پہننا خطرناک ہے اور اس سے کھیل یا کھلاڑیوں پر منفی اثر پڑے گا، انہوں نے کہا کہ ہم نے انڈونیشیا اور چین میں کئی بین الاقوامی مقابلوں میں حجاب پہن کر حصہ لیا ہے، انہوں نے کہا کہ ایشیا

ئی کھیلوں میں ہم تب تک نہیں کھیلیں گے جب تک ہمیں حجاب پہن کر کھیلنے کی اجازت نہیں دی جائے گی'' (۴۸)

قطری خواتین چند گھنٹے کے لئے کھیل کے لئے بھی میدان میں بے حجاب ہونے کے لئے راضی نہیں ہوئیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کبھی بے حجاب رہی ہی نہیں، اب ان کی حیا ان کو چند گھنٹوں کے لئے بھی بے حجاب نہیں ہونے دیتی، بے حجاب ہونے میں انہیں عار محسوس ہوتی، شرم آتی، اسی بنا پر حجاب کو نہیں اُتارا، اسی طریقے سے جو لڑکیاں شروع سے بے حجاب رہتی ہیں، انہیں بعد میں حجاب کرنے میں شرم ہوتی ہے، لاج لگتی ہے، مسلمان خواتین کا حجاب میں رہنے سے ان کی ذات اور ان کے بدن کے فائدے کے ساتھ اسلامی قوانین کی تبلیغ بھی ہوتی ہے، اس سلسلہ میں گذشتہ صفحہ پر ''اینے کلاؤس'' (Anne Kiaus) کے متعلق پڑھ چکے ہیں کہ وہ مصر جاکر باپردہ خواتین سے بہت متاثر ہوئی تھیں، حجاب کا حکم مولوی مولانا کا حکم نہیں ہے، بلکہ یہ حکم اللہ جل جلالہ اور اُس رسول کریم ﷺ کا حکم ہے، اسلام کے ابتدائی دور میں پردے کا حکم نہیں تھا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے خواتین کو پردے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور بندیوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے تو عورتوں اور لڑکیوں پر پردہ ظلم وزیادتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اُس رسول کریم ﷺ کا فضل وکرم ہے، اب پردے اور نقاب پر تنقید کرنا گویا اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسول مقبول ﷺ کے حکم پر تنقید کرنا ہے، کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے یہ خیال بھی غلط ہے سب سے بڑی بات ہے علمی صلاحیت کا اگر علمی صلاحیت ہے تو خواتین کسی بھی محکمہ میں اپنا لوہا منوا سکتی ہیں اس سے متعلق ذیل کی رپورٹ پڑھئے:

حجاب ترقی کی راہ میں رُکاوٹ نہیں ہے

کولکاتا کی مسلم لڑکی نے جوڈیشیل اگزام میں ٹاپ کر کے ثابت کر دیا

''کولکاتا (ایجنسی) کولکاتا کی ایک مسلم لڑکی نے جو حجاب استعمال کرتی ہے مغربی بنگال میں ۲۰۱۴ء کے جوڈیشیل امتحان میں ٹاپ کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پردہ ترقی کی راہ

میں رکاوٹ نہیں ہے، واضح رہے کہ لڑکی کے دوستوں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ انٹر
ویو کے دوران حجاب کا استعمال نہ کرے، مغربی بنگال جوڈیشیل سروس کمیشن کا امتحان
پاس کرنے والی عرشی حشمت نے بتایا کہ انٹرنس امتحان کے نتائج کا اعلان ہونے کے
بعد جب وہ انٹرویو کے لئے جانے لگیں تو ان کے دوستوں نے مشورہ دیا کہ وہ اسکارف
ہٹادیں کیوں کہ انٹرویو لینے والے پینل کو یہ پسند نہ آئے اور اس کی وجہ سے انہیں ناکام
کردیا جائے، مگر اس کے باوجود میں نے اسکارف لگا کر ہی انٹرویو میں سامنا کرنے کا
فیصلہ کیا، عرشی حشمت دوسری مسلم لڑکی ہے جس نے اس امتحان میں ٹاپ کیا ہے، اس
سے قبل 2008 میں بشریٰ عدیل نے اسی امتحان میں ٹاپ کیا تھا، عرشی کے علاوہ ۶ ر
خاتون سمیت 18 مسلم امیدواروں نے اس امتحان کو پاس کیا ہے، بہترین مقرر اور شا
عر عرشی نے کہا کہ اس نے تمام سوالات کا جواب خود اعتمادی سے دیا اور پینلسٹ میرے
جوابات سے مطمئن نظر آئے، عرشی کی بڑی بہن نے بھی چند سال قبل اس امتحان کو پاس
کیا تھا، اس وقت مغربی بنگال میں جج کے فرائض انجام دے رہی ہے (۴۹)

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان لڑکیاں خود ہی بے اعتمادی کی شکار ہو کر پردہ ترک کردیتی ہیں اور
مسلمان خواہ مخواہ کا شور مچاتے ہیں کہ ہماری لڑکیاں پردے میں رہیں گی تو ان کو ملازمت نہیں
ملے گی، جیسی نیت ویسی برکت ہورہی ہے، جس کے ذہن کا بخیہ ڈھیلا ہوگیا ہے وہ کہتے ہیں کہ
نقاب پوش خواتین کو لوگ زیادہ گھور گھور کر دیکھتے ہیں، مانا کہ آپ کی بات صحیح ہے لیکن دیکھنے وا
لے کی نگاہ نقاب تک ہی رہتی ہے، بے نقاب کو دیکھنے والے کی نگاہ حسن تک پہنچتی ہے، اسی حسن
پر دل پھینک قسم کے نوجوان طمانچے بھی چڑھاتے ہیں یہ ساری حقیقت لوگوں کے سامنے ہیں
لیکن ایسے لوگ اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے پردہ نشیں خواتین پر غلط تیر پھینکتے ہیں۔

فرانس کے سرکوزی کے دور اقتدار میں سرکوزی نے حجاب پر پابندی لگانے کی بڑی کوششیں
کیں اب تو سرکوزی اقتدار سے باہر ہوچکے ہیں......اور ایک رپورٹ کے مطابق فرانس میں

1900 خواتین نقاب پہنتی ہیں، برطانوی لیڈروں نے بھی حجاب ونقاب کے خلاف بڑا واویلا
مچایا، لیکن قدرت کا کرشمہ ہی الگ ہے کہ برطانیہ کے سابق وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی سالی ''لارین
بوتھ'' نے اسلام اور اسلامی کلچر سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرلیا اور اب وہ پوری طرح سے حجاب
میں رہتی ہیں، جرمنی میں بھی حجاب پر شور برپا ہوا، چین نے تو اپنے ملک کے صوبہ ''سنکیانگ''
میں عورتوں کے حجاب ونقاب، مردو کے ڈاڑھی اور ٹوپی، نماز وروزے پر پابندی لگائی اور لگا رکھی
ہے، وہاں کی مسجدوں کے امام کو قطار میں کھڑا کرکے ڈانس کروایا، اب عورتوں کو حجاب ونقاب
میں رہنے کی ایک ہوا چلی ہوئی ہے، مسلمان خواتین سمیت خاص کر مغرب کی خواتین میں جر
نلسٹ، ہالی ووڈ، سیاست داں اور ملازم پیشہ خواتین حجاب کو پسند کرنے لگی ہیں، مغرب کی مشہور
جرنلسٹ ''یوان ریڈلے'' کی تصویر کئی دفعہ اخبارات میں شائع ہوچکی ہے جسے مکمل طور پر اسکا
رف وحجاب میں دیکھا گیا، بغاوت کرنے کے بعد ہی سہی لیکن لوگ اسلام کے معاشرتی نظام کی
جانب راغب ہورہے ہیں تو یہ خوشی کی بات ہے۔

نیت پاک اور ہمت بلند رکھنے والی خواتین ہر جگہ کامیاب ہوتی ہیں، روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی
۳ر مارچ ۲۰۱۸ء صفحہ ۱ر کی رپورٹ ذیل میں پڑھئے:

نیویارک (ایجنسی) امریکہ میں تین مسلمان خواتین کو زبردستی حجاب اتروائے جانے پر ایک لاکھ اسی ہزار
ڈالر ہرجانہ ادا کیا جائے گا۔ 2012 اور 2015 میں گرفتاری کے بعد نیویارک کی پولیس نے ان خواتین
کو حجاب اتروا کر ملزمان کے طور پر تصاویر لی تھیں، نیویارک پولیس کے اس عمل کو مذہبی حقوق کی خلاف ورز
ی قرار دیتے ہوئے پولیس اور نیویارک انتظامیہ پر ہرجانہ دائر کیا گیا، بروکلین کی وفاقی عدالت میں فر
یقین کے مابین معاملات طے پانے کے بعد تینوں خواتین کو ساٹھ ساٹھ ہزار ڈالر یا تقریباً چھیاسٹھ لاکھ
روپے فی کس ادا کئے جائیں گے، گرفتار خواتین میں سے ایک کو ہراساں کرنے اور دوسری کو پارکنگ کے
جھگڑے پر حراست میں لیا گیا تھا''۔

حجاب ونقاب کس لئے؟

دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں ان میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو خواتین کو پردے کا حکم

دیتا ہے....سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں اور کس لئے؟....اس تعلق سے تو آپ نے بہت کچھ پڑھ لیا ہے....اب اس سے ہٹ کر ایک اور روش کی طرف رخ کیجئے....اسکولوں کے الگ الگ یونیفا رم ہوتے ہیں....لیکن کوئی بھی کسی یونیفارم پر اعتراض نہیں کرتا ہے....اس لئے اعتراض نہیں ہے کہ یونیفارم اسکولوں کی پہچان ہے.... مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا یونیفارم شیروانی ہے اور سب کو پہننا ہے....بہت سارے کالج میں ٹائی پہننا لازمی ہے....اسی طرح سے مختلف پیشہ سے منسلک لوگوں کا الگ الگ لباس ہوتا ہے....مثال کے طور پر ڈاکٹروں کی پہچان سفید کورٹ ہے....نرسو ں کا الگ لباس ہوتا ہے....جج صاحبان اور وکلا کا لباس سیاہ کورٹ ہوتا ہے....سادھو اور سادھوی کا لباس زعفرانی ہوتا ہے....عرب والوں کا لباس عبا.... پادریوں کے چوغے....غیر شادی شدہ برہما کماری کا سفید لباس ہوتا ہے....عیسائی راہباؤ کا لباس برقعہ نما ہوتا ہے لیکن وہ راہبائیں چہر ے نہیں ڈھکتی ہیں.... یہ تمام لباس تمام قسم کے لوگوں کی پہچان ہے کسی پر کسی کو اعتراض نہیں لیکن دنیا بھر کے دشمنانِ اسلام کی نگاہیں صرف برقعے پر اُٹھتی ہیں اور برقعے پر اعتراض کرتے اور پابندی لگانے کی باتیں کرتے ہیں....آخر کیوں؟

اسلام کی قدردان اور حجاب سے واقفیت رکھنے والی خواتین نے ہمت سے کام لیتے ہوئے حجاب کے تیئں کئی دفعہ دنیا کے دانشوروں کو انگشت بدنداں کر دیا ہے....عرشی حشمت کا واقعہ پچھلے صفحات پر تحریر کیا جا چکا ہے....یمنی خاتون ''توکّل کرمان'' کو ۲۰۱۱ء میں نوبل انعام سے نوازا گیا اور انعام لینے کے لئے ان کو 'سویڈن' کے دارالخلافہ (Oslo,Norway) بلایا گیا:...موصو فہ وہاں گئیں اور انعام لینے کے لئے اسٹیج پر حجاب میں پہنچیں تو ساری دنیا کے پرنٹ اور الیکٹرا نک میڈیا کا رُخ ان کی جانب ہو گیا اور سوالات پر سوالات کرنے لگے....اور سوالات صرف حجا ب ونقاب سے متعلق کرتے تھے....ان میں کا ایک سوال یہ بھی تھا۔

سوال: کیا وہ یہ محسوس نہیں کرتیں کہ ان کا یہ لباس ان کی تعلیمی اور دانشوارانہ علمی سطح کے منافی ہے اور کیا یہ اسلام میں عورت کے دبائے اور کچلے جانے کی علامت نہیں؟

جواب: انسان زمانہ قدیم میں برہنہ رہتا تھا جوں جوں انسانی علوم اور تہذیب کا ارتقا ہوا ،وہ اپنے تن کو ڈھانکنے اور کپڑے زیب تن کرنے لگا، میں آج جو کپڑے پہنتی ہوں اور حجاب استعمال کرتی ہوں یہ انسانی دانش اور اس کی تہذیبی نفاست کی معراج ہے، جس کے انسانی تہذیب نے ہزاروں سال کا سفر کیا ہے، بھرپور لباس زیب تن کرنا یقیناً انسا نی پسماندگی کی علامت نہیں، دراصل برہنگی انسانی ذہن کی پسماندگی کی علامت ہے، اور اس بات کی مظہر ہے کہ ماڈرن دور کا دانشمند انسان لباس کے حوالے سے آج بھی عہد قدیم میں زندگی بسر کرتا ہے، یہ کتنے افسوس کی بات ہے'' (۵۰)

اس رپورٹ پر ایسی خاتون کو اس کی ہمت کی داد دینی چاہئے کہ اس رپورٹ کو پڑھ کر بہت ساری خواتین کو ہمت ملے گی کہ بھرپور کپڑے پہننا دانشمندی اور ترقی کی علامت ہے، کم کپڑے پہننا برہنگی کے دور کی علامت ہے، لیکن آج کل کی دانشمندی کا چراغ گل ہوتا جا رہا ہے، اور لوگ کتر بیونت کے چکرے میں رہتے ہیں، وہ اس طرح سے کہ ایک صاحب خواتین کے پردے میں رہنے، حجاب یا نقاب اوڑھنے کے حق میں نہیں تھے، میں نے سمجھا کہ ان کی بہو بیٹیاں بے پردہ ہی رہتی ہوں گی، ایک دفعہ ان کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا اور میں نے سوچا کہ ان کے گھر کی خواتین بے دھڑک سامنے آئیں گی، لیکن چائے کے لئے اندر سے دروازے پر دستک ہوئی تو موصوف اٹھے اور چائے لے کر آئے، اس سے تو یہی سمجھ میں آیا کہ موصوف دوسری خوا تین کے پردے کے حق میں نہیں ہیں مگر اپنے گھر میں خواتین کے پردے کا اہتمام کرتے ہیں ایسی باتیں کئی جگہ دیکھنے کو ملتی ہیں۔

مسلمانوں میں اخلاقی انحطاط

مسلمانوں کو ''اخلاق'' نبی ﷺ سے ملی ہوئی وراثتی دولت ہے....نبیٔ اکرم ﷺ کے اخلاق کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ '' اور بے شک آپ خُلق عظیم کے مالک ہیں....انسان کے پاس جب کوئی چیز ہوتی ہے تو وہ اپنے لوگوں اور عام لوگوں پر ضرور تقسیم

کرتا ہے.... حضورﷺ نے اخلاق کی دولت مسلمانوں میں وراثت کے طور پر چھوڑا.... اور اخلاق برتنے والوں کو بڑی بشارتیں سنائی۔

روایت ہے حضرت ابی درداء سے کہ رسول ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مومن کے میزان میں حُسنِ خُلق سے زیادہ وزنی اور کوئی چیز نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ فحش کلام کرنے والے بدزبان سے بُغض رکھتا ہے''۔

بہت لوگ تو حُسنِ اخلاق کے اسباق کو پڑھا ہی نہیں اور نہ حُسنِ اخلاق کو جانتے ہیں اور بہت لوگ حُسنِ اخلاق ہی کا درس لیا ہے مگر حُسنِ اخلاق کو پوٹلی میں باندھ کر کہیں دُور رکھ دیا ہے، اس لئے ہمارے یہاں حُسنِ اخلاق کا چمن اجڑا اجڑا لگ رہا ہے، حُسنِ اخلاق پھیکے دکھائی دے رہے ہیں، حُسنِ اخلاق کی روشنی ماند پڑی ہوئی ہے، حُسنِ اخلاق کی چاندنی گہنائی ہوئی نظر آرہی ہے، حُسنِ اخلاق کی کشت میں پیدا ہونے اور پلنے والوں میں ایسے لوگ بھی ملتے ہیں جو حُسنِ اخلاق کا درس دیتے ہیں لیکن خود عمل نہیں کرتے بلکہ مونچھ میں ہمہ دانی کے ڈنڈے باندھ کر گھوماتے رہتے ہیں، ایک کہاوت ہے کہ بلّی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے، اسی طرح سے حُسنِ اخلاق کا درس دینے والوں کی مونچھ سے ڈنڈے کون اُتارے؟ چلئے آگے بڑھئے اور دیکھئے کہ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کیا فرماتے ہیں:

روایت ہے حضرت ابوذر سے وہ کہتے ہیں کہ: حضورﷺ نے فرمایا اے ابوذر! تم جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، کوئی گناہ ہوجائے تو اس کے بعد فوراً نیکی کرو، وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آؤ''۔

تمام مسلمان اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے فرمان پر عامل ہوجاتے تو دنیا میں مسلمانوں کے حُسنِ اخلاق کا غلغلہ ہوتا، اگر سب نہیں ہوتے نصف بھی ہوتے تو نصف کے حُسنِ اخلاق کو دیکھ کر نصف ضرور شرمندہ ہوتے کہ ہم کو بھی لوگوں کے ساتھ حُسنِ اخلاق سے پیش آنا چاہئے، لیکن معاملہ الٹا ہے، مال دولت میں علم و عمل میں، عزت و وقار میں، آل و اولاد میں جو جتنا بڑا ہے ان

میں بیشتر کے یہاں اسی حساب سے حُسنِ اخلاق کی جگہ پر کسی کے یہاں نفسانی تلوار چمک رہی ہے، کسی کے یہاں ہمہ دانی کی لاٹھی کھڑکھڑا رہی ہے، کسی کے یہاں طاقت کی بجلی کڑک رہی ہے، کسی کے یہاں ''مَیں'' اور ''ہم'' کے ڈنڈے گھوم رہے ہیں، لگتا ہے کہ نفس و دولت نے صیاد بن کر لوگوں کو اپنے جال میں قید کرلیا ہے، اس سلسلے میں آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے سنے ہوئے اتنے واقعات ہیں کہ لکھوں تو بہت سارے صفحات سیاہ ہوجائیں گے، لیکن ان واقعات کو نہ لکھ کر مَیں تمام مسلمانوں سے گذارش کروں گا کہ حُسنِ اخلاق کے حَسین و جمیل اور خوشبودار پھولوں کو پھر سے سجائیں اور بسائیں تاکہ دوسری قوم بھی ان پھولوں سے فیضیاب ہوسکے، یہ ہمارے لئے دو جہاں میں فائدہ مند ہے، اس تعلق سے حضور سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا:

روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضورﷺ نے فرمایا میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب اور روزِ قیامت تم میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے''۔

خود پرستی اور خودغرضی کے اس دور میں لوگوں نے ان اسباق کو بھولا دیا ہے، مطلب کے وقت اور مطلب کے لئے عارضی طور پر اخلاق کی جھولی کھولتے ہیں اور مطلب نکل جاتا ہے تو پھر پیچانتے بھی نہیں ہیں، ایسے لوگ پھر شریعت و سنت کو اُٹھا کر طاق پر رکھ دیتے ہیں، اخلاق کا لغوی معنی ہے، پسندیدہ عادتیں۔ اچھی خصلتیں۔ خوش خوئی۔ ملنساری۔ کشادہ پیشانی۔ خاطر مدارات۔ آؤ بھگت۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاقِ حسنہ کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے (آمین)

امانت داری و خیانت کیا ہے؟

امانت کا حلقہ بہت وسیع ہے، اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی جانب سے، حضورﷺ کی طرف سے اور عباد کی جانب سے بندوں کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ سب امانت ہے، ان چیزوں کو چھوڑنا، ان سے منہ موڑنا، ان میں کمی بیشی کرنا، خیانت ہے۔

امانت اس کو کہتے ہیں کہ کسی کی کوئی چیز اپنے پاس رکھے اور اس میں تصرف نہ کرے....

اگر کوئی شخص کسی کی چیز اپنے پاس رکھے اور اس میں تصرف یا کمی بیشی کرے تو وہ امین نہیں ہے ...تصرف بمعنی دست اندازی کرنا ہے.... جسے خیانت کہا جاتا ہے... امانت رکھنا سنت رسول ﷺ ہے اور اس میں تصرف کرنا ابوجہل کی صفت ہے.... صحبتِ رسولِ اعظم ﷺ سے مستفیض ہونے والوں کی امانت داری مشہور ہے.... قرونِ اولیٰ کے یہود و نصاریٰ جب سفر پر جاتے تھے تو اپنی بہوؤں، بیٹیوں اور بیبیوں کو مسلمانوں کے گھروں میں رکھ جاتے تھے کہ ان کے یہاں ہماری عزت و عصمت محفوظ رہے گی.... اس بات پر آپ تعجب نہ کریں وجہ یہ تھی کہ صحبتِ رسولِ معظم ﷺ سے مسلمانوں کو سبق ہی ایسا ملا تھا... آج کی دنیا بدلی ہوئی ہے کہ مسلمانوں نے اسباقِ رسول ﷺ کو فراموش کر دیا اور دوسری قوموں کے اسباق کو یاد کر لیا ہے اور عمل کر رہے ہیں.... امانت یہ ہے کہ جو مال، روپے، پیسے جو دے اس کو وہی واپس دیا جائے.... امانت رکھنے والا اگر اس میں سے دس روپے نکال کر خرچ کر دیا اور اس کی جگہ دوسرے دس روپے رکھ دیا تو یہ خیانت ہے.... اسی پر بات ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ معاملہ بہت بڑھا ہوا ہے.... بہت سارے لوگ ہیں جو اَدل بدل کے ساتھ امانت کو ہضم کر جاتے ہیں اور جھوٹی قسم بھی کھا لیتے ہیں، اس تعلق سے آقائے نعمت ﷺ کا فرمان پڑھیے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خیانت کے متعلق ایک طویل روایت ہے، اس طویل روایت کو پڑھ کر امانت کو سمجھیے:

”فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم میں: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو خیانت کا ذکر فرمایا تو اسے اس کے معاملہ کو بڑا گناہ بتایا، پھر فرمایا کہ تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ قیامت کے دن یوں آئے کہ اس کی گردن پر اونٹ ہو بلبلاتا، عرض کرے یا رسول ﷺ میری مدد فرماؤ، مَیں کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، میں تجھے تبلیغ کر چکا، میں تم میں سے کسی کو یوں نہ پاؤں کہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر گھوڑا ہو ہنہناتا، پھر کہے یا رسول اللہ میری مدد فرماؤ، مَیں کہہ دوں کے تیرے لئے کسی

چیز کا مالک نہیں مَیں تجھ کو تبلیغ کر چکا، تم میں سے کسی کو نہ پاؤں یوں کہ وہ قیامت میں اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر بکری ہو جس کی ممیاہٹ ہو......عرض کرے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد فرماؤ، مَیں فرمادوں کہ میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، مَیں تجھے تبلیغ کر چکا..... مَیں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر غلام ہو..... جس کی چیخ ہو، کہے یا رسول اللہ میری مدد فرمایئے تو مَیں کہہ دوں کہ مَیں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، مَیں تم کو تبلیغ کر چکا ہوں.... مَیں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر کپڑے ہوں چر چر کرتے تو وہ کہے یا رسول اللہ میری مدد کرو.. مَیں کہہ دوں مَیں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، مَیں تجھے تبلیغ کر چکا.... اور مَیں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر سونا چاندی ہو، وہ کہے یا رسول اللہ میری مدد فرماؤ، مَیں کہہ دوں کہ مَیں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں، مَیں تجھے تبلیغ کر چکا“(۵۱)

امانت میں خیانت کرنے والے اس حدیث کو غور سے پڑھیں اور اپنے آپ کو ٹٹولیں اور مزید غور کریں کہ حضور ﷺ کی شفاعت بڑے بڑے گنہگار مسلمانوں کو حلال و نصیب ہوگی مگر خیانت کرنے والوں کو بار بار کہا گیا ہے کہ یہ کام نہ کرنا نہیں تو قیامت میں شرمندہ ہونا پڑے گا.... قیامت کے دن نیک اعمال انسان کی سواری بنیں گے اور بُرے اعمال انسان پر سوار ہو کر آئیں گے.... خیانت کی برائیاں بھی انسان کی گردن پر ہو کر آئیں گی..... جن جن چیزوں میں خیانت کی ہوگی ان چیزوں کا ذکر حدیث پاک میں تفصیل سے ہے، ان میں سے کچھ کا آپ نے مطالعہ کیا، آج کے معاشرے میں خیانت کی برائیاں پکے ہوئے آم کی طرح سے ہے کہ جس کے ہاتھ میں امانت آتی ہے وہ اُسے منہ سے لگا لیتا ہے، منہ میں لگا لینا ہی خیانت ہے، اس میں کئی طرح کے لوگ ہیں، ایک تو وہ ہے جو امانت کے متعلق کچھ جانتا ہی نہیں کہ امانت کسے کہتے ہیں، امانت کیسے رکھی جاتی ہے، ایک وہ ہے جو کہتا ہے کہ اپنے تصرف میں لینے سے کچھ نہیں ہوگا جب وہ مانگے گا

ہم دے دیں گے، اس وقت اپنے کام میں لگا دیتے ہیں، مثال کے طور پر کسی نے ایک ہزار رو
پے دیئے کہ آپ اپنے پاس رکھئے جب مانگوں گا تو دید یجئے گا، لینے والے نے کہا کہ ٹھیک ہے
اور اس روپے کو اپنے کام میں لگا دیتا ہے، یہ خیانت ہے، بھلے ہی وہ مانگنے والے کو بروقت دے
دیتا ہے لیکن امانت یہ ہے کہ دینے والے کو وہی روپے دے جو اس نے دیا تھا تب امانت ہے
دوسری صورت میں خیانت ہے۔

امانت سے متعلق ایک اور حدیث پاک ملاحظہ کیجئے: راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہی ہیں۔

”فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام پیش کیا جسے
مدعم کہا جاتا تھا، تو اس حالت میں کہ مدعم رسول اللہ ﷺ کا سامان اُتار رہا تھا کہ اسے
غائبانہ تیر لگا جس نے اسے قتل کر دیا تو لوگ بولے مبارک ہو اسے جنت، تب رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں اس کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ چادر جو اس
نے خیبر کے دن غنیمت میں سے تقسیم ہونے سے پہلے لی تھی وہ اس پر آگ بھڑکا رہی
ہے، جب لوگوں نے یہ سنا تو ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں ایک یا دو تسمے لایا تو فرما
یا کہ یہ تسمہ آگ کا ہے، دو تسمے آگ کے ہیں (۵۲)

میرے مسلمان بھائیو! اس حدیث پاک کو پڑھنے کے بعد رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، آپ
خود غور کیجئے کہ حضرت مدعم رضی اللہ عنہ غلام ہیں، مگر مسلمان ہیں، ایمان والے ہیں، صحابیٔ رسول
ﷺ ہیں، خیبر میں لڑے ہیں اور مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے ایک چادر انہوں نے رکھ لی تو
وہ چادر ان پر آگ بھڑکانے لگی، آج کا مسلمان تو لوگوں کا بہت کچھ ہضم کر کے جنت کی امید لگا
ئے بیٹھا ہے، اور اپنی امید کو اتنی دراز کئے ہوا ہے کہ لوگوں کا مال جہاں جس طرح سے مل جائے،
اس پر قابض ہو جاتا اور ہضم کر دیتا ہے، دیکھا دیکھی یہ بُرائی چھوت کے مرض کی طرح ایک سے
دوسرے میں پھیلتا جا رہا ہے، ایسے لوگ اپنے آپ کو چالاک، ہوشیار، عقل مند سمجھتے ہیں، پھر اس

قسم کے لوگ جب بازار میں، لوگوں سے ملنے کے لئے یا کسی محفل میں جاتے ہیں تو سفید کرتا، سر
پر ٹوپی، بہترین لباس اور بعضوں کے ہاتھ میں تسبیح بھی ہوتی ہے، یہ سب دیکھ کر بہت لوگ ایسوں
سے مرعوب ہو جاتے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ یہ سفید بگلا ہے جو شکار کے لئے نکلا ہوا ہے، اس کی
ٹوپی اور تسبیح دھوکے کی ٹٹی ہے، صرف ظاہری کو دیکھنے والا مرعوب ہو جاتا ہے لیکن جس کے ساتھ
اُس نے دھوکہ کیا ہے وہ دیکھتا ہے تو اُس کا دل جلتا ہے، ظالم کو برا کہتا، شب وستم کرتا ہے، انسان
کا کیا ہوا مٹتا نہیں، ختم نہیں ہوتا، بلکہ وہ زندہ رہتا ہے اور دیرپا ہوتا ہے اور قرآن واحادیث کی رو
شنی میں یہ ابدا لآباد تک رہے گا اور قیامت کے دن حشر میں میزان میں رکھ کر تولا جائے گا، امانت
رکھنے کے لئے ہر شخص تیار ہو جاتا ہے لیکن امانت کو امانت کتنے لوگ سمجھتے ہیں؟

جو نہیں کرتے وہ نہ کہو

اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے، کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ
کہو جو نہ کرو“ (۵۳)

آیت میں خطاب کیا گیا ہے ایمان والوں سے، ایمان والوں میں ایسے لوگ جن کا ذکر قرآن
مجید میں کیا ہے، ہر طبقے میں موجود ہیں، جو کرتے نہیں لیکن لوگوں سے کہتے ضرور ہیں، اسی طرز
عمل کا دوسرا نام قول وفعل کا تضاد ہے، اسلام قول وفعل کے تضاد کو بالکل پسند نہیں کرتا، جو لوگ جو
کام کرتے نہیں اس کام کے لئے لوگوں کو تبلیغ کرتے ہیں، ایسے لوگ کثرت سے دیکھنے کو ملتے
ہیں، ایسے لوگ اپنے کئے ہوئے کو چالاکی سمجھتے ہیں لیکن قرآن نے ایسے افعال سے منع فرمایا ہے
مسلمانوں کو جو اسباق یاد کرنا چاہئے اس کو چھوڑ دیا اور جو اسباق یاد نہیں کرنا چاہئے اسی پر توجہ
دیئے ہوئے ہوا ہے، اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا ہے کہ اسلام کا قانونی ومعاشراتی نظام کیا ہے؟
اسلام کے قانونی ومعاشراتی نظام پر مسلمان عمل کرنا شروع کر دیا تو ہر طرف اسلامی قانون کا بول
بالا ہو جائے گا، اور مسلمانوں کی عزت میں چار چاند لگ جائے، اور مسلمانوں کو یہ بات مدنظر
رکھنا چاہئے۔

مائل بہ فنا دنیا سے کل کا ذخیرہ کر
کب کون سا پل جانے آجائے کفن لے کر

اس فکر سے بیشتر مسلمان غافل اور خرافات میں ڈوبے نظر آتے ہیں، اس بیماری میں مسلمان کثرت سے گرفتار ہیں لیکن اس بیماری کا علاج کرنے اور کرانے سے کتراتے ہیں یہ مقام افسوس ہے، اور اس بیماری میں گرفتار لوگوں کو کوئی افسوس نہیں ہوتا ہے، بلکہ وہ اپنے کاموں میں مست ہوکر، گناہوں میں ڈوب کر زندگی گزارتے ہیں، نہ اپنی فکر کرتے ہیں، نہ اپنی اولاد کی، نہ گھر والوں کی، ایسے لوگ نہ چیونٹی کی ہمت سے سبق لیتے ہیں، نہ شیر کی بہادری سے، ایسے لوگ شہرِ خموشاں کے مردے ہیں، جن میں کوئی حرکت نہیں، نہ طاقت ہے، نہ سوچنے سمجھنے کی طاقت ہے، پھر ایسے لوگ مسلمان کہلاتے ہیں اللہ اللہ خیر سلا۔

وعدہ شکنی پر وعید

وعدہ شکنی کیا ہے؟ اس کا سیدھا سادھا مطلب یہ ہے کہ لین دین کے معاملے میں ایک شخص دوسرے سے وعدہ کرتا ہے، پھر اُس وعدہ سے مکر جاتا ہے، دوسرے دن کا وعدہ کرتا ہے، پھر مکر جاتا ہے، پچاسوں وعدے کرکے بھی نہیں نبھاتا ہے، دورِ حاضر کے لوگ ایسی باتوں کو ہنر مانتے ہیں، ایسے لوگوں نے قرآن مجید کا فرمان نہیں سنا ہے اور نہ سننے کی کوشش کرتے ہیں، قرآن کہتا ہے:

ترجمہ! اور وہ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں، آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں، اور اللہ نہ ان سے بات کرے، نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن، اور نہ انہیں پاک کرے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے" (۵۴)

یہاں ایک وعدہ خلافی پر پانچ سزاؤں کا ذکر ہے، یعنی جو دنیا حاصل کرنے کے لئے وعدہ خلافی کرتے ہیں، اس وعدہ خلافی پر نہ جانے کتنے لوگ سسک رہے ہیں، رقم لینے، اپنی خواہش پوری ہونے کے لئے بھیگی بلّی بنے رہتے ہیں اور مطلب برآری کے بعد بے فکر ہوکر شیر بن جا

تے ہیں، تلخ بولنے پر اُتر آتے ہیں، احسان فراموش اور بے مروت بن جاتے ہیں، لیتے وقت یہ مسلمان رہتے ہیں اور دیتے وقت منافق بن جاتے ہیں، یہ رنگ بدلنا مسلمانوں کی پہچان نہیں ہے، بلکہ منافق کی علامت ہے۔

قیامت کے دن ان کو پانچ سزائیں ملیں گی، پہلی سزا کے طور پر یہ کہا گیا کہ "آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں" یہ تو بہت بڑی بدنصیبی کی بات ہے کہ جہاں ہمیشہ رہنا ہے، جنت میں رہنا ہے، وہاں اس کو کچھ بھی حصہ نہیں ملے گا، ایسے لوگوں نے کبھی اس پہلو سے سوچا ہے، جواب نفی میں ہے۔

دوسری سزا یہ ہوگی کہ "اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے بات نہ کرے گا" یہ تو بہت بڑی محرومی ہے، دنیا میں بیٹے سے باپ بات نہیں کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ بیٹا بدنصیب ہے، اور جس سے اللہ تعالیٰ بات نہ کرے وہ کتنا بڑا بدنصیب ہوگا۔

تیسری سزا یہ ہوگی کہ "اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی طرف نظر بھی نہیں فرمائے گا" آدمی اپنے دشمنوں کی جانب نظر نہیں کرتا ہے کہ یہ میرا دشمن ہے تو اسی کی روشنی میں سمجھ جایئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو دشمنِ احکام سمجھ کر اس کی جانب نظر نہیں کرے گا نہ متوجہ ہوگا، اب فیصلہ آپ کیجئے کہ کس راستے پر چلا جائے؟

چوتھی سزا یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو گناہوں سے پاک بھی نہیں کرے گا" بندہ بشر میں گرنے کی لت ہے تو توبہ توبہ کرکے اٹھنے کی خوبی ہے، جو توبہ توبہ کرکے اٹھ گیا، قیامت کے دن اس کے گناہ مٹا کر اس کو پاک کر دیا جائے گا، اور جو گناہوں میں ڈوبا ہی رہتا ہے، ضد کی بنا پر توبہ نہیں کرتا تو آخرت میں اللہ تعالیٰ وعدہ شکن کو پاک نہیں فرمائے گا۔

پانچویں سزا یہ ہوگی کہ "ان کو دردناک عذاب دیا جائے گا"۔

زندگی کے میدان میں ہار جیت کیا ہے؟

زندگی کے میدان میں دو ٹیمیں ہمیشہ مصروفِ عمل رہتی ہیں... ایک کا نام نیکی ہے اور دوسری کا

نام بدی ہے...جیتنے والی ٹیم کو لوگ عزت کی نگاہوں سے دیکھتے اور ہارنے والی ٹیم پر لوگ طعنے کستے ہیں...اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ہماری زندگی کی دوٹیموں میں سے ہمیں کون فاتح بناتی ہے اور کون شکست دیتی ہے.....اس کا احتساب ہمیں خود کرنا ہے.....اور احتساب کر کے فیصلہ بھی کرنا ہے.....قرآن مقدس کی اس آیت کو مدنظر رکھئے...فَاَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا ۔(۵۵) ترجمہ! پھر اس کے دل میں ڈال دیا اس کی نافرمانی اور اس کی پارسائی کو“۔

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ”ہر انسان کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے برائی اور بھلائی کی تمیز کرادی الہامی طور پر.....برائی کو اور بھلائی کو ہر شخص پہچانتا ہے.....اس لئے بیوقوف سے بیوقوف اور جاہل سے جاہل بھی برائیوں کو چھپا کر کرتا اور ڈرتا ہے کہ کوئی دیکھ نہ لے...اُوپر میں مَیں دوٹیموں کے تذکرے کیا ہوں...اس ٹیم میں شامل ایک فریقین کے نام اس طرح سے گن سکتے ہیں۔

پہلے فریقین کے نام

(۱) امانت داری (۲) بدکاری سے بچنا (۳) بندگی کرنا (۴) پارسائی اختیار کرنا (۵) توکل کرنا (۶) توبہ کرنا (۷) ثناخوانی (۸) جھوٹ سے پرہیز کرنا (۹) حسنِ سلوک پیش آنا (۱۰) خیرات دینا (۱۱) درود شریف پڑھنا (۱۲) ذخیرہ اندوزی سے اجتناب کرنا (۱۳) رحم وکرم کرنا (۱۴) زہد اختیار کرنا (۱۵) سچ بولنا (۱۶) خوشی میں شکر ادا کرنا (۱۷) شرمگاہ کی حفاظت کرنا (۱۸) مصیبت میں صبر کا رامن تھامے رہنا (۱۹) ظلم سے بچنا (۲۰) عفو ودرگزر کرنا (۲۱) فرائض کی پابندی کرنا (۲۲) قناعت کرنا (۲۳) قول وفعل میں یکسانیت پیدا کرنا (۲۴) کسب معاش میں لگے رہنا (۲۵) لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرنا (۲۶) مستحق کی مدد کرنا (۲۷) نماز پر ہیشگی اختیار کرنا (۲۸) وعدہ وفا کرنا (۲۹) یتیموں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا، ان چیزوں کا آدمی عامل ہو جائے تو ان کی نیکیوں میں خود بخود اضافے ہو جاتے ہیں اور ان چیزوں پر عمل کرنے والوں کو اسلام نے فاتح بتایا ہے، اور ان پر عمل پیرا لوگوں کو خوشی سنائی گئی ہے، ملاحظہ کیجئے قرآن مجید کا اعلان:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۵۶)

ترجمہ! توبہ والے۔عبادت والے۔سراہنے والے۔روزے والے۔رکوع والے۔سجدہ والے۔بھلائی کے بتانے والے۔اور برائی سے روکنے والے۔اور اللہ کی حدوں میں نگاہ رکھنے والے۔اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو“۔

مذکورہ باتوں کے عامل فاتح کہلاتے ہیں...آپ اپنا تجزیہ کیجئے کہ ہم فاتح ہیں یا شکست خوردہ ...اگر آپ فاتح ہیں تو سجدۂ شکر ادا کیجئے اور اگر اب تک شکست خوردہ جانتے ہیں تو کمر کس کر صفِ اوّل میں آجایئے...توبہ کیجئے...عبادت میں لگ جایئے...اپنے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کیجئے... فرائض کی پابندی کیجئے...بھلائی کے راستے اختیار کیجئے...اور لوگوں کو بھی بھلائی کے راستے کی دعوت دیجئے...اور برائی سے روکئے...حدودِ شریعت میں رہئے...اپنے آقا ﷺ پر خوب خوب درود شریف پڑھئے...پھر دیکھئے کہ اعمال کی کھیتی کیسی ہری ہوتی ہے...ایسی ہری ہوگی کہ آپ خود ہی دنگ رہ جائیں گے۔

توکُّل کی ڈگری کے لئے...؟

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ”توکل“ ایک بڑی نعمت ہے...اور نعمت پانے کے لئے جہد کرنی پڑتی ہے...کچھ پانے کے لئے کچھ کھونا پڑتا ہے...مثل ہے کہ ”جو سوئے گا وہ روئے گا“...سچ بات یہ ہے کہ ہم لوگ توکل کی جانب کبھی رُخ اُٹھا کر دیکھتے ہی نہیں ہیں تو ہم لوگوں کو ”توکل“ ملے گا کہاں سے؟ جس کو ہم نے ڈھونڈا ہی نہیں اُس کو پائیں گے کیسے؟ جب پائیں گے ہی نہیں تو اس کی خوبیاں جانیں گے کیسے؟ توکل کے تعلق سے اللہ کا فرمان یہ ہے ”اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ“ (۵۷)

ترجمہ! اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں۔

توکل کی ڈگری ایمان والوں کے لئے مخصوص ہے...لیکن افسوس اس ڈگری کو حاصل کرنا کثرت سے ایمان والوں نے چھوڑ دیا...توکل کی جانب سے توجہ کو ہٹالیا...نتیجے میں خسارے ہی خسارے میں ہیں...توکل سے رُخ پھیر کر اپنا رُخ حرص وحسد کی جانب کرلیا...آج ضرورت اس بات کی ہے کہ توکل کی جانب رُخ کیا جائے...توکل کے بڑے فضائل ہیں، ملاحظہ کیجئے توکل کے فضائل:

''اللہ کے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اللہ پر توکل کرنے کا حق ادا کرو تو تمہیں ایسا رزق دیں جیسا پرندوں کو دیتا ہے...جب وہ صبح اپنے گھونسلوں سے نکلتے ہیں تو خالی پیٹ ہوتے ہیں...انسان کو تو پتا ہے کہ میں نے کمائی کے فلاں مقام پر جانا ہے...دکان پر بیٹھنا ہے...فیکٹری میں جانا ہے...فلاں جگہ مزدوری کرنی ہے...لیکن ان پرندوں کو کچھ بھی پتا نہیں ہوتا کہ ہمیں کہاں جانا ہے...جب صبح کو نکلتے ہیں تو خالی پیٹ ہوتے ہیں اور جب واپس شام کو پلٹتے ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔

پھر جس کی جو ضرورت ہے اللہ اس کو نصیب کرتا ہے...سارے پرندے ایک جیسی غذا نہیں لیتے...اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو مختلف مخلوقات پیدا کی ہیں سب کی اغذیہ ایک جیسی نہیں ہے...کچھ پرندے کچھ کھاتے ہیں...کچھ، کچھ کھاتے ہیں...اللہ نے سب کو ان کی ضرورت بہم پہنچاتا ہے...بلکہ میں کہا کرتا ہوں کہ یہ جو ہنس ہے...یہ دنیا کے اندر لاکھوں کی تعداد میں کروڑوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں اور یہ سچے (اصلی) موتی کھاتے ہیں...اور اگر (یہ موتی) ہمیں کسی دوائی میں استعمال کرنے کے لئے مطلوب ہوں تو ہزاروں لاکھوں روپے دے کے ہم کسی سے لیں تو پھر بھی بعض اوقات یقین نہیں ہوتا کہ یہ خالص ہے...لیکن اس جانور (ہنس) کو اپنے پیٹ بھرنے کے لئے یہ موتی روزانہ صبح شام چاہئے ہوتے ہیں اور ایک جانور نہیں دنیا کے اوپر کروڑوں ہیں میرا رب ہر ایک کی ضرورت کو پورا فرماتا ہے۔

جس کی جو ضرورت ہے پوری ہوتی ہے...جب وہ گھر سے اڑتے ہیں تو خالی پیٹ ہوتے ہیں اور جب وہ شام کو آتے ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں...کوئی مقام رزق کا مخصوص ان کے لئے نہیں ہے اور سب سے اچھا کھاتے ہیں...جو امرود کا باغ ہوتا ہے اس میں اگر آپ کو دیکھنا ہو کہ سب سے اچھا اور میٹھا امرود کونسا ہے تو وہ ہوگا جس کو طوطے نے چونچ لگائی ہوگی...چونکہ یہ سب سے اچھا پھل پورے باغ میں ایک ہوتا ہے تو ایکسپورٹ کوالیٹی، یہ اس سے بہتر کوالیٹی لیتا ہے...تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے سب سے اچھا رکھا ہوا ہے...اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہُوا ہے...فرمایا میرے حضور نے اگر تم اللہ پر توکل کرنے کا جو حق ہے اس کو ادا کر دو تو وہ تمہیں بھی ایسے ہی رزق عطا کرے...جیسے پرندوں کو رزق عطا کرتا ہے...اگر توکل تمہیں نصیب ہو جائے۔

حضرت رابعہ بصریہ کے یہاں مہمان آئے تو خادمہ نے کہا مہمان آئے ہیں تو ان کے لئے کیا کِیا جائے؟ حضرت رابعہ نے کہا انہیں کھانا کھلاؤ...خادمہ نے کہا صرف ایک روٹی بچی ہوئی ہے اور مہمان چار پانچ ہیں...کم از کم آٹھ دس روٹیاں چاہئے...تو فرمایا اچھا اس روٹی کو اللہ کی راہ میں خیرات کردو...خیرات کردی گئی...تھوڑی دیر کے بعد دروازے پر دستک ہوئی من علی الباب؟ دروازے پہ کون ہے؟ کہاں فلاں کا فرستادہ غلام ہوں...میرے آقا نے آپ کے لئے کھانا بھیجا ہے...خادمہ نے کھانا وصول کیا...کپڑا اٹھایا، گِنا تو چار روٹیاں تھیں...تو کہا جلدی جلدی اس کو واپس کردو اس کے آقا نے کسی اور گھر بھیجا ہوگا یہ غلطی سے ہمارے گھر آگیا، کھانا واپس کردیا۔

پھر دروازے پر دستک ہوئی، پوچھا من دق الباب؟ دروازہ کس نے کھٹکھٹایا؟ کہا فلاں کا فرستادہ غلام ہوں...خادمہ نے کھانا وصول کیا...حضرت رابعہ نے کپڑا اٹھایا، گِنا تو چھ روٹیاں تھیں...کہا اس کے آقا نے کسی اور کے یہاں بھیجا ہوگا غلطی سے اپنے یہاں آگیا...کھانا واپس کردیا...پھر دروازے پر دستک ہوئی، پوچھا دروازے پر کون ہے؟ کہ فلاں آقا کا بھیجا ہُوا غلام ہوں...اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ کھانا حضرت رابعہ کو دے کے آنا...خادمہ نے وصول کیا...حضرت رابعہ نے کپڑا اٹھایا، گِنا تو دس روٹیاں تھیں...

کہاہاں یہ کھانا ہمارا ہے...اس کو رکھ لو اور مہمانوں کو کھلا دو...کہا حضرت پہلے بھی تو آپ ہی کا نام لیتے تھے اور اسی دہلیز پر آئے تھے...حضرت رابعہ نے کہا میرے رب کا وعدہ ہے جو ایک دیتا ہے میں اس کو دس دیتا ہوں...پہلے چار روٹیاں تھیں پھر چھ روٹیاں تھیں ...میں نے کہا مالک دس دے گا تو تیری بندی وصول کرے گی۔

تو اگر اس پر توکل قائم ہو جائے ،اس پر بھروسہ قائم ہو جائے، تو وہ وہاں سے دیتا ہے جہاں سے بندے کو گمان بھی نہیں ہوتا...جب انسان اللہ کے فضل پر توکل قائم کر لیتا ہے تو پھر کام کاج ضرور کرتا ہے لیکن اس کی زندگی کی جو ٹینشن ہے وہ ختم ہو جاتی ہے...بس وہ جتنا کر سکتا ہے وہ کرے باقی سب چھوڑ دے اس پر، تو پھر وہ خزانہ غیب سے نصیب فرمائے گا(۵۸)

ان سارے واقعات کو پڑھنے کے بعد بخوبی سمجھ میں آتا ہے کہ جو جس منزل کا راہی ہے...جو جس چیز کا طالب ہے...جس کی جو خوراک ہے...جس کی جو ضرورت ہے...توکل کرنے والوں کو رب قدیر غیب سے راستہ اور روزی فراہم کر دیتا ہے...آج کے لوگوں کا حال یہ ہے کہ اُوپر سے نیچے تک سب نے توکل کی راہ کو چھوڑ دیا ہے...آج سب کو بڑا بننے، بنگلہ میں رہنے اور گاڑی میں گھومنے کے شوق کی آگ لگی ہوئی ہے...کوئی غریب رہنا نہیں چاہتا ایسی حالت میں توکل کے کلاس کو بند ہونا تھا اور بند ہو ہی گیا...اب تو شاذ و نادر لوگ ہی توکل کہ کلاس میں بیٹھتے ہیں... اور بیٹھنے والے کامیاب ہیں...دنیاوی درس گاہوں کی طرح دینی درسگاہیں، تصوف کی درسگاہیں ،اسلامی قوانین وضوابط کی درسگاہیں ہیں...ان درسگاہوں میں جو جتنی محنت کرے گا اس کو ویسی ہی کامیابی ملے گی...دنیاوی درس گاہ سے پڑھنے والا ہی کوئی پولس، کوئی داروغہ، کوئی انسپکٹر، کوئی ڈی ایم، کوئی ایس پی ،کوئی وکیل اور کوئی جج بنتا ہے... اس پر بھی یقین ہے کہ دینی درسگاہوں میں پڑھنے والا ہی مولوی، عالم وفاضل، مفتی و متقی بنتے ہیں...اسی طرح سے تصوف کی درسگاہوں میں بیٹھنے والے ہی بزرگ (بمعنی شریف ،متوکل عارف خدا رسیدہ ولی) ولی ، قطب وغوث بنتے ہیں...سب کے لئے کلاس کرنا اور پڑھنا ضروری ہے۔

اپنے اندر عفوو درگزر کی خو پیدا کیجئے

اسلام وہ مذہب ہے جس نے انسان کو زندگی گزارنے کے لئے راہِ استوار بنایا...انسان کے کردا رواعمال کو درست رکھنے کا ڈھنگ بتایا...تاکہ مسلمان نہ گندگی میں جائے، نہ اس کے کپڑے گندے ہوں...نہ لوگ اس کو ہنسیں...نہ اُس پر کوئی انگلی اٹھائے...نہ کوئی اس کو بُرا کہے...اس بات کو بھی نظر میں رکھیں کہ ہر شخص ایک رنگ اور مزاج کا نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ اٹھارہ ہزار مخلوقا ت کی صفت آدمی کے اندر بھر دی گئی ہے تو ہوسکتا ہے کہ کسی میں شیر کی صفت عیاں ہو...کسی میں ریچھ کی خو ظاہر ہو...کسی میں سانپ اور بچھو جیسی عادت ہو...ایسے لوگ تمہیں کہیں نہ کہیں پر ناچیں گے...کاٹیں گے...تکلیف پہنچائیں گے...تو تم بھی انہیں نہ نوچو...نہ کاٹو...نہ تکلیف پہنچا ؤ...بلکہ ایسوں کو ''عفو'' معاف کر دو...چھوڑ دو...بخش دو...درگزر کر دو...یعنی اس کو معاف کر دو... چھوڑ دو...ٹال دو...اور اس کی حرکتوں کو بھلا دو...عفوو درگزر کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے ملاحظہ کیجئے: ''وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ'' (۵۹)

ترجمہ! اور اگر معاف کرو، اور درگذر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

توبۃ النصوح کیسے اور کس لئے؟

توبہ کے بڑے فضائل ہیں اور توبہ کرنے والوں کے بڑے مرتبے ہیں، چنانچہ توبہ کے تعلق سے قرآن مجید کی متعدد آیات شاہد ہیں، کلمہ گو میں اچھے لوگ کون لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اچھے لوگ وہ ہیں:

اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ۔(۶۰)

ترجمہ! صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور اطاعت کرنے والے اور خرچ کرنے والے اور دعائے مغفرت کرنے والے صبح کے وقت۔

دکھ میں درد میں مصائب و آلام میں صبر کرنے والے صابرین کا شمار اچھے لوگوں میں ہوتا ہے،

اسی طرح سے ہر حال میں سچ بولنے والوں کا شمار اچھے لوگوں میں کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کو اچھوں کی صف میں کھڑا کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے اور رات کے پچھلے پہر اللہ کے حضور میں مغفرت مانگنے اور توبہ کرنے والے اچھے لوگ ہیں۔

☆ توبۃ النصوح کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا" (۶۱)

ترجمہ! اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے"۔

توبہ کوئی ہلکی پھلکی چیز نہیں ہے... توبہ نظر انداز کرنے والی چیز نہیں بلکہ دل وزبان پر بسانے والی شے ہے... توبہ کرنے میں کوئی شرمندگی نہیں ہے بلکہ بندے کی توبہ سے رؤف رحیم خوش ہوتا ہے اور بہت خوش ہوتا ہے:

"مسلم شریف اور مشکوٰۃ میں ہے کہ رب تعالیٰ بندہ کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے، اگر کوئی شخص جنگل میں ہو اور اُس کے توشہ کا اُونٹ گُم ہو جائے، اور وہ زندگی سے مایوس ہو کر مرنے کے لئے لیٹ جائے، پھر اچانک اس کا اونٹ معہ توشہ کہ آجائے، جتنی خوشی اس شخص کو ہو سکتی ہے، اس سے زیادہ خوشی رب تعالیٰ کو بندہ کی توبہ سے ہوتی ہے" (۶۲

اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر کتنا مہربان ہے کہ گناہ کریں بندے! اور بندے کو اپنے گناہ کا احساس ستانے لگے تو رب کے در پر پہنچ کر صدق دل سے توبہ کر لے تو وہ معاف ہی نہیں کرتا بلکہ خوش بھی ہوتا ہے... کتنا خوش ہوتا ہے وہ آپ نے ملاحظہ کر لیا ہے... تو اب دیر کس بات کی ہے؟... ہم سب اس کے در پر پہنچ کر چھپ کر یا کھلے طور پر، دن میں یا رات میں پہنچ کر توبہ کر لیں... توبۃ النصوح کریں... توبۃ النصوح کا مطلب ہے سچی توبہ کریں... اس گناہ یا گناہ کی جانب پھر نہ پلٹیں، نہ دیکھیں، نہ جھانکیں، نہ کریں بلکہ اپنی توبہ پر قائم رہیں... یہی ہے توبۃ النصوح... توبۃ النصوح نہیں کریں گے تو گناہ کی گندگی، گناہ کا مَیل قائم رہے گا اس کے لئے کوئی صابن یا پوؤڈر نہیں ہے... توبہ ہی گناہ کے لئے صابن اور پوؤڈر ہے جو گناہ کے میل کو گندگی کو بالکل صاف کر دیتی

ہے توبہ کے سلسلہ میں یہ بھی سن لیں:

"مسلم و بخاری اور مشکوٰۃ میں ہے کہ جو بندہ گناہ کر کے رُو کر عرض کرتا ہے کہ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْہُ تو رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے، جو سزا و جزا پر قادر ہے، جاؤ میں نے بخش دیا، بندہ پھر گناہ کر بیٹھتا ہے، اور پھر توبہ کرتا ہے پھر اس کی مغفرت ہو جاتی ہے" (۶۳)۔

بندہ نے بڑے سے بڑا گناہ کر لیا اور اپنے پالن ہار، پاک پروردگار، مالک و مولیٰ، ربُّ العالمین سے رجوع کرتا ہے تو گویا اس نے اس کو بغیر دیکھے ہوئے مان لیا کہ میرا پیدا کرنے والا، پالنے والا ہے، اسی سے کہتا ہے اے ہمارے پالن ہار ہم نے گناہ کر لیا، ہم سے گناہ ہو گیا، تو ہماری مغفرت فرما، ہمیں بخش دے، ہمارے نامۂ اعمال سے ہمارے گناہوں کو مٹا دے تو وہ ہماری سزا کو جزا میں بدل دیتا ہے... ہمارے گناہوں کو ہمارے اعمال سے محو فرما دیتا ہے... آیئے اس کے در پر جلد آیئے... آنے میں دیر نہ ہو... لیکن خیال رکھئے کہ توبۃ النصوح، سچی توبہ ہو... توبہ کرنے والے، توبہ پر آمادہ ہونے والے مزید خوشخبری سنیں:

"ترمذی شریف میں ہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے، اے بندے اگر تیرے گناہ بادل تک پہنچ جائیں، پھر تو استغفار کرے تو میں بخش دوں گا، اور کوئی پرواہ نہ کروں گا، اور اے بندے اگر تو میرے پاس زمین بھر کے گناہ لائے گا، بشرطیکہ شرک و کفر سے بچا رہے تو میں تجھے زمین بھر کر مغفرت دوں گا" (۶۴)

بشر کی صفت ہے کہ نیکی کی راہ پر چلتے چلتے گناہ کی کھائی میں گر جانا پھر اُٹھ کر اَرْحَمُ الرّٰاحِمِیْن "مہربانوں کا مہربان، بہت مہربان، گمان سے زیادہ مہربان کی چوکھٹ پر پہنچ کر توبہ کرنا، توبہ کی کنڈی کھٹکھٹانا، ہلانا، رونا، گڑگڑانا اور پھر نیکی کی راہ پر لگ جانا... گناہوں کو دُھلنے کا نسخہ اُس نے بندے کو دے دیا ہے... اب بندے کے گناہ اتنے ہو گئے کہ اس کو تہہ پر تہہ لگایا جائے اور وہ گناہ بادل تک پہنچ جائے اور بندہ استغفار یعنی ان گناہوں سے توبہ کرے تو غفور رحیم معاف کر دیتا ہے... جیسا اعلیٰ اس کا دربار ہے ویسی ہی اس کی بخشش ہے... گناہوں میں ڈوبے ہوئے بہت سارے

نوجوان کے لئے یہ عظیم بشارت ہے...وہ اس بشارت کے راستے پر آئیں اور اپنے یقین کو محکم کریں...مزید سنئے اور اپنے ایمان وایقان کو تازہ کیجئے:

توبہ اس لئے؟

توبہ کرنے کے بہت فوائد ہیں...اوّل تو آپ نے اُوپر پڑھ لیا کہ توبہ سے بڑے سے بڑے گناہ معاف ہوتے ہیں...اور توبہ کے فوائد میں جو دیگر باتیں ہیں اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

''ابوداوٗد اور ابن ماجہ میں ہے، حضورعلیہ ﷺ نے فرمایا کہ جو انسان ہمیشہ استغفار پڑھتا رہے تو رب تعالیٰ اسے ہر تنگی سے نجات اور غم سے خلاصی دے گا، اور اس جگہ سے رزق دے گا، جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا'' (۶۵)

گناہ فراخ روزی کے دروازے کو بند کر کے بندے کو تنگی میں مبتلا کر دیتا اور غم میں ڈوبا دیتا ہے...گناہ میں وہ طاقت ہے کہ مال کو، دولت کو، خوشحالی کو، فراوانی کو، چین وسکون کو، اطمینان کو پیچھے ڈھکیل کر تنگ دستی کو، مفلسی کو، غربت کو، ناداری کو محتاجی کو، عاجزی کو، رنج وغم کو، دکھ درد کو، غم وملال کو، اندوہ وافسوس کو آگے بڑھا دیتا ہے، جس کا علاج میڈیکل میں نہیں، سائنسدانوں کے یہاں نہیں، طبی نسخوں میں نہیں، صرف اور صرف اسلام میں ہے کہ معاشرے کا ہر فرد اگر خوشحالی کی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو ارشاد رسول ﷺ اور فرمان رسول اللہ ﷺ کے تحت لوگ اپنی زندگی گزاریں تو کامیاب رہیں گے، گناہ مال ودولت کے ساتھ روح پر بھی حملے کرتے ہیں، ملاحظہ کیجئے فرمانِ رسول اللہ ﷺ:

''احمد ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ گناہ مومن کے دل میں کالا داغ پیدا کرتا ہے اور اس کے لئے توبہ استغفار ایسی ہے جیسے زنگ آلود لوہے کے لئے صیقل'' (۶۶)

تمام چیزیں اپنے اثرات چھوڑتی ہیں، ہمیں گناہوں کے اثرات نظر نہیں آتے کہ ہمارے پاس وہ آنکھیں نہیں ہیں، نگاہ نبی ﷺ نے گناہوں کے اثرات کو ملاحظہ فرمایا اور اپنی امّت کو بتایا لیکن ہم ہیں کہ سائنس کی باتوں پر فوراً یقین کر لیتے ہیں اور قولِ رسول اللہ ﷺ پر قیل وقال کرتے ہیں حالانکہ قولِ رسول اللہ ﷺ پر ہمیں کمربستہ ہو جانا چاہئے کہ جن کی باتوں کو لے کر سائنسداں ترقی

کررہے ہیں اور ہم ہیں کہ پیچھے ہٹتے جارہے ہیں، وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے گھروں سے اسلامی اسباق کو ہٹا دیئے ہیں اور دوسرے اسباق کو پڑھ رہے اور سن رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مسلمان کا بچہ گناہوں پر پہل کر رہا ہے، آخر میں ہم ایک اور حدیث پاک درج کر کے اپنی بات ختم کرتے ہیں:

''نسائی اور ابن ماجہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مبارک ہے وہ شخص جس کے نامۂ اعمال میں زیادہ توبہ واستغفار پائی جائے'' (۶۷)

ہمارا کرنا، ہمارا پڑھنا، ہمارا لکھنا، ہمارا بولنا، ہمارا سننا سب ہمارے نامۂ اعمال میں درج ہوتے ہیں، ان میں اچھی بُری اور خراب چیزیں اور باتیں سب شامل ہوتی ہیں، اور ہمیں اپنے نامۂ اعمال میں اچھی چیزوں اور باتوں کو ہی رکھنا ہے تو اس کے لئے توبہ ہے، ایک مثال سنئے اور سمجھئے، راقم کو گاہے گاہے آل انڈیا ریڈیو ممبئی میں مقالہ پڑھنے کے لئے بلایا جاتا ہے، مقالہ ریڈیو پر نشر کرنے سے پندرہ بیس دن پہلے ریکارڈ کر لیا جاتا ہے، اس ریکارڈ کو ریکارڈنگ کرنے والے سنتے ہیں اور جہاں پر زبان لڑکھڑائی ہوئی ہوتی یا ٹکرا ہوتا ہے اس کو فوراً حذف کر دیتا ہے اور ایک رنگ کر لے مقالہ کو ریڈیو پر نشر کرتے ہیں تا کہ سننے والوں کو اچھا لگے، دنیا والوں کو سنانے کے لئے مقالہ کو ہر طرح سجایا اور سنوارا جاتا ہے، غور کیجئے کہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے سامنے ہم کو اپنے اعمال کو کس قدر سجانے اور سنوارنے کی ضرورت ہے؟۔

دوسرے فریقین کے نام

ہمارے کاموں میں کچھ کام ایسے ہیں جن کو بائیں جانب رکھا جاتا ہے، ہماری شکست میں وہ کام اہم رول ادا کرتے ہیں اگر ہم ان کاموں کو نہ کریں تو ہم فاتح ہی فاتح کہلائیں گے، شکست دلانے والے کاموں کی ایک مختصر فہرست ملاحظہ کیجئے:

احسان فراموشی (۱) بدعہدی (۲) پسِ پشت عیب جوئی سے (۳) جعلسازی (۴) جھوٹ (۵) چغل خوری (۶) چوری (۷) حرص (۸) حسد (۹) خیانت (۱۰) ڈاکہ (۱۱) رشوت خوری (۱۲) زناکری (۱۳) ظلم (۱۴) غیبت (۱۵) غصب (۱۶) فرض ناشناسی (۱۷) کم ظرفی (۱۸) کج خلقی

(۴۰) علامہ احمد یار خاں نعیمی .... تفسیر نعیمی .... جلد ۵۔ صفحہ ۴۶ ۴ الاحزاب ۵۹۔ ۳۲
(۴۱) محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی ...... غنیۃ الطالبین، مترجم شمس بریلوی ۱۱۳
(۴۲) محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی ...... غنیۃ الطالبین، مترجم شمس بریلوی ۱۱۳
(۴۳) محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی ...... غنیۃ الطالبین، مترجم شمس بریلوی ..... ۱۱۳۔ ۱۱۴
(۴۴) سورہ النور .... آیت ۳۰۔ ۳۱ .... کنز الایمان
(۴۵) مشکوۃ المصابیح .... باب مالایضمن من الجنایات
(۴۶) روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی .... ۴؍ دسمبر ۲۰۱۴ء .... صفحہ۔ ۲
(۴۷) روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی .... ۱۱؍ دسمبر ۲۰۱۴ء .... صفحہ۔ ۴
(۴۸) روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی .... ۲۵؍ ستمبر ۲۰۱۴ء .... صفحہ۔ ۱۲
(۴۹) روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی .... ۴؍ جنوری ۲۰۱۵ء .... صفحہ۔ ۱۔ اور ۱۱
(۵۰) روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی .... ۱۴؍ مئی ۲۰۱۶ء .... صفحہ۔ ۸
(۵۱) مشکوۃ المصابیح .... بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ وَالْغُلُوْلَ
(۵۲) مشکوۃ المصابیح .... بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ وَالْغُلُوْلَ
(۵۳) سورہ صف .... آیت ۱ تا ۳ .... ترجمہ کنز الایمان
(۵۴) سورہ آلِ عمران .... آیت ۷۷ .... ترجمہ کنز الایمان
(۵۵) سورہ الشمس .... آیت ۸ ....
(۵۶) سورہ توبہ آیت۔ ۱۱۲ .... ترجمہ کنز الایمان
(۵۷) سورہ التغابن .... آیت ۱۳ .... ترجمہ کنز الایمان
(۵۸) مولانا محمد رضا ثاقب مصطفائی۔ روزنامہ صحافئ دکن' حیدر آباد۔ ۲؍ فروری ۲۰۱۸ء۔ صفحہ ۲
(۵۹) سورہ التغابن .... آیت ۱۴ .... ترجمہ کنز الایمان
(۶۰) سورہ آلِ عمران .... آیت ۱۷ ....
(۶۱) سورہ التحریم .... آیت ۸ .... ترجمہ کنز الایمان
(۶۲) علامہ احمد یار خاں نعیمی ... تفسیر نعیمی جلد ۳۔ صفحہ ۳۶۳۔ مکتبہ رضویہ ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶
(۶۳) علامہ احمد یار خاں نعیمی ... تفسیر نعیمی جلد ۳۔ صفحہ ۳۶۳۔ مکتبہ رضویہ ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶
(۶۴) علامہ احمد یار خاں نعیمی ... تفسیر نعیمی جلد ۳۔ صفحہ ۳۶۳۔ مکتبہ رضویہ ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶
(۶۵) علامہ احمد یار خاں نعیمی ... تفسیر نعیمی جلد ۳۔ صفحہ ۳۶۳۔ مکتبہ رضویہ ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶
(۶۶) علامہ احمد یار خاں نعیمی ... تفسیر نعیمی جلد ۳۔ صفحہ ۳۶۴۔ مکتبہ رضویہ ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶
(۶۷) علامہ احمد یار خاں نعیمی ... تفسیر نعیمی جلد ۳۔ صفحہ ۳۶۴۔ مکتبہ رضویہ ۵۱۰ مٹیا محل، دہلی ۶

(۱۹) مکاری (۲۰) ریاکاری (۲۱) منافقت (۲۲) ہٹ دھرمی وغیرہم، ان سب کی تفصیل لکھی جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی، تفصیل سے گزیر کرکے آپ کے سامنے صرف نام پیش کئے گئے ہیں، یہ نام ہی ایسے ہیں کہ سن کر دل و دماغ میں کانٹے چبھتے ہیں، ان کے کڑوے کسیلی واقعات سے زمین بھری پڑی ہے ...مذہب و ملت، سماج و قانون سے بغاوت کے جرثو مے ہمارے معاشرے کو تباہ کر رہے ہیں....نفی کا یہ کیڑا کہیں پر گھروں کے اندر گھروں کو تباہ کر رہا ہے ....کہیں پر رشتوں کو کاٹ رہا ہے....کہیں پر آپسی اتفاق کو چاٹ رہا ہے....کہیں پر خون کے رشتو ں پر حملہ کر رہا ہے....کہیں پر سماج کو چیلنج کر رہا ہے....کہیں پر اسلام پر حملہ کر رہا ہے....کہیں پر ملی قانون سے سے بغاوت کر رہا ہے، اور کھلم کھلا کر رہا ہے، اس کی ایک دو نہیں سینکڑوں مثالیں مو جود ہیں، مذہب کا قانون توڑنے والے بے باک اور سخت دل ہو گئے، ایسے لوگوں نے مذہب کے قوانین سے نہ کوئی رابطہ رکھا، نہ رشتہ، ان کو کما لینا اور کھا لینا ہی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں، اس کے آگے وہ کچھ جانتے ہی نہیں ہیں، ان کی دنیا پُرشکوہ مکان اور اچھے لباس تک محدود ہے۔

حوالے

(۱) روزنامہ انقلاب۔ ممبئی..........۱۰ ر اکتوبر ۲۰۱۴ء..........صفحہ۔۲

(۲) سورہ بقرہ..........آیت ۲۱۵

(۳) سورہ بنی اسرائیل..........آیت ۲۳۔۲۴

(۴) سورہ لقمان..........آیت ۱۴

(۵) سورہ الاحقاف..........آیت ۱۵

(۶) سورہ نساء..........آیت ۳۶

(۷) سید فیصل علی..........روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی..........۴ رجنوری ۲۰۱۵ء۔ صفحہ ۷

(۸) روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی..........۱۲ رفروری ۲۰۱۵ء..........صفحہ۔۱

(۹) پارہ ۲..........سورہ بقرہ..........آیت ۱۸۷ کا ایک جز

(۱۰) روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی..........۲۴ ر اکتوبر ۲۰۱۴ء..........ممبئی..........امنگ کا صفحہ ۳

(۱۱) پیر محمد کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن۔ جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاوس، دہلی ۲

(۱۲) سورہ بقرہ..........آیت ۲۲۳ کا اول جز

(۱۳) علامہ احمد یار خان نعیمی....تفسیر نعیمی جلد ۲.....صفحہ ۴۶۳۔۴۶۴۔ ناشر مکتبہ رضویہ نئی دہلی ۲

(۱۴) ڈاکٹر قدسیہ نصیر....روزنامہ راشٹریہ سہارا....ممبئی....۱۲ رمارچ ۲۰۱۵ء.....صفحہ۔۸

(۱۵) روزنامہ راشٹریہ سہارا..........ممبئی..........۴ رفروری ۲۰۱۶ء..........صفحہ ۵

(۱۶) سید فیصل علی..........روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی..........۲۹ ر اگست ۲۰۱۴ء..........صفحہ ۱۰

(۱۷) سید فیصل علی..........روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی..........۱۲ رستمبر ۲۰۱۴ء..........صفحہ ۱۰

(۱۸) روزنامہ راشٹریہ سارا، ممبئی اڈیشن.....۳۰ ردسمبر ۲۰۱۴ء....امنگ کا صفحہ....صفحہ نمبر ۳

(۱۹) روزنامہ راشٹریہ سارا، ممبئی اڈیشن..........۷ رستمبر ۲۰۱۵ء..........صفحہ۔ نمبر ۱

(۲۰) سورہ بقرہ..........آیت ۲۲۸ کا آخری جز

(۲۱) علامہ احمد یار خاں نعیمی..........تفسیر نعیمی، جلد دوم..........صفحہ ۴۹۲

(۲۲) جاوید جمال الدین.......روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی...۲۹ رنومبر ۲۰۱۰ء.....صفحہ۔۷

(۲۳) پارہ ۱۷..........سورہ بنی اسرائیل..........آیت ۳۲

(۲۴) علامہ احمد یار خاں نعیمی، تفسیر نور العرفان، ص ۴۵۴۔ ناشر فرید بکڈ پو جامع مسجد، دہلی ۶

(۲۵) روزنامہ ''انقلاب''، ممبئی..........۱۰ ردسمبر ۱۹۹۱ء

(۲۶) روزنامہ ''انقلاب''، بمبئی..........۱۵ رجنوری ۱۹۹۲ء۔ ص ۲

(۲۷) پارہ ۱۷..........سورہ بنی اسرائیل..........آیت ۳۱

(۲۸) مشکوۃ المصابیح......باب کتاب النکاح..........ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاوس نئی دہلی ۶

(۲۹) علامہ احمد یار خاں نعیمی..مرأت المناجیح جلد ۵۔ صفحہ ۴۔ ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاوس نئی دہلی ۶

(۳۰) سید رضوان.......راوزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی..........۲۸ ر اگست ۲۰۱۴ء......صفحہ ۷

(۳۱) ہاشم احمد چوگلے.......راوزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی.......۱۰ رستمبر ۲۰۱۴ء..........صفحہ ۷

(۳۲) اعجاز احمد شمسی، دہلی...روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی ایڈیشن..۱۶ ر اکتوبر ۲۰۱۴ء..صفحہ۔۷

(۳۳) ف۔ا (فاروق انصاری)........روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی......۸ رستمبر ۲۰۱۴ء.....صفحہ۔۴

(۳۴) صحیح بخاری شریف.....کتاب النکاح....ترجمہ! موانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری

(۳۵) ڈاکٹر کوثر فاطمہ...روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی...۳۰ رجولائی ۲۰۱۱ء۔ صفحہ ۷...ممبئی ایڈیشن

(۳۶) علامہ احمد یار خاں نعیمی..مرأت المناجیح جلد ۵۔ صفحہ ۶۔ ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاوس نئی دہلی ۶

(۳۷) مشکوۃ المصابیح..........جلد ۵..........صفحہ ۸

(۳۸) مشکوۃ المصابیح..........جلد ۵..........صفحہ ۱۰

(۳۹) مشکوۃ المصابیح..........جلد ۵..........صفحہ ۹۷

(۴۰)علامہ احمد یار خاں نعیمی..........تفسیر نعیمی..........جلد۵۔صفحہ۴۶ الاحزاب ۵۹۔۳۲

(۴۱)محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی......غنیۃ الطالبین، مترجم شمس بریلوی..........۱۱۳

(۴۲)محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی......غنیۃ الطالبین، مترجم شمس بریلوی..........۱۱۳

(۴۳)محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی......غنیۃ الطالبین، مترجم شمس بریلوی.....۱۱۳۔۱۱۴

(۴۴)سورہ النور..............................آیت ۳۰۔۳۱........کنز الایمان

(۴۵)مشکوۃ المصابیح..............باب مالایضمن من الجنایات

(۴۶)روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی..........۴؍دسمبر ۲۰۱۴ء..........صفحہ۔۲

(۴۷)روزنامہ راشٹریہ سہارا ممبئی..........۱۱؍دسمبر ۲۰۱۴ء..........صفحہ۔۴

(۴۸)روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی..........۲۵؍ستمبر ۲۰۱۴ء..........صفحہ۔۱۲

(۴۹)روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی..........۴؍جنوری ۲۰۱۵ء.......صفحہ۔۱۔اور ۱۱

(۵۰)روزنامہ راشٹریہ سہارا، ممبئی..........۱۴؍مئی ۲۰۱۶ء..........صفحہ۔۸

(۵۱)مشکوۃ المصابیح..........بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ وَالْغُلُوْلَ

(۵۲)مشکوۃ المصابیح..........بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ وَالْغُلُوْلَ

(۵۳)سورہ صف..........آیت ۱ تا ۳..........ترجمہ کنز الایمان

(۵۴)سورہ آلِ عمران..........آیت ۷۷..........ترجمہ کنز الایمان

(۵۵)سورہ الشمس..........آیت ۸..........

(۵۶)سورہ توبہ آیت ۔۱۱۲..........ترجمہ کنز الایمان

(۵۷)سورہ التغابن..........آیت ۱۳..........ترجمہ کنز الایمان

(۵۸)مولانا محمد رضا ثاقب مصطفائی۔ روزنامہ صحافی دکن' حیدر آباد۔۲؍فروری ۲۰۱۸ء۔صفحہ۲

(۵۹)سورہ التغابن..........آیت ۱۴..........ترجمہ کنز الایمان

(۶۰)سورہ آلِ عمران..........آیت ۱۷..........

(۶۱)سورہ التحریم..........آیت ۸..........ترجمہ کنز الایمان

(۶۲)علامہ احمد یار خاں نعیمی... تفسیر نعیمی جلد۳۔صفحہ۳۶۳۔مکتبہ رضویہ ۵۱۰ ٹیا محل، دہلی ۶

(۶۳)علامہ احمد یار خاں نعیمی... تفسیر نعیمی جلد۳۔صفحہ۳۶۳۔مکتبہ رضویہ ۵۱۰ ٹیا محل، دہلی ۶

(۶۴)علامہ احمد یار خاں نعیمی... تفسیر نعیمی جلد۳۔صفحہ۳۶۳۔مکتبہ رضویہ ۵۱۰ ٹیا محل، دہلی ۶

(۶۵)علامہ احمد یار خاں نعیمی... تفسیر نعیمی جلد۳۔صفحہ۳۶۴۔مکتبہ رضویہ ۵۱۰ ٹیا محل، دہلی ۶

(۶۶)علامہ احمد یار خاں نعیمی... تفسیر نعیمی جلد۳۔صفحہ۳۶۴۔مکتبہ رضویہ ۵۱۰ ٹیا محل، دہلی ۶

(۶۷)علامہ احمد یار خاں نعیمی... تفسیر نعیمی جلد۳۔صفحہ۳۶۴۔مکتبہ رضویہ ۵۱۰ ٹیا محل، دہلی ۶